رضی اللہ تعالیٰ عنہم
دو سسر دو داماد
سیرتِ خلفائے راشدینؓ پر پہلی غیر منقوط کتاب
ابو محمد
محمد عظیم رائی
تقریظ
حضرت مولانا محمد اسلم صاحب شیخوپوری مدظلہ العالی
ادارہ اساس العلم کراچی

سیرتِ خلفائے راشدینؓ پر پہلی غیر منقوط کتاب

دو سُسر دو داماد

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

محرر

والدِ محمدؐ راعی

ادارہ اساسِ العلم

جامعہ احتشامیہ تھانوی مسجد، جیکب لائن کراچی

موبائل: 0300-2832857,0345-3033109

نام کتاب : دوسرا دوا بار

مؤلف : ابو محمد محمد عظیم رانی

کمپوزنگ : غازی گرافکس

تعداد : گیارہ سو

سن طباعت : ۱۴۳۲ھ بمطابق ۲۰۱۱ء

ناشر : ادارۃ اشاعت العلم کراچی

اشاعت

ادارۃ اشاعت العلم کراچی

جامعہ احتشامیہ نزد تھانوی مسجد جیکب لائن کراچی

موبائل 0300-2832857,0345-3033[illegible]09

ملنے کے پتے

☆ ادارۃ الانوار بنوری ٹاؤن کراچی

☆ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی

☆ زمزم پبلشرز اردو بازار کراچی

☆ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار کراچی

☆ مکتبہ لدھیانوی بنوری ٹاؤن کراچی

☆ جامعہ احتشامیہ نزد تھانوی مسجد جیکب لائن کراچی

ماں کے نام

جسے آخری سانسوں تک اپنے لخت جگر کی جدائی محض اس لئے گوارا ہوئی کہ وہ اللہ کا دین سیکھے۔

تحصیل علم کی پر خار وادیوں کی انجانی راہوں کا مسافر بیٹا جب تھک ہار کر ماں سے ملنے آتا تو وہ عقل انتہی مگر عارضی دنیا کی ملاقاتوں کو بھلا کہاں دوام؟ منزل مقصد کی طرف پلٹتا تو سالہا سال سے ماں کے سینے میں پنہاں ممتا کا بحر بے کراں، پلکوں کے کمزور سے بند کو بآسانی توڑ دیتا، منہ موڑ کر بیٹھ جاتی اور دوپٹے سے آنسوؤں کے سیل رواں کو روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہتی: "جا بچہ اللہ دے حوالے، اللہ کامیاب کریگا"۔

ماں کو اس طرح روتا دیکھ کر بیٹے کے پائے استقلال ڈگمگانے لگتے تو محتاج تسلی ماں تسلیاں دینے کے انداز میں بیٹے سے کہتی: "جا بچہ اللہ دے حوالے، اللہ کامیاب کریگا"۔

ماں! میں جو کچھ بھی ہوں، تیری سحر گاہی دعاؤں کی بدولت ہوں۔

ماں! تیری دعا نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا، کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔

در مدح خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

از ضیاء القلوب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ

شہسواران جہاں مردان دین | چار یار مصطفیٰ اہل یقین
اول ابوبکر صدیق اہل دین | دوسرے عادل عمر والا یقین
تیسرے عثمان با حلم و حیاء | چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا
اور سب اصحاب اس کے ذی علوم | ہیں ہدایت کے فلک پہ سے نجوم
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیاء | ہے انہی چاروں سے دین کو ارتقاء
ان سے راضی ہے خدائے دوسرا | اور خوش ہیں ان سے مصطفیٰ
تو بھی جان و دل سے اے امداد اب | رہ فدا ان پہ سدا ہر روز و شب
جو کوئی بد اعتقاد ان سے ہے ہوا | وہ مردود جناب کبریا

(منقول از غذائے روح)

نکتہ: بعض علمائے کرام نے حضرات خلفائے راشدین کی فضیلت اور ترتیب کے متعلق ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے، وہ یہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے: "خیر القرون قرنی" سو اس حدیث میں خلفائے اربعہ کے نام کے آخری حروف بہ ترتیب آئے ہیں یعنی "ق" صدیق کا اور "راء" عمر کی اور "ن" عثمان کی اور "ی" علی کی۔

کسی باریک بین، اعلیٰ ذوق کے حامل شاعر نے اس کو یوں نظم کیا ہے:

ابوبکر یک سو علی ایک جانب | خلافت کو گھیرے ہیں با صد صفائی
الف اور یے کی طرح ان کو جانو | کہ محصور ہے جن میں ساری خدائی
یہ تشبیہ ہے واقعی تو جبھی | الف اور یے نے یہ ترتیب پائی
وہ اول خلیفہ کے اول میں آیا | یہ آخر خلیفہ کے آخر میں آئی

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ اس شعر کو پڑھتے اور فرماتے:

"بھلا کوئی شعر کہے تو ایسے کہے"

تقریظ

مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب کثر اللہ فیوضہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے قلم کو عزت و حرمت عطا فرمائی اور درود و سلام اس نبی امی پر جو لکھنا نہ جانتے تھے مگر کروڑوں لکھنے والوں نے ان کے در مقدم سے لکھنا سیکھا۔

اما بعد!

جب مولانا محمد عظیم صاحب نے اپنی کتاب ''دوسر دو داود'' کے بارے میں اپنے تاثرات لکھنے کے لیے مجھ سے کہا تو خیال آیا کہ اس غیر منقوط کتاب پر تقریظ بھی غیر منقوط ہی ہونی چاہیے مگر سچی بات یہ ہے کہ مجھے اس خیال سے جھرجھری سی آگئی اور میں ایک سطر بھی اردو کے معرا میں لکھنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

حیرت ہوئی کہ ایک نوآموز قلمکار جس نے اس سے قبل کتاب تو کیا کوئی رسالہ بھی نہیں لکھا تھا وہ ایک ایسی کتاب لکھنے میں کیسے کامیاب ہوگیا جس میں خلفائے راشدینؓ کے حالات ولادت سے وفات تک جمع کیے گئے ہیں، یقیناً اس کتاب سے قارئین کی معلومات میں تو اضافہ نہ ہوگا کہ اس موضوع پر پہلے سے اسلامی کتب خانوں میں بیشمار کتابیں موجود ہیں۔

البتہ اس میں شک نہیں کہ جس اسلوب میں مؤلف زید مجدہ نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفاء کو خراج عقیدت پیش کیا ہے کم از کم میرے مطالعہ کی حد تک اردو زبان میں اس کی کوئی مثال موجود نہیں۔

اردو کے معرا میں لکھنے کی سب سے کامیاب کوشش حضرت مولانا محمد ولی رازی زید مجدہم نے کی تھی جن کی سیرت پہ لکھی گئی کتاب ''ہادی عالم'' کو صدارتی ایوارڈ عطا کر کے صدارتی

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد!

سطر یں دو یا سو مگر معریٰ لکھنا آسان نہیں ہے الا یہ کہ حق تعالیٰ شانہ جس کو توفیق عطا فرمائیں۔

باری تعالیٰ نے یہ سعادت عزیزم برخوردار حضرت مولانا محمد عظیم صاحب سلمہٗ کو ابتدا ہی سے مقدر میں لکھی تھی۔

اس سے قبل اکبر کے زمانہ میں "فیضی" نے عربی میں "سواطع الالہام" نامی بے نقط تفسیر لکھنے کی کوشش کی تھی اور اپنے زمانے میں بڑی شہرت بھی حاصل کی تھی لیکن غلط نظریات کا حامل ہونے کی وجہ سے اس کی تفسیر کو قابل اعتنا نہیں سمجھا گیا۔

اس کے بعد اردو میں حضرت مولانا محمد ولی رازی صاحب نے سیرت طیبہ کے خوبصورت عنوان پر "ہادیٔ عالم" صلی اللہ علیہ وسلم نامی بے نقط کتاب لکھ کر دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

میری دانست کے مطابق مولانا محمد عظیم سلمہٗ اس فہرست میں تیسرے نمبر پر حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سیرت مبارکہ پر "دو سسر دو داماد" نامی کتاب لکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ عزیز موصوف نے اس سے قبل کوئی تصنیف و تالیف کا کام نہیں کیا اور یہ ان کی پہلی کاوش ہے جو کہ یقیناً ایک بھرپور کامیاب کوشش ہے، جو تصنیف و تالیف کی پر پیچ وادی میں قدم رکھنے کے لیے موصوف کے نام کی طرح ایک "عظیم" سنگ میل ثابت ہوگی۔

حق تعالیٰ شانہ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ موصوف کی اس تحقیقی کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے اور مزید آگے بڑھنے کا ذریعہ بنائے اور موصوف اور ان کے والدین واساتذۂ کرام اور جملہ معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو

(حضرت مولانا مفتی) محمد یونس غفرلہ

استاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم نواب شاہ

خطیب وامام جامع مکی مسجد مریم روڈ نواب شاہ

۲۳/۵/۱۴۳۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مؤلف

یہ محض خالق کائنات کا فضل و احسان ہے کہ اس نے مجھ جیسے معدوم العلم والعمل انسان کو حضرات خلفائے راشدین کی سیرت مبارکہ کو غیر منقوط اردو میں لکھنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ فللہ الحمد

میرے لئے یہ امر انتہائی خوشی کا ہے کہ یہ دوسرا اہم اور مکمل تالیف ہے جو بفضلہ تعالیٰ وصف غیر منقوط سے متصف ہے۔

احقر نے یہ کتاب اگست 2007ء میں شروع کی مگر چند صفحات کے بعد ہی ہمت جواب دے گئی اور تصنیف و تالیف کا کام ایک سال سے زائد عرصے تک موقوف رہا دوریں اثناء اس کام کا تذکرہ استاذ محترم مولانا حکیم اللہ راشدی غفاری مدظلہ العالی سابق استاد جامعہ احتشامیہ کراچی) کے سامنے کیا تو موصوف نے خوب حوصلہ افزائی فرمائی اور فرمایا کہ اس کام کو جلد پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ اور مفید مشوروں سے نوازا۔

استاذ محترم کی حوصلہ افزائی سے ہمت بڑھی اور اللہ کا نام لے کر پھر سے کام شروع کر دیا مگر حوادثات زمانہ اور فوج در فوج مصائب سد راہ ہوئے، حوصلہ سرد ہو گیا اور ایک بار پھر یہ مبارک کام تعطل کا شکار ہو گیا۔

مگر اللہ رب العزت کا ارادہ اس ناکارہ سے حضرات خلفائے راشدین کی سیرت مبارکہ کی خدمت کا کام لینے کا ہی تھا، اس لیے میرے ایک مہربان دوست، جامعہ احتشامیہ کراچی کے نرم مزاج استاذ اور ہر دل عزیز شخصیت مولانا ارشد محمود صاحب کو وسیلہ بنایا۔ موصوف کی دامے درمے سخنے معاونت رہی اور پا اخروی ہمتی وہ ہر دن کو یہ کام پایۂ تکمیل

تک پہنچا، بندہ دل کی گہرائیوں سے مذکورہ دونوں حضرات کا ممنون ہے۔

میں اپنی رفیقہ حیات کا بھی بے حد مشکور ہوں جس نے ہمیشہ کی طرح قدم بقدم مفید مشوروں اور دعاؤں سے میرا ساتھ دیا اور روز اول سے اس کتاب کے منصۂ شہود پہ آنے تک میری حوصلہ افزائی کی۔

میں اپنی ہمشیرہ کا بھی مشکور ہوں جس نے حوالہ جات کی تخریج اور مسودے کے لیے صفحات پر حاشیہ کشی کر کے میرا بہت سا وقت بچایا۔ (جزاهم الله احسن الجزاء في الدنيا والآخرة)

آج جب یہ سطور لکھ رہا ہوں، مسودے کو مکمل ہوئے ایک سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبولیت عامہ عطا فرما کر مؤلف اور اس کے اساتذہ، والدین، جملہ معاونین اور قارئین کرام کے لیے باعث فلاح دارین بنائے اور صحابہ کرام کی سچی اتباع نصیب فرمائے۔ آمین

ابو محمد

محمد عظیم راٹی عفی عنہ

خادم تدریس جامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی

۲۰۱۱/۵/۱۳

03002832857

اہم کردار کے حامل

گو کہ ہر کتاب کے صفحہ اول پر مصنف یا مؤلف کا نام ہی مکتوب ہوتا ہے اور فی زمانہ یہی رائج ہے، مگر کتاب کو آپ تک پہنچانے میں کچھ لوگ اہم کردار کے حامل ہوتے ہیں، میں ایسے تمام حضرات کا تذکرہ نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔

میں استاذ محترم مولانا کلیم اللہ سندھی ملغاری مدظلہ العالی، مولانا ارشد محمود صاحب کشمیری کے علاوہ محترم جناب مفتی عبداللہ حسن زئی صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں جن کی رہنمائی سے تقاریظ کا مرحلہ طے ہوا۔

میں اپنے ہونہار اور مخلص شاگردان عزیزم عبدالحمید تالوی اور محمد عباسی اور رحمت اللہ آکانی (متعلمین درجہ سابعہ) کا بے حد مشکور ہوں، جنہوں نے اپنے قیمتی لمحات اس کتاب کے لیے صرف کیے۔

میں عزیزم بھائی محمد شکیل انجم (بہاولپور) کا بھی بے حد مشکور ہوں، جن کی معاونت سے آج یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

(جزاهم الله احسن الجزاء في الدنيا والاخرة)

اللہ کے اسم سے کہ وہ عموی رحم و کرم والا ہے

ساحلِ مراد

اعداد	حالِ اوّل	حوالے
۱	صدائے دل	۲۷
۲	ہمدموں کے اکرام سے معمور کلام الٰہی کے حصے	۳۱
۳	ہمدموں کے اکرام سے معمور کلام رسول کے حصے	۳۴
۴	اک مکرم ودود کو حامد کی روئداد	۳۸
۵	حاصلِ کلام	۳۹
۶	حصۂ اول	۴۱
۷	رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے دو سسر	۴۱
۸	ہمدم مکرم اور عمر مکرم (اللہ ہر دو سے مسرور ہو)	۴۱
۹	مطالعۂ سسر رسول، مسلم اول	۴۲
۱۰	سسر رسول کا اصل اسم	۴۳
۱۱	عالم ہدیٰ کی آمد	۴۳
۱۲	مولودی سلسلہ	۴۳
۱۳	رسول اکرم کے عطا کردہ اسماء	۴۳
۱۴	دوسرا اسم	۴۴
۱۵	سسر رسول کے والد	۴۴
۱۶	سسر رسول، حاکم اول کی والدہ	۴۵
۱۷	دورِ لاعلمی کے احوال	۴۵
۱۸	دورِ اسلام کے احوال	۴۶

۴	معرکہ حمراء الاسد اور مسلم اول	۷۴
۴۲	اسرائلی گروہ سے معرکہ	۷۴
۴۳	کھائی والا معرکہ	۷۴
۴۴	عروس مطہرہ کے لئے مکاروں کی مکروہ کاروائی اور مسلم اول کا حلم	۷۵
۴۵	معاہدہ صلح اور مسلم اول	۷۷
۴۶	اسرائلی گروہ سے اک اور معرکہ	۷۹
۴۷	مسلم اول کی اک مہم	۷۹
۴۸	مسلم اول کی دوسری مہم	۷۹
۴۹	معرکہ مکرمہ اور مسلم اول	۷۹
۵۰	معرکہ وادی ہوا وطاس اور مسلم اول	۸۰
۵۱	اہل کہسار کا محاصرہ	۸۰
۵۲	معرکہ عسرہ اور مسلم اول	۸۱
۵۳	موسم احرام کی سرداری	۸۲
۵۴	ہادی اکرم کا وصال مسعود اور اسلام کا اول امام وحاکم	۸۳
۵۵	ہمدم مکرم کی دلداری کے لئے اللہ کے رسول کا کلام	۸۳
۵۶	عالم اسلام کی سرداری کا اہم معاملہ	۸۶
۵۷	داماد رسول علی کرمہ اللہ کا سسر رسول مسلم اول سے عہد	۹۰
۵۸	حاکم اول کا کار اول	۹۱
۵۹	امر وحی سے ہٹو سے داروں سے معرکہ آرائی	۹۲
۶۰	محروموں کے حصے سے روگرد گروہ سے معرکہ آرائی	۹۹
۶	کلام الہی اور حاکم اول	۱۰۰
۶۲	اس معاملے کی اہم سطور	۱۰۰

۶۳	روم و کسریٰ سے معرکہ آرائی	۱۰۱
۶۴	مہم ملک کسریٰ	۱۰۲
۶۵	ملک کسریٰ کے اہم حصے کی تاراجی	۱۰۳
۶۶	ملک روم کے اہم حصے کی لڑائی	۱۰۴
۶۷	وصال حاکم اول اور حاکم دوم کے لئے لوگوں سے رائے	۱۰۸
۶۸	مطالعہ سسر رسولؐ، داماد علی، عمر مکرم (اللہ اس سے مسرور ہو)	۱۱۳
۶۹	اسم مسعود	۱۱۴
۷۰	مولودی سلسلہ	۱۱۴
۷۱	حاکم دوم کے گھر والے	۱۱۴
۷۲	عالم مادی کو آمد	۱۱۴
۷۳	رسول اللہؐ کا عطا کردہ اسم	۱۱۴
۷۴	دور لاعلمی کے احوال	۱۱۴
۷۵	مالی آسودگی کی راہ	۱۱۴
۷۶	رسول اللہؐ کی آمد اور عمر مکرم	۱۱۴
۷۷	سسر رسول عمر مکرم کا اسلام	۱۱۵
۷۸	وداع مکہ	۱۲۰
۷۹	معاہدۂ ہمدردی	۱۲۱
۸۰	صدائے عبادِ اسلام کے لئے عمر مکرم کی رائے	۱۲۱
۸۱	معرکے اور دوسرے احوال	۱۲۲
۸۲	معرکۂ اول اور عمر مکرم	۱۲۲
۸۳	لڑائی کا اک اہم مرحلہ	۱۲۲
۸۴	محصوروں کے لئے عمر مکرم کی رائے	۱۲۳

۸۵	اللہ مالک الملک کا دھمکی والا کلام	۱۲۴
۸۶	محصورۂ رسول کے اسرائیلی گروہ سے معرکہ	۱۲۴
۸۷	معرکۂ احد اور عمر مکرم	۱۲۵
۸۸	عمر مکرم کے لئے ایک اہم اکرام	۱۲۸
۸۹	دوسرے اسرائیلی گروہ سے معرکہ	۱۲۸
۹۰	معرکۂ احد اور عمر مکرم کا کردار	۱۲۹
۹۱	گمراہوں سے ایک معرکہ اور عمر مکرم	۱۳۰
۹۲	مکاروں کے سردار کی مکروہ کلامی اور عمر مکرم	۱۳۰
۹۳	مکاروں کی عروس مطہرہ کے لئے مکروہ کارروائی اور عمر مکرم کی رائے	۱۳۱
۹۴	کھائی والا معرکہ اور عمر مکرم	۱۳۱
۹۵	معاہدۂ صلح اور عمر مکرم	۱۳۱
۹۶	اسرائیلی گروہ سے معرکہ اور عمر مکرم	۱۳۴
۹۷	معرکۂ مکہ مکرمہ اور عمر مکرم	۱۳۵
۹۸	معرکۂ سواری و اوطاس	۱۳۸
۹۹	معرکۂ عسرہ	۱۳۹
۱۰۰	وصال رسول اور حال عمر	۱۳۹
۱۰۱	عمر مکرم اسلام کے دوسرے حاکم	۱۴۰
۱۰۲	ملک کسریٰ اور دوسرے ملکوں کی کامگاری	۱۴۰
۱۰۳	کالی سواری والا معرکہ	۱۵۰
۱۰۴	ایک اہم معاملہ	۱۵۴
۰۵	ایک دوسری لڑائی	۱۵۵
۰۶	ملک مصر کے معرکے	۱۵۷

۱۲۹	دوسرے معرکے	۱۷۶
۱۳۰	معاہدہ صلح اور حاکم سومہ	۱۷۶
۱۳۱	حاکم سومہ کے صاحبزادے کے واسطے اہل اسلام کا رسول اللہ سے عہد	۱۷۷
۱۳۲	معرکہ عسیر اور اسلام سے حاکم سومہ کی داد و عطا	۱۷۹
۱۳۳	ہادی اکرم کا رحلت وداع اور رسول اللہ کا دوسرا داماد	۱۸۰
۱۳۴	دوسرے داماد رسول کی مدح سسر رسول سے	۱۸۱
۱۳۵	اسلام کے حاکم سومہ کی درگاہ کا اول معاملہ	۱۸۳
۱۳۶	علو اسلام اور کامگاری کے احوال	۱۸۵
۱۳۷	اگلے سال کے معرکے	۱۸۶
۱۳۸	اہل روم سے معرکہ	۱۸۶
۱۳۹	اہل رسے و دہندان کی حکم عدولی	۱۸۷
۱۴۰	عسکر روم سے معرکہ اور کامگاری	۱۸۷
۱۴۱	مصر کے احوال	۱۸۸
۱۴۲	اک صحرائی ملک کی کامگاری	۱۹۱
۱۴۳	رومی لوگوں سے معرکہ	۱۹۱
۱۴۴	اک اور ملک کی کامگاری	۱۹۱
۱۴۵	ساگر کی مہموں کے احوال	۹۲
۱۴۶	رومی اور اس سے ملے ہوئے ملک کی کامگاری	.۹۲
۱۴۷	والد موسیٰ کی معطلی	۱۹۳
۱۴۸	موسم احرام	۱۹۳
۱۴۹	اک حاکم کو کوڑے اور اس کی معطلی	۱۹۶
۱۵۰	اک کسروی ملک کی کامگاری	۱۹۷

۱۵۱	ایک ہمدم رسول کا حال	۱۹۸
۱۵۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر	۱۹۸
۱۵۳	اس سال کے دوسرے احوال	۱۹۹
۱۵۴	کلام اللہ کا معاملہ	۲۰۰
۱۵۵	کسریٰ کی بازی	۲۰۰
۱۵۶	دور مکارہ	۲۰۱
۱۵۷	ولد سوداء	۲۰۳
۱۵۸	ہمدم طلحہ کی رائے	۲۰۵
۱۵۹	روگردوں کی گروہ بندی	۲۰۵
۱۶۰	محاصرہ	۲۰۷
۱۶۱	حاکم سوم کا روگرداں سے کلام	۲۰۸
۱۶۲	دل دادوں کی رائے	۲۱۰
۱۶۳	گواہی (رحلت دار اسلام)	۲۱۲
۱۶۳	حاکم سوم کی گواہی اور اہل اسلام کا ردعمل	۲۱۳
۱۶۵	مطالعہ داماد رسول، ہمسر بتول علی کرم اللہ	۲۱۵
۱۶۶	اسم و اسرہ	۲۱۵
۱۶۷	ہمدم علی کرم اللہ کے والد	۲۱۵
۱۶۸	والدہ علی کرم اللہ	۲۱۶
۱۶۹	عالم مادی کو آمد	۲۱۶
۱۷۰	رسول اللہ کی ہمراہی	۲۱۶
۱۷۱	اسلام	۲۱۷
۱۷۲	مکی دور	۲۱۸

۱۷۳	اہم امور کی حوالگی	۲۱۸
۱۷۴	وداعِ مکہ	۲۲۰
۱۷۵	علی کرم اللہ کی زندگی	۲۲۱
۱۷۶	اللہ کے گھر کے معماری	۲۲۳
۱۷۷	معرکوں اور مہموں کے احوال	۲۲۴
۱۷۸	اسلام کا معرکہ اول اور مقدم علی کرم اللہ	۲۲۴
۱۷۹	علم رسول	۲۲۷
۱۸۰	داماد کی رسول کا عالی اکرام	۲۲۷
۱۸۱	معرکہ احد اور داماد رسول علی کرم اللہ	۲۲۹
۱۸۲	ایک اسرائیلی گروہ سے معرکہ	۲۳۰
۱۸۳	کھائی والا معرکہ	۲۳۱
۱۸۴	دوسرے اسرائیلی گروہ سے معرکہ	۲۳۲
۱۸۵	اولاد وعدہ کے لئے علی کرم اللہ کی مہم	۲۳۳
۱۸۶	معاہدہ صلح اور داماد رسول علی کرم اللہ	۲۳۴
۱۸۷	اسرائیلی گروہ سے اک اہم معرکہ	۲۳۵
۱۸۸	معرکہ مکہ مکرمہ	۲۳۸
۱۸۹	مہم حرام اللہ اور علی کرم اللہ	۲۴۰
۱۹۰	معرکہ وادی اوطاس	۲۴۱
۱۹۱	معرکہ عسرہ اور علی کرم اللہ کا اکرام	۲۴۲
۱۹۲	یمن والے ملک کے لئے مہم علی کرم اللہ	۲۴۳
۱۹۳	گروہ طے کے لئے مہم علی کرم اللہ	۲۴۴
۱۹۴	احکام الٰہی کی اطلاع رسانی	۲۴۴

۱۹۵	احرام الوداع اور علی کرم اللہ	۲۴۳
۱۹۶	رسول اللہ کا وصال مسعود اور علی کرم اللہ	۲۴۵
۱۹۷	حاکم اول ہمدم مکرم اور علی کرم اللہ	۲۴۶
۱۹۸	ہمدم مکرم سے علی کرم اللہ کا لگاؤ	۲۴۶
۱۹۹	عمر مکرم اور علی کرم اللہ	۲۴۷
۲۰۰	عہد عمر اور عہدۂ علی کرم اللہ	۲۴۸
۲۰۱	اہم امور کے لئے علی کرم اللہ سے رائے	۲۴۸
۲۰۲	عمر مکرم کی ولی عہدی	۲۴۸
۲۰۳	علی کرم اللہ عمر مکرم کے سسر	۲۴۸
۲۰۴	وصال عمر اور ولی عہدی کے لئے اسم علی کرم اللہ	۲۴۹
۲۰۵	عمر مکرم کی علی کرم اللہ کو داد و عطا	۲۴۹
۲۰۶	علی کرم اللہ کے موں سے عمر مکرم کے رسالۂ اعمال کی مدح سرائی	۲۴۹
۲۰۷	لحد عمر مکرم کے لئے علی کرم اللہ کی مددگاری	۲۴۹
۲۰۸	دور عمر کے واسطے علی کرم اللہ کا کلام	۲۴۹
۲۰۹	داماد رسول حاکم سوم اور علی کرم اللہ	۲۵۰
۲۱۰	اسروی واسطہ	۲۵۰
۲۱۱	حاکم سوم سے عہد	۲۵۰
۲۱۲	علی کرم اللہ، حاکم سوم کے مددگار	۲۵۰
۲۱۳	محاصرۂ حاکم سوم اور علی کرم اللہ کا کردار	۲۵۰
۲۱۴	حاکم سوم کی گواہی اور علی کرم اللہ کا ردعمل	۲۵۱
۲۱۵	حاکم سوم کے امور لکھی کے حکم سے	۲۵۱
۲۱۶	عہد علوی	۲۵۱

٢٣٩	الحکم للہ والوں سے معرکہ	٢٦٧
٢٤٠	لوگوں کا وسوسہ اور اس کا حل	٢٦٨
٢٤١	ملکی امور	٢٦٨
٢٤٢	کسروی دو گروہوں سے معرکے	٢٦٩
٢٤٣	مکہ اور شعور ذی رسول	٢٧٠
٢٤٤	علی کرم اللہ وجہہ دلوں کے اولوالامر	٢٧١
٢٤٥	ولدام اور ولد عم روٹھ گئے	٢٧١
٢٤٦	گورنر علی کا حال	٢٧٢
٢٤٧	مرادی کا قاتل	٢٧٥
٢٤٨	امور رشد	٢٧٥
٢٤٩	سراسر کھوٹا کلام	٢٧٦
٢٥٠	اے اہل علم ارادے دو	٢٧٦
٢٥١	اردو نے معروف سے عام اردو کلے	٢٧٦
٢٥٢	رسائل و مصادر	٢٨٢

ملحدوں اور گمراہوں کا ٹولہ اہم مسئلہ۔ صحو وں سے روگرداں رہا اور اس طرح سے رائی کا پہاڑ بنا کر کے
رہا کہ ایک معمولی سے معمولی علم والے کو معلوم ہوگا کہ یہ ٹولہ دل کا کھوٹا، ہمدموں سے حاسد اور
عدو اسلام ہے۔

ایک کھرے مسلم سے اس کی آس کہاں کہ وہ ملحدوں اور گمراہوں کے ٹولے کو امام کر کے مکمل طور
سے اس کی راہ لگے گا۔ مگر حیرت ہے، حال یہ کہ کئی لوگ ملحدوں اور گمراہوں کی راہ کے راہی ہوئے،
حالاں کہ وہ اسلام کے دعوے دار رہے اور اس طرح کے کئی رسالے لکھ دیے کہ ہر ایک رسالے کا
مطالعہ کر کے عوام کے دل رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے اکرام سے مکمل طور
سے عاری ہوں گے اور اہل مطالعہ کو لگے گا کہ اس رسالے کا محرر ہر طرح کے رکھ رکھاؤ سے کلی طور
سے الگ ہے کہ کس طرح معمولی سے معمولی مسئلے کو کھول کھول کر لکھا ہے۔ مگر عوام اہل مطالعہ اہل علم
ہوں گے کہ اس رسالے کا محرر کس راہ کا راہی ہے؟ اور اس کا دل رسول اللہؐ کے ہمدموں کے حسد سے
معمور ہے اور کس طرح اصل کلام سے موں موڑ کر ادھر ادھر کے لااصل واہی لاحاصل دلائل اور سارے راوی
سے معدوم کلام کا سہارا لے کر وہ اس واہی رسالے کا محرر ہوا ہے۔

اس طرح کے رسالوں کے محرروں اور مداحوں کا کلام ہے:

”حال کار رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدم آدمی ہی رہے، ملائک
کہاں کہ معاصی سے معصوم ہوں؟ اور معلوم ہے کہ ہمدموں سے مکروہ عمل اور
معاصی کا صدور ہوا ہے۔ وہ کہاں کا اسلام ہے کہ دوسرے لوگوں کے معاصی کو
معاصی کہو اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے معاصی کے
لئے کہو کہ اس سے دور رہو کہ رسول اللہؐ کے ہمدموں کے معاصی کو معاصی کہو“؟

اس کا حل اس طرح ہے کہ معلوم رہے کہ اللہ علام الاسرار کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل
رسلہ وسلم کے گروہ کے دلی احوال معلوم رہے اور معلوم رہا کہ ہر ہمدم رسول آدمی ہی ہے اور وہ

اہلِ علم کو معلوم ہوگا کہ کلامِ الٰہی اور کلامِ رسول کے کئی حصے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدموں کے اکرام کے لئے وارد ہوئے، اس لئے وہی کہہ رہا ہے کلامِ الٰہی و کلامِ رسول سے وہ دو ہی حصے ادھر لکھوں کہ وہ ہمدموں کے اکرام سے معمور ہے۔ اس سے اہلِ مطالعہ کو معلوم ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدموں کا وہ گروہ کہ اس کے سنے مکروہ کاموں کو کرکے کئی لوٹ دار الاسلام کے راستے ہوئے وہ اللہ اور اس کے رسول کے ہاں کس طرح مکرم ہے۔

ہمدموں کے اکرام سے معمور، کلامِ الٰہی کے حصے

۱۔ ... رسول اللہ کے ہمدمو! عمدگی اور کمال والے ہو کہ لوگوں کی اصلاح کے لئے لائے گئے ہو۔[۱]

۲۔ ... رسول اللہ کے ہمدمو! اللہ کے حکم سے اوسط روی والے ہو اور گواہ ہوگے لوگوں کے لئے۔[۲]

۳۔ ... محمد، اللہ کا رسول ہے اور وہ لوگ کہ ہمراہی رسول رہے۔ وہ گمراہوں کے واسطے کڑے اور اک دوسرے کے لئے رحم والے رہے۔ معلوم ہوگا کہ وہ گاہے رکوع کر رہے ہوں گے اور گاہے اللہ کے آگے سر نگائے ہوں گے۔ وہ اللہ کے کرم اور آمادگی کے لئے ساعی ہوں گے۔ سر نگانی کا علم[۳] ہر کسی کے موں[۴] سے دکھے گا۔[۵]

علماء کرام سے مروی ہے کہ کلامِ الٰہی کے اس حصے سے سارے ہمدموں کی مدح، اللہ

---

[۱] کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ الآیۃ (آل عمران:۱۱۰) [۲] وکذلک جعلنکم امۃ وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس۔ الآیۃ (البقرۃ ۱۴۳) [۳] علامت۔ [۴] چہرہ۔

[۵] محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود (الفتح ۲۹)

(مقدمہ ہدایہ ص ۳۴)

والے اور محمدی والے رہے۔ اگر کسی ہمدمِ رسول سے سوءِ عملی ہوئی۔ وہ اللہ کے کرم سے محو ہو گئی، اس لئے کہ وہ اللہ کے ہاں مکرم رہے۔

۸۔ ۔۔ وہی لوگ کھرے رہے[1]

۹۔ ۔۔ وہی لوگ کامگار و کامراں ہوئے[2]

۱۰۔ ۔ مگر اللہ کے حکم سے رسول اللہ کے ہمدم اسلام کے دلدادہ ہوئے اور سارے ہمدموں کا اسلام سے دل لگاؤ ہوا اور اسلام سے روگردی لڑائی اور معاصی سارے اُن کے لئے مکروہ ہوئی، وہی لوگ اللہ کے کرم سے مہدی ہوئے اور اللہ عالم و حاکم ہے[3]

کلامِ الٰہی کا مسطورہ حصہ گواہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے ہمدم اسلام کو سدا گلے لگا کر رہے اور اسلام سے روگردی، لڑائی اور ہر طرح کے معاصی سے سدا دور رہے۔

مسطورہ کلام، اللہ کا کلام ہے اور اللہ ہر آدمی کے کئے ہوئے اور وہ اعمال کہ آدمی آگے کرے گا، ساروں کا عالم ہے۔ سو لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمدموں کے لئے اللہ کی آسودگی کا اعلام ہوا، اللہ علام الاسرار کو معلوم رہا کہ کس ہمدمِ رسول سے کس طرح کے اعمال صادر ہوں گے۔

محررِ "الصارم المسلول"[4] کا کلام ہے: اللہ اس آدمی سے مسرور ہوگا کہ اس کے لئے اللہ کو معلوم ہو کہ وہ آدمی ساری عمر اللہ کی آسودگی والے اصولوں کو مکمل کرے گا اور وہ آدمی کہ اللہ

---

[1] أولئک هم الصّدقون (الحشر ۸) [2] أولئک هم المفلحون (الحشر ۹) [3] ولکن الله حبب إلیکم الإیمان و زینه فی قلوبکم و کره إلیکم الکفر والفسوق والعصیان ، أولئک هم الراشدون فضلاً من الله ونعمة والله علیم حکیم (الحجرات: ۷،۸)

[4] حافظ ابن تیمیہ سلام اللہ کی کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول"

اس سے مسرور رہو، سدا مسرور ہی رہے گا۔

ہمدموں کے اکرام سے معمور، کلامِ رسول کے حصے

۱۔ ... ہمدمو! مرا دور، رسول ہے اور وہ دور کہ اس سے ملا ہوا ہے اور وہ دور کہ اس سے ملا ہوا ہے[1]

اور معلوم ہے کہ دو دور رسول سے ملا ہوا دور، ہمدموں کا دور ہے۔

۲۔ ... اس سے دور رہو کہ مرے ہمدموں کے لئے مکروہ کلامی کرو! اس لئے کہ اگر کوہِ احد کے مساوی طلائی مال اللہ کی راہ دو گے مگر ہم رہو گے کہ مرے ہمدموں کی دی ہوئی اک مد کہاں؟ آدھے مد کے ہی مساوی ہو۔[2]

اور لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ لوگ مردود ٹولے کا مسلک ہی اسی طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسالہ وسلم کے ہمدموں کے لئے گالی اور مکروہ کلامی اک عمدہ عمل ہے۔ اللہ اس ٹولے کے ٹکڑے ٹکڑے کرے اور اس کو ہر دو عالم کے دکھ دے۔ (اللہ اسی طرح کرے)

۳۔ ... مرے ہمدموں کے معاملے کے لئے اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! مری رحلت کے آگے مرے ہمدموں کی روک ٹوک سے دور رہو، اس لئے کہ اگر کسی کو مرے ہمدموں سے لگاؤ ہے، مرے لگاؤ ہی سے لگاؤ ہے اور اگر کسی کو مرے ہمدموں سے حسد ہوگا، مرے حسد ہی سے حسد ہوگا،[3] اگر کوئی مرے ہمدموں کو دکھی کرے گا، وہ ہم کو دکھی کرے گا اور وہ آدمی کہ ہم کو دکھی کرے گا، وہ اللہ کو دکھی کرے گا اور اگر کوئی اللہ کو دکھی کرے گا الاماں اس کو اللہ سے دکھوں والا عمل ملے گا۔

---

[1] خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (صحاح ستہ) [2] (بخاری، مسلم)

[3] اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ فیوشک ان یاخذہ۔ (ترمذی)

۴..... اگر مسموع ہو کہ کوئی مرے ہمدموں کے لئے مکروہ کلامی کر رہا ہے، اس سے کہو: "اللہ کرے مکروہ عملی والا مردود ہو۔"[۱]

۵۔ دارالسلام[۲] کے اکرام والے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اک ہمدم والد اعود[۳] کو معلوم ہوا کہ لوگوں کا داماد رسول علی کرمہ اللہ کے لئے مکروہ کلامی کا معمول ہے، کہا:

"دکھ کا محل ہے کہ لوگوں کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے مکروہ کلامی ہو رہی ہے اور لوگ دم سادھے ہوئے اور روک ٹوک کے حوصلے سے محروم رہے"۔ اور کہا:

"آگاہ رہو! کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہے، مگر معلوم رہے کہ والد اعود کو کہاں گوارا کہ کسی اس طرح کے کلام کو کلام رسول کہے کہ اس کلام کے لئے معاذ کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اس سے سائل ہوں؟! (مراد ہمدم رسول والد اعود کی اس سے وہ رہی کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ وہ کلام کہ جوں گا وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم ہی کا کلام ہے) اس کے آگے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہے کہ ہمدم مکرم[۴]، اسلام کا حاکم اول، دارالسلام والا ہے، عمر مکرم، دارالسلام والا ہے، رسول اللہ کو مہر داماد[۵]، دارالسلام والا ہے، علی، دارالسلام والا ہے، ہمدم طلحی، دارالسلام والا ہے، والد عوام[۶]، دارالسلام والا ہے، سعد[۷]، دارالسلام والا ہے، عامر[۸] دارالسلام والا ہے، والد محمد[۹] دارالسلام والا ہے۔

۱۔ اذا رأیتم الذین یسبون أصحابی فقولوا لعنة الله علی شرکم (ترمذی) ۲۔ جنتی یعنی وہ صحابہ جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دے دی تھی، اس طرح کے دس صحابہ ہیں جن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے ۳۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ ان کے بیٹے کا نام اعود ہے ۴۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۵۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۶۔ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ۷۔ سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ ۸۔ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ۹۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔

اس کے آگے والد اعور رک گئے۔ لوگ سائل ہوئے کہ دسواں آدمی کس اسم سے موسوم ہے؟ کہا: "وہ والد اعور ہے"[1] اور کہا:

"واللہ! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسالہ وسلم کے ہمدموں کا رسول اللہ کے ہمراہ ہو کر معرکہ آرائی کا عمل کہ اس سے منہ گرد آلود ہوں، اگر سارے عالم کے لوگوں کو آدم دوم کی عمر عطا ہو اور ہر آدمی ساری عمر عمدہ اعمال کرے، معلوم ہو کہ سارے عالم کے لوگوں کے اعمال سے ہمدموں کا عمل اعلیٰ ہی رہے گا۔"[2]

٢۔ امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ولد مسعود کا کلام ہے: اگر کسی کا دل کرے کہ وہ کسی کی راہ لگے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسالہ وسلم کے ہمدموں کی راہ لگے، اس لئے کہ رسول اللہ کے ہمدموں کے دل طاہر، علم گہرا، طمع گری اور رکھ رکھاؤ سے دور اور ہر طرح سے اعلیٰ رہے، وہ وہ گروہ ہے کہ اللہ کے حکم سے رسول اللہ کی ہمراہی اور اعلائے اسلام کے لئے آمادہ رہا۔ لوگو! رسول اللہ کے ہمدموں کی راہ لگو کہ وہی لوگ راہِ ہدیٰ کے رہرو رہے ہیں۔[3]

٣۔ ولد مسعود سے مروی ہے کہ اللہ کا ارادہ ہوا کہ لوگوں کے دلوں کو ٹٹولے، اس لئے لوگوں کے دلوں کو ٹٹولا، محمدؐ کا دل سارے لوگوں کے دلوں سے عمدہ لگا، محمدؐ کو مہرِ وحی کا عہدہ عطا ہوا، اس کے آگے لوگوں کے دلوں کو ٹٹولا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسالہ وسلم کے ہمدموں کے دل سارے لوگوں

---

[1] سیدنا سعید ؓ نے اپنا نام بہ تواضع ذکر نہیں کیا تھا لوگوں کے اصرار پر ظاہر کیا۔ (مقام صحابہ، ص: ٤٧) [2] حضرت سعید بن زیدؓ نے فرمایا: واللہ لمشهد رجل منهم مع النبي صلى الله عليه وسلم يغبر فيه وجهه خير من عمل احدكم ولو عمر عمر نوح۔ (ایضاً، ص ٤٧) [3] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: من كان متأسيا فليتأس بأصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فإنهم ابر هذه الامة قلوبا واعمقها علما واقلها تكلفا واقومها هديا واحسنها حالا، قوم اختارهم الله لصحبة نبيه وإقامة دينه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوا آثارهم فإنهم كانوا على الهدى المستقيم۔ (ایضاً، ص ٤٨)

حاصلِ کلام

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے ہمدم، وحی الٰہی کے اول سامع ہوئے، رسول اللہ کے ہمدموں کا کردار، کردارِ رسول ہی کا اک حصہ ہے۔ ہمدموں کا طور و کردار، رسول اللہؐ کے امرِ وحی کے لئے دال ہے اور وہ آگے کے سارے لوگوں کے سردار، امام، معلم اور مصلح ہوئے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم، امرِ اسلام ہمدموں کے حوالے کر کے دارِ اسلام کو راہی ہوئے اور آگے کے لوگوں کو کلامِ الٰہی، کلامِ رسول اور دوسرے اسلامی علوم رسول اللہ کے ہمدموں کے واسطے سے ہی ملے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے ہمدموں سے لگاؤ، دراصل رسول اللہ ہی سے لگاؤ ہے اور ہمدموں سے حسد، دراصل رسول اللہ سے حسد ہے۔ ہمدموں سے لگاؤ اسلام کا حصہ ہے اور ہمدموں کے لئے مکروہ کلامی اسلام سے محرومی کا واسطہ ہے اور ہمدموں کے کھڑاؤں[1] کی مٹی ہر دو عالم کے اکرام و کمال کے حصول کا واسطہ ہے، اگر کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم سے معمولی سا لگاؤ ہوگا، وہ لامحالہ رسول اللہ سے لگاؤ والے آدمی سے لگاؤ رکھے گا۔

الحاصل گمراہوں اور حاسدوں کے ٹولے اور اس کے آلۂ کاروں کی رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے مکروہ کلامی کا مطالعہ کر کے دل دکھا، ارادہ ہوا کہ رسول اللہؐ کے دوسسر اور دوداماد کے احوال کا حامل اردو کا اک اس طرح کا رسالہ لکھوں کہ وہ "ہادیٔ[2] عالم" کے اکرام کا حامل ہو اور ہر کوئی لامحالہ اس کا مطالعہ کرے اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے دلدادہ ہوں اور لوگوں کے دل رسول اللہؐ کے ہمدموں کے اکرام سے معمور ہوں، مگر احساس ہوا کہ اک عاصی، معدوم العلم والعمل

---

[1] جوتے۔ [2] "ہادیٔ عالم" جناب محمد ولی رازی صاحب کی غیر منقوط کتاب ہے جو سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی۔ مذ یادہ تر اصطلاحات اور خلفائے راشدینؓ کے غزوات کے احوال ہادیٔ عالم سے ہی ماخوذ ہیں۔

آدمی کے لئے کہاں سہل ہے کہ وہ اس امر محال کا ارادہ کرے؟ ہاں! کلام الٰہی کے اک حصے اور رسول اکرمؐ کے ہمدموں سے معمولی لگاؤ سے حوصلہ ہوا۔ کلامِ الٰہی ہے "اور آدمی کو وہ مل کر رہے گا کہ اس کے لئے آدمی کی سعی ہوگی"[1]

اس لئے اس عاصی کو حوصلہ ہوا کہ وہ اس راہ کے کوہ ہائے گراں اور ہر ہر گام ٹھوکروں سے معمور اور کئی طرح کی رکاوٹوں سے مسدود گھاٹی کو سر کرے۔

الحمدللہ! اللہ کا کرم ہوا کہ وہ لمحہ آکے رہا کہ اس رسالے کی لکھائی کا کام مکمل ہوا۔

اللہ کا کرم ہے کہ اس عاصی کا دل اس امر سے کمال مسرور ہو رہا ہے کہ اس کا اسم، رسالہ "دوسسر دو داماد" کے واسطے سے رسولِ اکرمؐ کے ہمدموں کے احوال کے محرروں کے ہمراہ آئے گا۔

اہلِ مطالعہ کو آگاہی ہو کہ ہم کو اس رسالے کی لکھائی کے لئے علمائے اسلام کے کئی رسالوں سے مواد ملا ہے مگر رسالہ "ہادیٔ عالم" اس رسالے کے لئے اہم مصدر رہا۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس رسالے کی لکھائی کو وصول کر کے اس کے محرر کے لئے صلۂ مسلسل کر دے۔ اور اللہ ہر کسی کو اس سے دور رکھے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے لکھ کر، کہہ کر اور دل سے مکروہ کلامی کا عامل ہو۔

اہلِ علم کو رسالہ "دوسسر دو داماد" کا مطالعہ کر کے اگر کسی محل کوئی سہو دکھائی دے، محرر کو اس سے آگاہ کر کے اس کی دعاؤں کے حصہ دار ہوں۔

سائلِ دعا

رسول اللہ کے ہمدموں کا مملوک

"والد محمد"

سوموار، دس مئی، سال اٹھارہ سو اور دو سو دس

---

[1] یہاں آیت کا مفہوم ہے: وان لیس للانسان الا ما سعی ۔ (النجم: ۳۹)

حمد اللہ کے لئے سلام رسول اللہ اور اس کے ہمدموں کے لئے

حصہ اول

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے

دو سسر

ہمدم مکرم اور عمر مکرم

(اللہ ہر دو سے مسرور ہو)

کے احوال کا حال ہے

دوسرا اسم

عروسِ مطہرہ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم سے ایک دوسرا اسم "عتیق" جو دارالاسلام والد محترم کو عطا ہوا۔

سسرِ رسول کے والد

مسلم اول سسرِ رسول کے والد، ولد عامر جلیل القدر اہل مکہ سے رہے اور مدت ہوا معمر اس دور کے ہر معمر آدمی کو اول اول اسلام لیے معلوم ہوا۔ اسی طرح سسرِ رسول کے والد کو اگلے سال کا لڑکا کر دی کام کر رہا ہے۔

مسلم اول کے والد اسلام سے محروم رہے اور والد، دادا کے مسلک کو دل سے لگائے رکھا کہ معرکہ مکہ مکرمہ ہوا اور عسکر اسلام کو کامگاری حاصل ہوئی۔

مسلم اول، والد مکرم کو ہمراہ لے کر رسول اکرمؐ کے آگے آئے۔ سرور عالمؐ سے ملے سے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہہ کر اسلام لائے۔

سرور عالمؐ اور سسرِ رسول، ملک عدم سے دار السلام کے لئے راہی ہوئے مگر والد عامر اس عالم مادی کو معمور کئے رہے، وصال کا وہ ماہ محرم الحرام اسلامی صدی کے دو کم سولہ سال ہوا۔ دو کم سو سال اس عالم مادی کی عمر مکمل کر کے راہی ملک عدم ہوئے۔

۱۔ عائشہ کا ... سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔ ... ابو قحافہ عثمان بن عامر ... زیادہ۔

۲۔ حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ فتح مکہ میں آپؐ کی تلاش میں صدیق اکبرؓ کے گھر آیا وہیں ابو قحافہ موجود تھے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس طرف سے گزرتے دیکھ کر نہایت برہمی سے کہا کہ ان بچوں نے میرے لڑکے کو خراب کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے نہایت شفقت سے ابو قحافہ کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور کلمات طیبات کی تلقین کر کے مشرف با اسلام فرمایا۔ ان کی وفات آنحضرتؐ و صدیق اکبرؓ کی رحلت کے بعد ستانوے سال کی عمر میں ہوئی۔ (سیر صحابہ ج ۱ ص ۲۱)

سسرِ رسول، حاکمِ اول کی والدہ

سسرِ رسولؐ، حاکمِ اول کی والدہ مکرمہ کا اسم سلمٰی ہے، اس کو کمال حاصل ہے کہ وہ اول اول اسلام سے مالا مال ہوئیں[1]۔ اس کے اسلام کا حال اس طرح ہے کہ سسرِ رسول حاکمِ اول والدہ مکرمہ کو ہمراہ لے کر رسولِ اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ورودگاہ، دارکوہ[2] آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مری والدہ آئی ہے، اس کو کہو کہ اسلام لے آئے!

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اس کو امرِ اسلام ہوا وہ اسی دم اسلام لائی۔ ولدِ عامر کی طرح معمر ہوئی، مگر اس سے آگے ہی راہیٔ ملکِ عدم ہوئی۔

دورِ لاعلمی[3] کے احوال

سسرِ رسولؐ حاکمِ اول، دورِ لاعلمی کو اہلِ مکہ کے مردِ صالح، حوصلہ ور اور سارے اسرہ[4] سے مکرم رہے۔ وہ اک مالدار سوداگر رہے۔ ہمدردی، راہ روی و ہمدردی، صلہ رحمی، ورد و ولی، سادگی وعطا، حلم و عدل، ہمسائے سے عمدہ سلوک اور اس طرح کے دوسرے اعمالِ صالحہ اور اطوارِ محمودہ[5] کے مالک ہو کر سارے لوگوں کے ہاں مکرم و ممدوح ہوئے۔ معاملہ کسی کی ہار کا ہو کہ مال و دم[6] کا، سسرِ رسول حاکمِ اول اس طرح کے ہر مسئلے کے واسطے مسلمہ حکم[7] رہے۔ دورِ لاعلمی اور دورِ اسلام کو وہ ماءِ سکر[8] سے دور رہے، ساری عمر اس کے گھڑے ہوئے الٰہوں[9] کے آگے سر نگائی سے دور رہے، مولودی سلسلہ کے سارے لوگوں سے سوا عالم اور ماہرِ کلام رہے۔

سسرِ رسول حاکمِ اول کو اول ہی سے سرورِ عالم سے دل لگاؤ رہا، اسی لئے وہ رسول اللہؐ کے اہم لوگوں سے ہو گئے۔ رسولِ اکرمؐ کے رحلۂ سوداگری کے سمے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ

۱ ان سے پہلے صرف اٹھائیس اصحاب مسلمان ہوئے تھے (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۲۱) ۲ دار ارقم (ہادیٔ عالم ص ۲۱۳)

۳ زمانہ جاہلیت۔ ۴ خاندان ۵ اخلاق حسنہ ۶ خون بہا۔ ۷ فیصلہ کرنے والا (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۲۱، سیرت خلفائے راشدین ص ۱۹) ۸ شراب ۹ پتھر کے بنائے ہوئے بت۔

اسلام کا دور اول مشکلوں اور رکاوٹوں کا دور ہے۔ اس لئے آدمی کے لئے مشکل رہا ہے وہ

اسلام کا مدنی دور

سسر رسول مسلم اول اس کڑے دور کو سدا اسلام کے لئے ساعی رہے اور اس کی مساعی سے ولد عوام[۲]، ہمدم طلحہ[۳]، ہمدم سعد[۴]، اسلام کے حاکم سوم اور رسول اللہ کا دہرا داماد[۵] اور والد محمد[۶] اسلام لائے۔ عرب میں مکہ مکرمہ کے علاوہ کل آٹھ ہمدم اسلام لائے۔

اول اسلام والوں کا حال اس لئے اہم ہے کہ وہ دوسرے اہل مکہ سے سوا مکرم اور مسعود رہے۔ ان سے گمراہوں کی کمر ٹوٹی اور اسلام کی اساس[۸] محکم ہوئی اور کلام الٰہی سے

---

[۱] آج بھی اغیار کیلئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اسلام رسول خدا کی صداقت کی بہترین برہان ہے۔
چنانچہ میر رضا صاحب سابق گورنر صوبہ متحدہ کی کتاب ذاتف آف محمدؐ کے دیباچے سے چند فقرات نقل کئے جاتے ہیں یہ متعصب یورپ کا عیسائی لکھتا ہے:

آپ کا عہد صداقت مختصر تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی ایسا شخص نہ ہوا جس کے اسلام کو ان سے زیادہ ممنون اور مرہون احسان ہونا چاہئے چونکہ ابوبکر کے دل میں رسول کریمؐ کے خلوص اور سچ پر پورا یقین متمکن تھا اور یہی عقیدہ خود رسول کریمؐ کے خلوص اور سچائی کی ایک زبردست شہادت ہے لہٰذا ہم نے آپ کی حیات وصفات کے تذکرے کے لئے کچھ جلد زیادہ وقف کی ہے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء سے اپنے کذاب ہونے کا یقین ہوتا تو وہ کبھی ایسے شخص کو دوست اور عقیدت مند نہ بنا سکتے جو نہ صرف دانا اور ہوشمند تھا بلکہ سادہ مزاج اور صداقت پسند بھی تھا۔ ابوبکر کو نفسانی عظمت و شوکت کا کبھی خیال نہ آیا انہیں شاہانہ اقتدار حاصل تھا اور بالکل خود مختار تھے مگر وہ اس طاقت و اقتدار کو اسلام کی بہتری اور فائدہ پہنچانے میں ادا کرتے۔ ان کی ہوشمندی اس امر کی متقاضی نہ تھی کہ وہ خود فریب کھائیں اور دوسروں کو دیتے۔ محمدؐ کو یہ کبھی کوئی دھوکا باز نہ سمجھتے تھے۔ منقول از آیات بینات حصہ سوم (سیرت خلفائے راشدین ص ۳۱)

[۲] حضرت زبیر بن عوامؓ۔ [۳] حضرت طلحہ بن عبید اللہ۔ [۴] حضرت سعد بن ابی وقاصؓ [۵] حضرت عثمان بن عفانؓ۔

[۶] سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ (سیر صحابہ ج۲ ص ۲۲) [illegible]

سارے، اول اسلام ہمدوں کے واسطے گواہی آئی۔[1]

کھلم کھلا اعلانِ اسلام کے علاوہ سسرِ رسول، حاکم اول سری طور سے اعلائے اسلام کے لئے سارے لوگوں سے اول، گھر کے آگے اللہ کے گھر[2] کے معمار ہوئے، ہر سحر اللہ کے اس گھر کو ورود کے کلام الٰہی کی صداؤں سے معمور رکھا۔ اک کلام الٰہی، دوسرے مسلم اول سے اس کی ادائے گی[3]، اللہ اللہ! ہر آدمی اس کو مسموع کر کے مسرور و مسحور ہو رہا۔

مکی دور

رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو عہدۂ اعلیٰ عطا ہوا، رسول اللہ اعلائے اسلام کے لئے دس اور سہ سال ساعی رہے، مکہ کے گمراہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے عدو ہو گئے اور ہر ہر گام[4] رد و کد[5] اور لڑائی کا سلسلہ ہوا، مگر سسرِ رسول، حاکم اول، روح و دل، مال و رائے ہر طرح سے سدا رسول اللہ کے ہمراہ رہے اور دکھ درد کے ہمدم ہوئے، حاکم اول کا گھر ہر سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ورودگاہ[6] رہا اور اہم امور کے واسطے دارالرائے[7] ہوا۔

اہم اہم لوگوں کے گروہوں کے ہاں رسول اللہ کو ہمراہ لے کر اعلائے اسلام کے لئے گئے، کئی لوگوں کو حاکم اول کے واسطے سے معلوم ہوا کہ محمد، اللہ کا رسول ہے۔[8]

---

[1] (حوادی عالم ص ۲۰۷) [2] مسجد ابوبکر صدیق نے اپنے گھر کے آگے ایک چھوٹی سی مسجد بنائی تھی، اسلام میں یہ سب سے پہلی مسجد تھی آپ اس میں تلاوت قرآن فرماتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے لوگ آپ کے گریہ و بکا دیکھ کر جمع ہو جاتے اور اس پراثر منظر سے نہایت متاثر ہوتے۔ (بخاری باب الہجرۃ النبی و اصحابہ الی المدینہ، سیرت خلفائے راشدین ص ۳۳، سیر الصحابہ ج ۱ ص ۳۳) [4] ہر قدم میں، ہر قدم پر [5] روک ٹوک۔ [6] اترنے اور آنے کی جگہ۔ [7] مشورے کی جگہ، آنحضرت روزانہ صبح و شام حضرت ابوبکر صدیق کے گھر تشریف لے جاتے اور دیر تک مجلس راز قائم رہتی۔

[8] (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۳۴، خلفائے راشدین ص ۳۳)

وہ لوگ کہ جو اول اول اسلام لائے وہ کئی گمراہ سرداروں کے ظلم سہتے رہے۔ ہر مظلوم کا گمراہ مالک اس کی رسوائی اور الم رسانی کے لئے ستاتا رہا۔ مظلوم اس اسلام پر قائم رہے تو گئے۔ دھمکائے گئے، کوڑوں سے مارے گئے اور ہر طرح کے آرام سے محروم کئے گئے۔

حاکم اول کو اس حال کا مطالعہ کرکے ملال ہوا اور وہ مظلوموں کی رہائی کے واسطے ساعی ہوئے اور کئی مظلوموں کو اموال سے خرید کر دکھ درد سے رہائی دی۔[1]

اگر کسی لمحے مکہ کے گمراہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الم رسانی کے لئے آمادہ ہوئے تو اسی لمحے سسر رسول حاکم اول رسول اللہ کے لئے ڈھال ہوگئے اور ہر دکھ کو سہہ گئے۔

اک سحر کو ہادی اکرم محرم مکہ آکر دار اللہ کے آگے کھڑے ہوئے اور صدا دی:

”اللہ واحد ہے، وہی الٰہ ہے“۔

اہل مکہ اس صدا سے کھول اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد آکر حملہ آور ہوئے اور اس طرح مارا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حواس کھو گئے۔[2]

حاکم اول آگئے اور گمراہوں سے کہا:

”اللہ گمراہوں کو رسوا کرے۔ اس آدمی کو اس لئے مار رہے ہو کہ وہ اللہ کا موحد ہے؟“[3]

اسی طرح اک سحر اللہ کا رسول دار اللہ کو عماد اسلام سے معمور کئے رہا کہ اک لائم اور گمراہ[4] اٹھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے کو رومال ڈال کر کسا۔ سسر رسول حاکم اول کو اس حال کی اطلاع ہوئی، وہ آئے اور اس گمراہ کا گلا مروڑا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں: حضرت بلال، عامر بن فہیرہ، زنیرہ، ام عبیس، نہدیہ کی بیٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (سیرت خلفائے راشدین ص ۳۳ بحوالہ ازالۃ الخفاء) [2] سیر الصحابہ ج ۱ ص ۳۳، ۳۲

[3] یہ فقرہ آپ نے قرآن کریم کی اس آیت کا ترجمہ تھا: اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات (سورۃ مومن) [4] عقبہ بن ابی معیط (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۳۳)

گوکہ مسلم اول سسر رسول اسرہ کے مکرم آدمی ٹھہرے، مگر اسلام کے لئے رسوا کئے گئے۔ اور مارے گئے[1] اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کی رائے مسلم اول کے لئے اسی طرح کی ہوئی کہ وہ ملک اصحمہ رواں ہوں!

ھادی اکرم کی رائے سے وہ ملک اصحمہ کی رحلہ کے واسطے راہی ہوئے، اک مرحلے[2] اک سوداگر ملا، سسر رسول سے سوال ہوا:

''کہاں کا ارادہ ہے''؟

کہا: ''اہل مکہ کی الم رسائی سے ملول ہو کر ملک اصحمہ کو راہی ہوں''۔

وہ سوداگر آڑے ہوا اور اصرار کر کے حاکم اول کو ہمراہ لے کر سوئے مکہ رواں ہوا اور مکہ آکر صدا دی:

''اے روسائے مکہ! اس آدمی کو مکہ سے الگ کر رہے ہو کہ وہ صلہ معاد[3] کے حصول کے لئے ساعی ہے اور ہمدردی، صلہ رحمی، عطا و کرم کا مالک ہے؟ معلوم ہو کہ وہ مسلم اول کا حامی و مددگار ہے، اس لئے سارے لوگ اس کی الم رسائی اور دکھ دہی سے دور رہوں''۔

اہل مکہ سوداگر کی اس صدا کو مسموع کر کے، سسر رسول کی آمد کے لئے آمادہ ہوئے، مگر مسلم اول کو کہاں گوارا کہ اس کا حامی و مددگار کوئی گمراہ سوداگر ہو، اس لئے کہا اٹھے کہ اس کا مددگار اللہ اور اس کا رسول ہے اس کے علاوہ ہر کسی کی مدد مردود ہے[4]۔

مسلم اول سسر رسول، رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم سے ملے اور سارا حال کہا۔ رسول اللہ کا کلام ہوا:

---

[1] چنانچہ جب حضرت طلحہ بن عبداللہ ان کی تبلیغ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو حضرت طلحہؓ کے چچا نوفل بن خویلد نے ان دونوں کو ایک ساتھ باندھ کر مارا اور حضرت ابوبکرؓ کے خاندان نے کچھ حمایت نہ کی (سیر الصحابہ ج ا ص ۲۳ بحوالہ طبقات ابن سعد) [2] مقام برک الغماد [3] ابن الدغنہ رئیس قارہ [4] آخرت [5] (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۳۵)

"اے مسلم اوّل! ہمارے ہمراہ رہو! اللہ تم کو رحمت کا علم دے گا"۔

مسلم اوّل مکہ مکرمہ ٹھہرے رہے اور معمول کی طرح اعلائے اسلام کے لئے ساعی ہوئے[1]۔

۱؎ بعض روایتوں میں ہے کہ قریش نے ابن الدغنہ کی اس شرط پر منظوری دی کہ وہ ابوبکرؓ کو سمجھا دیں۔

"وہ جب اور جس طرح بھی چاہے اپنے گھر میں نماز پڑھے اور قرآن کی تلاوت کرے لیکن گھر سے باہر انہیں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں!"

ابوبکر صدیقؓ نے عبادت الٰہی کے لئے مسجد بنوائی تھی، کفار کو اس پر اعتراض ہوا انہوں نے ابن دغنہ کو خبر دی کہ ہم نے تمہاری ذمہ داری پر ابوبکر کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے مکان میں چھپ کر اپنے مذہبی فرائض انجام دیں مگر اب وہ گھر کے آگے مسجد بنا کر اعلان کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اس سے ہم کو خوف ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہو کر اپنے آبائی مذہب سے بدعقیدہ نہ ہو جائیں اس لئے تم انہیں منع کر دو کہ اس سے باز آجائیں ورنہ تم کو ذمہ داری سے بری سمجھیں۔

ابن الدغنہ نے ابوبکر سے جا کر کہا: "تم جانتے ہو میں نے کس شرط پر تمہاری حفاظت کا ذمہ لیا ہے؟ اس لئے یا تو تم اس پر قائم رہو یا مجھے ذمہ داری سے بری سمجھو میں نہیں چاہتا کہ عرب میں مشہور ہو کہ میں نے کسی کے ساتھ بدعہدی کی"۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہایت استغناء کے ساتھ جواب دیا "مجھے تمہاری پناہ کی حاجت نہیں میرے لئے خدا اور اس کے رسول کی پناہ کافی ہے۔" (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۵۳ بحوالہ بخاری)

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ درۂ کوہ سے گھروں کو آئے اور سسر رسول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس درۂ کوہ سے رہائی ملی[1]

عم رسول ہو والد علی کرم اللہ کا کلام ہے۔

"سہیل اہل مکہ سے مسرور ہو کر لوٹے (مراد ہے کہ صلح ہو گئی) اس صلح سے مسلم اول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسرور ہوئے"[2]

رسول اللہ کا اسراء سماوی اور سسر رسول

ھادی عالم رحلۂ اسراء کی راہ کے سارے مراحل طرح طرح کے اسرار و احوال مطالعہ کر کے لوٹے اور اگلی سحر اہل مکہ سے اسراء اسماوی کا حال کہا، وہ سارے لوگ اس حال کو معلوم کر کے اکھٹے ہو گئے اور ہادی اکرمؐ سے ٹھٹھا کر کہا کہ دار المطہر[3] مکہ سے دو ماہ کی راہ ہے، کس طرح وہاں سے سحر سے ادھر ہی ہو کر آ گئے؟ اور طرح طرح کے مہمل سوال ہوئے اور اہل مکہ ہٹ دھرمی کی راہ لگے رہے اور اہل مکہ ہمدم مکرم سے آ کر ملے اور کہا کہ اہل اسلام کے سردار کا معاملہ معلوم ہے؟ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ سحر سے ادھر ہی ادھر دار المطہر ہو کر لوٹا ہے۔

کہا:

"لوگو! ہم سے کہو، رسول اکرمؐ کا دعویٰ اسی طرح ہوا ہے"؟

کہا: "ہاں! وہ اسی حال کا مدعی ہے"۔

ہمدم مکرم آگے آئے اور کہا:

"لوگو! معلوم ہو کہ اگر اللہ کے رسول کا دعویٰ وہ ہی ہے، گواہ رہو کہ وہ دعویٰ لامحالہ اٹل ہوگا"[4]

---

[1] (سیرت خلفائے راشدین ص ۳۷) [2] ابوطالب نے اسی واقعے کو اس شعر میں بیان کیا ہے: وھم رجعوا سھل بن بیضاء راضیا فسر ابوبکر بھا و محمد۔ (ایضاً ص ۳۹) [3] بیت المقدس۔ [4] (ھادی عالم ص ۱۱۹)

وداعِ مکہ اور اکرامِ رسول

اہل مکہ کی الم رسانی سے ملول ہو کر کئی اہل اسلام مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر معمورۂ رسول کو راہی ہوئے۔

مسلم اول کا ارادہ اسی طرح کا ہوا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہوا کہ ٹھہرو، اللہ ہم کو وداعِ مکہ کا حکم دے گا اور ہم اک دوسرے کے ہمراہ راہی ہوں گے۔[1]

مسلم اول کو آس لگی رہی کہ اللہ کے حکم سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلۂ وداع کی ہمراہی سے مالا مال ہوں گے، اسی لئے وہ اس رحلۂ رسول کے ہر طرح کے امور کے لئے ساعی رہے کہ کسے معلوم ہے کس لمحے اللہ کا حکم ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ راہی ہوں۔

علی کرم اللہ سے مروی ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سردار ملائک "الروح" سے سوال ہوا کہ رسول کے ہمراہ اس رحلہ کی ہمراہی کسے ملے گی؟ کہا: ہمدم مکرم کو۔" (رواہ الحاکم)

آل کار، اللہ کا حکم وارد ہوا کہ اللہ کا رسول مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر معمورۂ رسول کو راہی ہو، ہادیِ اکرم اس حکمِ الٰہی سے مسرور ہوئے اور گھر سے اٹھ کر ہمدم مکرم کے گھر کے لئے راہی ہوئے اور ہمدم مکرم سے مل کر کہا:

"اللہ کا حکم ہوا ہے کہ ہم مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر معمورۂ رسول کو راہی ہوں"۔

ہمدم مکرم کا سوال ہوا:

"اس ہمدم رسول کو اس رحلۂ مسعود سے ہمراہی حاصل ہوگی"؟ کہا: ہاں!

۱۔ (سیر الصحابہ ج ۱، ص ۳۰)

دلی مسرور کی اس اطلاع سے روح و دل کھل اٹھے اور ہمدم مکرم کی لڑکی رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کی عروس[۱] مطہرہ راوی ہوئی:

"والد اس اطلاع کو حاصل کر کے اس طرح مسرور ہوئے کہ رو اٹھے، اس لمحے ہم کو اول اول معلوم ہوا کہ کمالِ سرور کس طرح سے آدمی کو رلا سکے گا"۔

حادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ راہ کے لئے سواری کا اور زادِ راہ رواں کا معاملہ طے کرو!

ہمدم مکرم آگے آئے اور کہا:

"اے اللہ کے رسول! اللہ کے کرم سے دو سواری کا مالک ہوں، اک سواری ہم سے اللہ کی راہ کے لئے وصول کرو! اس سے ہمدمِ رسول مسرور ہوگا"۔

حادی عالم کا حکم ہوا کہ اس سواری کو مول دے کر ہم سے مال حاصل کرو! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اصرار سے دو سواری مول لی گئی۔

اس محل آ کر اہلِ مطالعہ کو احساس ہوگا کہ حادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اصرار کس لئے ہوا کہ سواری مول ہی لوں گا، ہرگاہ کہ ہمدم مکرم کا اس سے سوا مال سارا عمر، اسلام اور رسول اللہؐ کے لئے رہا؟ دراصل وداعِ مکہ اور اللہ کے واسطے دوسرے ملک کے لئے رحلہ، اک امرِ اہم اور اعلیٰ عمل ہے اس لئے رسول اللہؐ کا ارادہ ہوا کہ اس رحلے کے سارے مراحل رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وسائل ہی سے طے ہوں کہ اللہ کے اس حکم کی ادائے گی مکمل ہو۔

رسول اللہؐ کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا:

"اے علی! اللہ کے رسول کو حکم ہوا ہے کہ ہمدم مکرم کو لے کر سوئے معمورۂ رسول راہی ہو اور حرمِ مکہ کو الوداع کہو، مکے کے سرداروں کا گروہ گھر کے

۱ے سیدہ موصوفہ آپ نے فرمایا کہ اس سے پیشتر مجھے گمان نہ تھا کہ فرطِ مسرت سے بھی آدمی رو سکتا ہے (حادی عالم، ص ۱۲۹)

ادھر اس ارادے سے کھڑا ہے کہ وہ اللہ کے رسولؐ کو مار ڈالے، اس لئے
ہماری رائے ہے کہ مکہ کرمہ ہی رکے رہو اور اہل مکہ کے رکھوائے ہوئے مال
ہم سے لے لو! مالکوں کو اموال لوٹا دو اور معمورہ رسولؐ آ کر ہم سے ملو
اور اے علی! ہماری ہری ردا[1] اوڑھ کر سو رہو! اللہ کا وعدہ ہے کہ سرداروں کے
کلام سے دور رہو گے''۔

علی کرمہ اللہ کو اس طرح مامور کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم گھر سے آگے
آئے، سارے سردار وہاں کھڑے ہوئے ملے، اللہ کے حکم سے کلام الٰہی کے اک حصے
کا ورد کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم آگے آئے اور اک مٹھی مٹی لے کر سرداروں کے
سروں سے آلودہ کئے، اللہ کے حکم سے سارے سردار حواس گم کردہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے
اور رسول اکرمؐ کے حال سے لاعلم رہے اور اس طرح اللہ کا رسول، اللہ کے اعداء کے
سروں کو آلودہ کر کے وہاں سے رواں ہوا۔

وہاں سے رسول اکرمؐ ہمدم محرم کے گھر آئے، سارے احوال کہے اور وہاں سے گھر کی
کھڑکی کی راہ سے ہمدم محرم کو ہمراہ لے کر رواں ہوئے اور دکھے دل سے حرم مکہ کو الوداع کہا۔

سحر ہوئی اور مکہ کے سرداروں کے حواس اکٹھے ہوئے اک آدمی کی صدا آئی کہ
لوگو! وہاں کس لئے کھڑے ہو، رسول اللہؐ سرداروں کے سروں کو مٹی سے آلودہ کر کے وہاں سے
عرصہ ہوا رواں ہو گئے۔

وہ اطلاع حاسدوں کے لئے اک دھماکہ اور اک دھکا ہو کر لگی، سروں سے مٹی اڑا کے
وہاں سے رسوائی کو گلے لگا کے رواں ہوئے اور لوگوں کو صدا دی:

''لوگو! دوڑو! کسی طرح رسول اسلام اور اس کے ہمدم کو لوٹا لاؤ! اگر ہو سکے
ہر دو کو مار ڈالو''!

---

[1] آنحضرت ﷺ کی وہ چادر جو ہرے رنگ کی تھی حضرت علیؓ اوڑھ کر سوئے۔ (سیرت مصطفیٰ)

اموال کی طمع دی گئی کہ اگر کوئی رسول اسلام کو مار ڈالے گا، وہ مکہ والوں سے سو سواری حاصل کرے گا۔ ہر سو ہرکارے دوڑائے گئے کہ وہ کسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم اور اس کے ہمدم کو روک کر اہر اسلام کے آڑے ہوں، مگر اللہ کا حکم سدا سے حاوی ہے اور سدا حاوی رہے گا گمراہوں کے سارے ارادے مکر و حسد کے سارے ولولے مٹی ہو کر رہے۔ [1]

رحلۂ مسلم اول اور اسماء کا کردار

ہمدم مکرم کی وہ لڑکی کہ رسول اکرمؐ کی عروس مطہرہ ہوئی اس سے مروی ہے:

''ہمدم مکرم کی دوسری لڑکی'' اسماء'' رسول اکرمؐ اور ہمدم مکرم کی راہ کے لئے طعام لے کر آئی۔ مسئلہ ہوا کہ طعام کے لئے رسی کہاں سے آئے کہ اس سے طعام کو محکم [2] کر کے ہمراہ کر لے۔

اسماء اوڑھی ہوئی ردا کے دو ٹکڑے کر کے لائی، اک ٹکڑا طعام کے لئے ہوا اور دوسرا ماء طاہر [3] کے لئے۔

رسول اکرمؐ اس کی اس ادا سے مسرور ہوئے اور اسی لئے اس کو ''دوری والی'' کہہ کر صدا دی، اسی لئے اس کا اسم دوری والی ہوا'' [4]

ہمدم مکرم کی لڑکی اسماء سے مروی ہے:

''اگلی سحر کو مکہ کا سردار عمرو [5] اس کے گھر آ کر سائل ہوا کہ والد کہاں ہے؟ اسماء آگے آئی اور کہا: اللہ کو معلوم ہے! وہ آگے ہوا اور اسماء کو مارا۔

ہمدم مکرم کی حوصلہ وری

ہادی اکرم صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم ہمدم مکرم کو ہمراہ لے کر ہمدم مکرم کے گھر سے

---

[1] (حادی عالم، تغیر) [2] مضبوط [3] وہ مشک پانی [4] ناشتہ باندھنے کیلئے رسی کی ضرورت ہوئی تو حضرت اسماءؓ نے بعض روایات کے مطابق اوڑھنی کے دو ٹکڑے کئے اور بعض کے مطابق کمر سے باندھے ہوئے پٹکے کے دو ٹکڑے کئے، اسی دن سے ان کا نام ذات النطاقین مشہور ہو گیا (حادی عالم، ابن سعد، سیرت مصطفیٰ) [5] ابو جہل۔

رواں ہوئے، ہمدمِ مکرم کو اللہ کے رسولؐ کی ہمرہی کا وہ اکرام ملا کہ وہ اک عرصے سے اس کے لئے روح و دل سے دعا گو رہے، اللہ کی درگاہ سے وہ دعا کامگار ہوئی، اس لئے احساس ہوا کہ اللہ کا رسول سارے اعداء کی مکاری اور مساعی سے دور رہے، گھر سے رواں ہو کر عام سڑک سے ہٹ کر مکہ کے اک کوہسار کی راہ لی، ہمدمِ مکرم کی وہ ساری راہ اس طرح ہوئی کہ گاہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے ہو کر راہی ہوئے اور گاہ رک گئے کہ اللہ کا رسولؐ آگے ہو۔ ہر ہر گام اس دلدادۂ رسول کو دھڑکا لگا رہا کہ ادھر ادھر سے کوئی عدو آ کھڑا ہوگا۔

رسولِ اکرمؐ کا سوال ہوا:

''اے ہمدم! کس طرح کی راہ روی ہے کہ گاہ آگے ہو رہے ہو اور گاہ رک کر ہم کو آگے کر کے راہی ہو؟''

کہا: ''اے اللہ کے رسول! دل کو احساس ہوا کہ کوئی عدو آگے گھات لگائے کھڑا ہوگا، اس لئے آگے ہوا کہ اس عدو کے وار کو روکوں، گاہ دھڑکا ہوا کہ کوئی مکہ مکرمہ کی راہ سے آ کر حملہ آور ہوگا، اس لئے رکا کہ اللہ کا رسول آگے ہو''۔

اس طرح ہر ہر گام رسولِ اکرمؐ کے ہمدم و ہمراہ ہو کر ساری راہ طے کی اور مکہ مکرمہ سے ادھر اک کوہسار کی کھوہ کے آگے آ کھڑے ہوئے۔ وہاں آ کر ہمدمِ مکرم آگے ہوئے اور کہا:

''اے رسول اللہ! ٹھہرو، اول اس کھوہ کا کوڑا کرکٹ دور کروں''۔

اس طرح ہمدمِ مکرم، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو لے کر کوہسار کی اس کھوہ کو آئے کہ اک عرصہ وہاں ٹھہر کر مکہ مکرمہ کے اعداء سے دور ہوں[1]۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم، مسلمِ اول کی گود کا سہارا لے کر سو رہے کہ اک دراڑ سے کالا مار[2] مسلمِ اول کو ڈس کر الم رساں ہوا۔ مسلمِ اول اس الم رسانی سے رو اٹھے اس کے دمو ع[3] رسول

---

[1] (حادی عالم، ص ۱۳۳) [2] سانپ [3] آنسو۔

اللہؓ کے موتی گرے، اس سے رسول اللہ اٹھ گئے اور رسول اللہؐ کا سوال ہوا:

"اے مسلم اول! کس لئے رو رہے ہو؟"

کہا:

"رکا ڈسا ہوا ہوں"۔

رسول اکرمؐ کے روئے مسعود کے ماء سے وہ الم، وہم کے دم دور ہوا[1]

مکہ مکرمہ کے لوگ رسول اکرمؐ اور اس کے ہمدم کے لئے گلی گلی اور سڑک سڑک گھومے اور مال کی طمع لئے ہوئے سرگرداں رہے کہ کسی طرح رسول اکرمؐ اور اس کے ہمدم کو روک کر مال کے حامل ہوں، اسی طرح کئی لوگ لاٹھی اور دوسرے اسلحہ لے کر اس کہسار اور کھوہ کے آگے آ گئے، ہمدم محرم کو ڈر لگا کہ گمراہ لوگ اس کھوہ آ کر ہم سے آگاہ ہوں گے۔ رسول اکرمؐ سے کہا:

"اے رسول اللہ! وہ لوگ آ گئے، لوگوں کو ہمارا حال معلوم ہوگا"۔

رسول اللہ کا کلام ہوا:

"دل سے الم کو دور رکھو اللہ ہمارے ہمراہ ہے[2]"

رسول اللہؐ کا وہ کلمہ، کلام الٰہی کا حصہ ہے اور اسی طرح ہوا، اللہ کی مدد اس طرح ہوئی کہ اک معمر مکڑی کو حکم ہوا کہ وہ اس کھوہ کے کھلے حصے کو ڈھک دے اور دو حمام صحرائی وہاں آ گئے۔[3]

مکہ والے لوہ لگائے ہوئے ادھر آئے، اک آدمی کا اصرار ہوا کہ اس کھوہ کو ٹٹولو! وہ لوگ وہاں لکے ہوئے ہوں گے، مگر سردار آگے ہوا اور کہا:

"سالہا سال سے وہ کھوہ آدمی سے محروم رہی ہے، کوئی حمام صحرائی کسی آدمی کے ہمراہ رہا ہے؟ اس مکڑی کے گھر کو مطالعہ کرو! وہ محمدؐ کے سال

---

۱ (سیر الصحابہ ج ۱، ص: ۲۷، صحابہ کرام ص ۲۰۰، خلفائے راشدین ص ۴۰) ۲ قرآن کریم نے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے: "لا تحزن ان اللہ معنا" یعنی فکر نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (صادق عالم ص ۱۳۴) ۳ جنگلی کبوتروں نے وہاں آ کر انڈے دے دیے تھے۔

راہ کے مراحل

عطاء سے مروی ہے کہ رسول وکرمؐ، ہمدم مکرم اور ہمدم راہی عامر اور اس راہ داں کے ہمراہ معمورۂ رسولؐ کے ارادے سے رواں ہوئے اور ساحلی راہ سے معمورہ رسول کے لئے راہی ہوگئے۔

اہل علم سے مروی ہے کہ کھوہ سے آگے، رحلۂ وداع مکہ اس سال کے ماہ سوم[1] کی اول کو ہوا۔

مسلم اول اک معلوم سوداگر رہے، اس لئے سر راہ کئی لوگوں سے دعا سلام ہوئی، رسول اللہؐ سے لاعلم لوگوں کا مسلم اول سے سوال ہوا: کس آدمی کے ہمراہ ہو؟ کہا:

''اس آدمی کے ہمراہ ہوں کہ وہ ہمارا ہادی ہے''۔

اللہ! اللہ! کس طرح کا عمدہ کلام ہے کہ دو طرح کا کمال لئے ہوئے ہے۔

اول: اس کلام سے معلوم ہوا کہ اللہ کا رسولؐ راہ ھدیٰ کا ہادی ہے اور دوسرے: اس کلام سے عام راہ داں مراد لے کر امر رحلہ کو لوگوں کے علم سے دور رکھا، اس طرح اک مرحلہ مکمل ہوا۔

مسلم اول رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے ہمراہ اک کوہ کے اک حصے آکر رکے کہ اللہ کا رسول اک عرصہ آرام کرلے، اس حصے کا کوڑا دور کرکے مسلم اول رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے واسطے طعام اور دوسرے ماکول کے حصول کے لئے رواں ہوگئے اور اک راعی سے ملے، مسلم اول کا راعی سے سوال ہوا:

''گلہ کس کا ہے''؟

کہا:

''اہل مکہ کے اک آدمی کا ہے''۔

مسلم اول کا سوال ہوا:

---

[1] ربیع الاول۔

''کوئی دودھ باری[1] لے لی گئی ہے''؟ کہا:

''ہاں! ہے''۔

مسلم اول کا کلام ہوا:

''اول دھول مٹی دور کرلو اور دودھ دوہ کے ہم کو دو''!

وہ اسی طرح عامل ہوا۔

مسلم اول دودھ کی گرمی کو ماہ سر د[2] سے دور کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے آگے آئے، رسول اللہؐ اس دودھ سے مالا مال ہوئے اور مسلم اول کمال مسرور ہوئے اور اللہ والوں کا وہ کارواں اس محل سے آگے رواں ہوا۔

اک گھوڑے کے سوار کی آمد اور مسلم اول کو صدمہ

ہمدم مکرم، رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رواں دواں رہے کہ ہمدم مکرم کو دور سے اک گھوڑے سوار کی گرد دکھائی دی، دل کو ڈر لگا اور رسول اکرمؐ سے کہا:

''اے رسول اللہ! کوئی گھوڑے سوار آرہا ہے، ڈر ہے کہ ہم محصور ہوں گے''۔

ہادی اکرم کا وہی کلام ہوا کہ اس سے اول کہہ کے ادھر ہمدم سے ہوا:

''ڈر کو دل سے دور رکھو! اللہ ہمارے ہمراہ ہے''۔

وہ گھوڑے سوار سوئے رسول اللہ دوڑا۔ اللہ کے رسولؐ کی دعا ہوئی ''اللھم اصرعہ'' اے اللہ! اس کو گرا دے۔ اسی دم اس کے گھوڑے کا اگلا حصہ گڑ رہا اس کو اس حال سے کمال ڈر لگا اور احساس ہوا کہ رسول اللہؐ کی دعا سے اس امر کا ورود ہوا ہے، گڑ گڑا کر کہا:

''ہر دو آدمی اللہ سے دعا کرو کہ اللہ اس الم سے رہا کر دے، وعدہ ہے کہ رہا ہو کر سوئے گھر لوٹوں گا اور دوسرے لوگوں کو اس راہ سے روکوں گا''۔

ہادی اکرمؐ دعا گو ہوئے، اللہ کا حکم ہوا اسی دم اس کا گھوڑا رہا ہوا[3]

---

[1] بکری۔ [2] ٹھنڈا پانی۔ [3] سراقہ بن مالک۔ (بخاری عالم)

تاآں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم مسلم اول اور دوسرے ہمدموں کے ہمراہ اولاد عمرو کے گاؤں گئے، ۱؎ سارے لوگوں سے اول مددگاروں کے گروہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم اور ہمدم مکرم کی سواری دکھائی دی۔

اولاد عمرو "اللہ احد" کی صدا لگا کر سوئے رسولؐ دوڑے، ہر آدمی ساعی ہوا کہ وہ ہر اک سے اول رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم سے ملے، کئی مددگار کہ رسول اللہؐ سے لاعلم رہے، وہ مسلم اول کے اردگرد اکٹھے ہو گئے کہ وہی اللہ کا رسول ہے، مسلم اول کو احساس ہوا کہ اگر ہر آدمی الگ الگ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم سے گلے ملے گا، لامحالہ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم ملول ہوں گے، اس لئے کھڑے ہو کر سارے لوگوں سے سے اور دل نے کہا کہ لوگوں کو لگ رہا ہے کہ مسلم اول ہی اللہ کا رسول ہے، اس لئے اک رومال لے کر کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے سر مکرم کو اس رومال کے سائے سائے رکھا، اس طرح لوگوں کو معلوم ہوا کہ اللہ کا رسول دوسرا ہے۔ ۲؎

اک عرصہ اولاد عمرو کے گاؤں رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم، ہمدم مکرم کو ہمراہ لے کر معمورۂ رسول رواں ہوئے۔ ۳؎

معمورۂ رسول آکر رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم اک مددگار ۴؎ کے گھر ٹھہرے اور مسلم اول دوسرے مددگار کے ہاں۔ معمولی عرصہ ہوا کہ مسلم اول کے گھر والے ہمدم رسول طلحہ کے ہمراہ معمورۂ رسول آگئے۔ ۵؎

۱؎ (بخاری عامر ص ۱۳۹) ۲؎ (ایضاً حیات الصحابہ ج ۱ ص ۳۳۸، سیر الصحابہ ج ۱ ص ۴۹) ۲؎ سبحان اللہ! سیدنا صدیق اکبرؓ کی فراست کے کیا کہنے، ایک طرف آپؐ کو تکلیف سے بچانے کے لئے خود آگے ہو گئے اور لوگوں سے ملے، دوسری طرف آپؐ کو ہی اللہ کا رسول سمجھتے رہے اور بعد میں اپنے عمل سے بتا دیا کہ اللہ کا رسول میں نہیں دوسرا ہے۔

۳؎ (بخاری باب ہجرۃ النبی والصحابہ الی المدینہ) ۴؎ حضرت ابو ایوب انصاریؓ ۵؎ (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۴۰)

معمورۂ رسول کی ہوا اور ماحول

معمورۂ رسول کی ہوا سے مسلم اول مجموعۂ ۱ ہو گئے اور اس طرح روگی ہوئے کہ رحلت ملک عدم کی آس لگ گئی۔

مسلم اول کی لڑکی، عروس رسولؐ کا والد مکرم سے سوال ہوا کہ کس طرح کا حال ہے؟ کہا:

''ہر آدمی ۲ کی اس کے گھر والوں کے ہمراہ اس طرح سحر ہو رہی ہے کہ مرگ کھڑاؤں کی ڈوری سے سوا اس کے اردگرد ہے''۔

عروس رسول، عروس مطہرہ رسول اللہؐ کے آگے آئی اور والد مکرم کے روگ کا سارا احوال رسول اللہ صلی اللہ علیٰ آلہٖ رسلہٖ وسلم سے کہا، رسول اللہؐ کی اسی دم دعا ہوئی:

''اے اللہ! مکہ کی طرح اور اس سے سوا معمورۂ رسولؐ کے لگاؤ سے ہمارے دلوں کو معمور کر دے اور اس کو روگ سے دور رکھ اور اس کے صاع و مد کو ہمارے واسطے سوا کر اور اس کے روگ (حمّی) کو کوڑھے کے حوالے کر دے''۔

مسلم اول سے روگ دور ہوا اور وہ معمول کی طرح ہو گئے اور معمورۂ رسولؐ کی ہوا، مسلم اول اور دوسرے ہمدموں کو کمال راس آئی۔

---

۱ جس کو بخار ہو۔ آپؓ ایسے شدید بخار میں مبتلا ہوئے کہ زندگی سے مایوس ہو گئے (سیر الصحابہ ج ۱، ص ۳۰)

۲ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے والد محترم کا حال دریافت کیا تو صدیق اکبرؓ نے ایک شعر پڑھا کل امرء مصبح فی اهله والموت ادنی من شراک نعله۔ سیدۃ پیغمبر ﷺ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا

اللهم حبب الينا المدينة كحبنا مكة او اشد و صححها و بارك لنا فى صاعها و مدها و انقل حماها فاجعلها بالجحفة (ايضاً)۔

معاہدہ عمدہ سلوک

معمورہ رسولؐ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ہوا کہ کوئی معاملہ اس طرح کا ہو کہ معمورۂ رسولؐ کے ہمدموں کو سہارا ملے اور مددگار رہائی وسائل کی کمی سے دور ہوں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوا کہ ایک ایک مددگار ایک ایک ہمدم کو گھر لے آئے اور اس سے والد کے لڑکے کی طرح عمدہ سلوک کرے۔[1] ہمدم مکرم کا معاہدہ عمدہ سلوک اک مکرم و مسعود مددگار[2] سے ہوا۔

حرم رسولؐ[3] کی معماری اور مسلم اول کے مال سے ادائے گی

رسول اکرمؐ معمورہ آگئے اور گرد سے اہل اسلام ایک ایک کر کے معمورۂ رسولؐ اکٹھے ہوئے اور مکمل رہائی سے سارے اہلوں کے اللہ اللہ مالک الملک کے آگے سر کائی کے لمحے ملے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ہوا کہ اک اللہ کے گھر کی معماری ہو اس کے واسطے رسول اللہؐ کو اک حصہ عمدہ لگا اور وہ حصہ والد کے سائے سے محروم دو لڑکوں سہل اور اس کے ولد امؓ کی ملک رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے ہوئی کہ وہ حصہ مول لے کر وہاں اللہ کے گھر اور حرم رسولؐ کی معماری کا کام ہو لڑکوں کے ولی اور لڑکوں کا اصرار ہوا کہ وہ حصہ ہم سے اللہ کے لئے لے لو کہ وہاں اللہ کا گھر معمور ہو اور اللہ سے ہمارے لئے دعا کرو مگر اللہ کے رسولؐ کا اصرار ہوا کہ اس حصے کا مال ادا ہو اور اللہ کا حکم اسی طرح ہوا کہ ہمدم مکرم کے مال سے ہی اس حصے کا مال ادا ہوا۔

اس طرح معمورۂ رسولؐ آ کر سارے لوگوں سے اول، اسلام کے واسطے مسلم اول کے کرم

۱؎ (ہادیٔ عالم ص ۱۵۹) ۲؎ حارثہ بن زہیر بعد میں مدینہ میں اک معزز شخصیت کے آدمی تھے۔ (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۳۱)

۳؎ مسجد نبوی۔ حرم مسجد۔ (ہادیٔ عالم ص ۱۶۰، سیر الصحابہ ج ۱ ص ۳۱) [illegible]

وسلم کے ہمراہ صرف طلحہ اور سعد ہی رہ گئے۔[1] اس سے آگے سارے لوگوں سے اول مسلم اول رسول اللہ سے جا ملے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم گھائل ہو کر اک گڑھے کہ اس کی کھدائی والد عامر کی راہ سے اہل اسلام کے لیے ہوئی وہاں گر گئے۔[3]

مسلم اول مسیر روشن علی کرم اللہ اور حضرت طلحہ کی مدد سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کھڑے ہوئے اور احد کی اک کھوہ آ گئے اس لیے مسلم اول رسول اللہ کے ہمراہ رہے۔

گمراہوں کی گواہی

معرکہ ہوا مکمل گمراہوں کا اک سردار[4] آکر کھڑا ہوا اور صدا لگائی:

"محمد سالم ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا:

"رد کلام سے رکے رہو!"

اسی طرح دہرا کر صدا لگائی:

"مسلم اول سالم ہے؟"

گو محروم رہا کہ کوئی رد کلام مسموع ہو، اس لیے صدا لگائی:

"عمر سالم ہے؟"

(گمراہ سردار کی اس صدا سے معلوم ہوا کہ گمراہوں کو اس کا علم رہا کہ ہادی اکرم کے علاوہ مسلم

---

۱ صحیح بخاری میں ہے کہ آپ کے محافظین کی تعداد بارہ ہے۔ دلائل بیہقی اور نسائی میں تعداد گیارہ ہے۔ صحیح مسلم میں سات بیان کی گئی ہے اور ابن سعد میں چودہ صحابہ کے نام ہیں۔ اس لیے کہ لوگ آگے پیچھے ہوتے رہے، الگ بھی ہوتے اور پھر آنحضرت سے آ ملے اور تعداد مختلف رہی۔ (سیرت مصطفی ج ۲، ص ۱۷۵)

۲ (سیرت خلفائے راشدین ص ۱۰۱) ۳ (ہادی عالم تلخیص)

۴ (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۱۹۲) یعنی ابو سفیان۔

اولیٰ ہی حاکم عالم اسلام ہے۔۱؎

معرکہ حمراء الاسد اور مسلم اول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معرکۂ احد سے لوٹے، اطلاع ملی کہ گمراہوں کا ارادہ ہے کہ سوئے معمورۂ رسول لوٹ کر حملہ آور ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوا کہ گمراہوں سے معرکے کے لئے وہی لوگ آمادہ ہوں کہ معرکۂ احد کے لئے ہمراہ رہے۔ گو کہ اہل اسلام گھائل اور گراں حال رہے۔ مگر دم کے دم ساٹھ اور دس آدمی آمادہ ہو گئے۔۲؎

مسلم اول اس معرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے، اہل اسلام کی اس آمادگی کا گواہ اللہ کا کلام ہے۔

''وہ لوگ کہ گھائل ہو رہے مگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا کے آگے لڑائی کے واسطے آمادہ ہو گئے''۳؎

اسرائلی۴؎ گروہ سے معرکہ

اسرائلی گروہ سے معرکہ ہوا، مسلم اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر گام ہمراہ رہے۔۵؎

کھائی۶؎ والا معرکہ

کھائی والے معرکے مسلم اول، کھائی کے اک حصے کے لئے مامور ہوئے اور

۱؎ جب [illegible] نے پہاڑ سے [illegible] پکارا گیا تو [illegible] کیا تم میں محمد ہیں؟ کوئی جواب نہ دو، [illegible] اس نے ابوبکر اور عمر کا نام لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] (تاریخ الخلفاء ص ۳۲)

۲؎ (زاد المعاد ص ۲۳۰، سیرت خلفائے راشدین ص ۵) ۳؎ آل عمران کی آیت ہے۔ الذین استجابوا لله والرسول من بعد ما اصابهم القرح (ایضاً ص ۵۱) ۴؎ یہود بنو نضیر (تاریخ الخلفاء ص ۳۳) ۵؎ [illegible] ۶؎ غزوہ خندق۔

پھر عدو کو ادھر سے روک کر رکھا[1]

عروسِ مطہرہ کے لئے مکاروں کی مکروہ کارروائی[2] اور مسلمِ اول کا حلم

گمراہوں سے معرکہ آرائی کر کے عسکرِ اسلام اک معرکے سے کامگار ہو کر سوئے معمورۂ رسولؐ راہی ہوا۔ معمورۂ رسولؐ سے کئی کوس ادھر اک مرحلے آ کر رکا، وہاں اک معاملہ اس طرح کا ہوا کہ اس سے اہلِ اسلام کو عموماً اور ہادیِ کاملؐ کو اہم طور سے دلی دکھ اور صدمہ ہوا۔

رسولِ اکرمؐ کی عروسِ مطہرہ اور ہمدمِ مکرمؓ کی لڑکی، سارا عرصہ رسول اللہؐ کے ہمراہ رہی، عروسِ مطہرہ کے لئے اک محمل الگ رہا۔ راہ کے اک مرحلے عسکرِ اسلام رکا، عروسِ مطہرہ عسکر کی وردوگاہ سے دور طہرہ[3] کے حصول کے لئے سوئے صحرا روانہ ہوئی۔

عروسِ مطہرہ کو اس لئے اک عرصہ لگا کہ عروسِ مطہرہ کا اک ہار ٹوٹ کر گرا، اس ہار کو اکٹھا کر کے وہاں سے وردوگاہ لوٹ آئی، وہاں آ کر معلوم ہوا کہ عسکرِ اسلامی رواں ہوا، اسی محمل اک ردا اوڑھ کر سو گئی، رسول اللہؐ کے مامور کردہ ولدِ معطل[4] ادھر آئے، محسوس ہوا کہ عروسِ مطہرہ ہے، سواری لے کر ادھر آئے، عروسِ مطہرہ سوار ہوئی اور ولدِ معطل سواری کی مہار لے کر آگے آگے رواں رہے اور عسکرِ اسلامی سے آ ملے۔

مکاروں کا گروہ[5] عروسِ مطہرہ کی رسوائی اور سوءِ کردار کے لئے ساعی ہوا، عروسِ مطہرہ کو اک مسلمہ، ام مسطح سے سارا حال معلوم ہوا، رسول اللہؐ کی آمادگی سے والدِ مکرم کے گھر آئی اور والدہ سے رو رو کر سارا حال کہا، والدِ مکرم روئے اور کہا:

---

[1] (سیرت خلفائے راشدین، ص ۵۱) [2] غزوۂ مصطلق۔ اس کا دوسرا نام غزوۂ مریسیع بھی ہے (طبقات ابن سعد) اس غزوہ میں خلیفۂ کائنات، محبوبۂ رسولؐ، عروسِ مطہرہ، صدیق اکبرؓ کی بیٹی، ام المومنین، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی، جس سے رسول اللہؐ، صدیق اکبرؓ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور تمام مومنین کے دلوں کو انتہائی دکھ ہوا۔ [3] پاکی، صفائی (المنجد) ام المومنین قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئی تھیں [4] حضرت صفوان بن معطلؓ۔ [5] منافقین۔

''اللہ کا سہارا رکھو اور حکم الٰہی کی آس رکھو'' [1]

مسلم اول کے لئے کمال الم رساں معاملہ وہ ہوا کہ عام اہل اسلام سے دو [2] اور مسلم اول کے اسرہ کا اک آدمی، مسطح کہ مسلم اول کے مال سے مالا مال رہا، وہ مکاروں کی رائے کے ہم رائے ہوئے۔

مسطح کی اس مکروہ عمل سے مسلم اول کا اس کے واسطے اللہ سے عہد ہوا:

''ساری عمر مسطح کو مال سے محروم رکھوں گا''۔

اس عہد کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کو وحی ہوئی:

''لوگوں کا مکرم و مسعود آدمی اس عہد سے دور رہے کہ اسرہ والوں اور مال سے محروم لوگوں اور وداع مکہ والوں سے امداد روکے گا، صلہ رحمی اور عمدہ سلوک کرو! اگر اللہ سے عمدہ سلوک کی آس ہے اور اللہ عمدہ سلوک والا اور کمال رحم والا ہے''۔

اس کو مسموع کر کے مسلم اول کہا اٹھے کہ واللہ! ہم کو آس ہے کہ اللہ ہم سے عمدہ سلوک کرے اور کہا:

''واللہ! ساری عمر مسطح کو مال سے مالا مال رکھوں گا'' [3]

---

[1] (ہادی عالم بالاختصار) [2] حضرت حسان بن ثابتؓ حضرت حمنہ بنت جحشؓ [3] حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عائشہؓ کی برأت کے بعد مسطح بن اثاثہ کی کفالت سے دستبردار ہوگئے تھے اور فرمایا خدا کی قسم اس بہتان پردازی کے بعد اس کی کفالت نہیں کرسکتا، لیکن جب یہ آیتیں نازل ہوئیں: "ولا یأتل اولو الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر الله لکم والله غفور رحیم." (النور ۲۲) ترجمہ: تم میں بڑے صاحب مقدرت لوگ رشتہ داروں، مساکین اور مہاجرین کو امداد دینے کی قسم نہ کھائیں اور چاہئے کہ ان کے قصور معاف کریں اور ان سے درگزر کریں! کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخش دے؟ اور اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحمت والا ہے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے اور قسم کھائی کہ اب ہمیشہ ان کا کفیل رہوں گا۔ (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۳۵)

معاہدہ صلح اور مسلم اول

وداعِ مکہ کو دو کم آٹھ سال ہوئے، رسول اکرم عمرے کے ارادے سے دو سو کم سولہ سو اللہ والوں کو ہمراہ لے کر سوئے مکہ راہی ہوئے، راہ کے اک مرحلے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کلٰی رسلہ وسلم رکے۔ وہاں رسول اکرم کو اطلاع ملی کہ مکے والے، اہل اسلام کو مکے سے دور ہی روک کر معرکہ آرا ہوں گے[1]۔

رسول اللہؐ کا کلام ہوا:

"لوگو ہم کو رائے دو!"

مسلم اول سسر رسولؐ آگے آئے اور کہا:

"اے اللہ کے رسول! عمرے کے ارادے سے آئے ہو، اس لئے سوئے مکہ رواں رہو، اگر کوئی آڑے آئے گا، اسی سے لڑائی ہوگی"۔

رسول اللہ کو مسلم اول کی رائے عمدہ لگی، اللہ کا اسم کہہ کے اٹھے اور اہل اسلام کو لے کر مکہ سے کوئی دس کوس ادھر اک گاؤں[2] آ کر رکے، وہاں آ کر رسول اللہ کے اک دلدادہ[3] کو اور اس سے آگے رسول اللہ کے دوہرے داماد[4]، اسلام کے حاکم سوم کو حکم ہوا کہ مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہو اور مکے والوں سے کہو:

"ہمارا عمرے کا ارادہ ہے اور ہمارا عہد ہے کہ ہم لڑائی سے دور رہوں گے"۔

اور رؤسائے مکہ سے اور مکہ مکرمہ کے مسلموں سے کہہ دو:

"اک عرصہ ادھر، اللہ اہل اسلام کو کامرگاری عطا کرے گا"۔

داماد رسول حاکم سوم، مکہ گئے اور وہاں روک لئے گئے اور ادھر اہل اسلام کو کسی طرح اطلاع ملی کہ

---

[1] (ہادی عالم ص ۲۹۰، اختصاراً) [2] حدیبیہ مکہ سے ساڑھے نو میل، جدہ کی سمت واقع ہے۔ [3] حضرت خراش بن امیہ خزاعیؓ [4] حضرت عثمان بن عفانؓ

داماد رسول، حاکم سوم مارے گئے۔ اس اطلاع سے رسول اللہؐ کو کمال صدمہ ہوا۔ ارادہ ہوا کہ ہر آدمی عہد کرے کہ وہ رسول اللہؐ کے ہمراہ ہر طرح لڑے گا۔

مکہ والوں کو معلوم ہوا کہ اہل اسلام کا اک عسکر طرار لڑائی کے لئے آمادہ ہوا ہے، وہ ڈر گئے اور صلح کے لئے آمادہ ہوئے۔

عروہ ولد مسعود[1] وہاں سے رواں ہو کر رسول اکرمؐ سے ملا اور کہا:

"اے محمد! وہ لوگ کہ اسلام لائے اور ہمدم ہوئے مکہ والوں کے ہمدرد ہو کر لڑائی سے روگرداں ہوں گے"۔

مسلم اول کہ ساری عمر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہی رہے، کمال حلم اور سہار[2] کے مالک رہے، مگر اس کلام سے اس کو دلی صدمہ اور دکھ ہوا۔ اس لئے اس سے کڑا[3] کلام کر کے کہا:

"امر محال ہے ہمارا کوئی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے روگرداں ہو"۔

عروہ کا لوگوں سے سوال ہوا: ہم کو اس آدمی سے آگاہ کرو! کہا: وہ سسر رسول، مسلم اول ہے۔

عروہ کا کلام ہوا کہ واللہ! مسلم اول کا ہم سے ہمدردی کا معاملہ رہا ہے۔ اس لئے رد کلام سے دور ہوں۔

معاہدہ صلح مکمل ہوا، اہل اسلام کو محسوس ہوا کہ وہ اس معاملے کو طے کر کے گمراہوں کے آگے جھکے ہوئے اور ہماری ساکھ کو دھکا لگا، سارے لوگوں کا دل دکھا۔ اس لئے عمر مکرم، سسر رسول مسلم اول کے آگے آئے اور کہا:

"اے مسلم اول گمراہوں کے آگے اس طرح رسوا ہو کر کس لئے صلح ہوئی"؟

مسلم اول کہ محرم اسرار و عہد و رسول رہے، اٹھے اور کہا:

"اے عمر! ہادی اکرمؐ اللہ کا رسول ہے، امر محال ہے کہ اللہ کی حکم عدولی

---

[1] عروہ ولد مسعود ثقفی جو اہل طائف کے سردار تھے۔ (ہادی عالم، بالاختصار) [2] برداشت۔ [3] سخت۔

مکرمہ کر دو، والد مکرمہ، والد عامر کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے لائے۔ رسول اللہ کا

رسول اس کو اسلام سے مالا مال کرے۔ رسول اللہ کا اس کے صدر کو مس ہوا، وہ اسی لمحے اسلام

لائے۔

معرکہ وادی اوطاس اور مسلم اول

اول اول اس معرکہ کا حال اس طرح ہوا کہ اہل اسلام گھر اس حال ہو کر ادھر ادھر ہو گئے اور ہادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گرد کوئی دس آدمی رہ گئے۔ مسلم اول، ہمدم مکرم، ہمدم عمر، ہمدم علی کرمہ اللہ، ہمدم اسامہ اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے عم محترم ہادی عالم کے ہمراہ رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور عم مکرم کی صداؤں سے سارے اہل اسلام اکٹھے ہوئے اور اک معرکہ عام ہوا، مآل کار اہل اسلام کامگار ہوئے۔

اہل کہسار کا محاصرہ

معرکہ مسطورہ سے لشکر اسلام آگے رواں ہوا اور معمورہ طائف کے آگے رکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اہل کہسار کا محاصرہ کر کے رہو۔ اس محاصرے کو کوئی آدھا ماہ ہوا، اک سحر کو ہادی اکرم سو کر اٹھے، مسلم اول سے کہا کہ ہم کو سوتے ہوئے اک الہام ہوا ہے۔

اور سارا الہام مسلم اول سے کہا۔ مسلم اول، الہام کے سامع ہوئے اور کہا ہم کو محسوس ہو رہا ہے کہ اس سال اس حصار کی کامگاری محال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا کہ

۱؎ سیرت ابن ہشام (ص ۳۰۱) ۲؎ (ایضاً) ۳؎ طائف ۴؎ آنحضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ ایک دودھ سے بھرا ہوا پیالہ آپ کو دیا گیا مگر ایک مرغ نے آکر اس کو ٹھونگ ماری اور سارا دودھ گر گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میرا گمان ہے کہ اس قلعہ کو فتح کرنے کا ارادہ ابھی حاصل نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے اور صحابہ سے کوچ فرمانے کا حکم دیا۔ (تاریخ اسلام)

ہاں! ہم کو اسی طرح محسوس ہورہا ہے، اہل اسلام سے رائے لے کر رسول اللہؐ وہاں سے راہی ہوئے۔

مسلم اول کا لڑکا[1] اسی معرکے کی سہام کاری سے گھائل ہوا، اور مآل کار اسی گھاؤ سے راہی ملک عدم ہوا

معرکۂ عسرہؓ اور مسلم اول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ حاکم روم ہر کلس حملے کا ارادہ کر رہا ہے، رسول اللہؐ کا حکم ہوا کہ اس معرکے کے لئے لوگ کھلے دل سے اموال دے کر اللہ کے آگے کامگار و سرور رہوں۔

ہمدم مکرم، مسلم اول گھر گئے اور گھر کے سارے اموال لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے لا ڈالے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال ہوا:

"گھر والوں کے لئے کوئی مال رکھ کر آئے ہو"؟

کہا: "ہاں! گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہے"۔

اس سے اول ہمدم عمر گھر کا آدھا مال اللہ کی راہ دے کر مسرور رہے اور دل سے کہا کہ اس امر سے ہمدم مکرم مسلم اول سے آگے رہوں گا، مگر مسلم اول سارا مال دے کر گھر والوں کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالے کر آئے، دل سے کہا کہ محال ہے کہ ہمدم مکرم، مسلم اول سے سوا کوئی عمل صالح کر کے اس سے آگے ہوں۔

ہمدم مکرم، مسلم اول اس معرکہ مال و روح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے اور عسکر اسلام کے مطالعہ کار و امام ہوئے۔[2]

---

[1] حضرت عبد اللہؓ۔ [2] غزوہ تبوک کو سخت آزمائشی حالات کی وجہ سے غزوہ عسرہ بھی کہتے ہیں، عسرہ کے معنی تنگی اور تکلیف کے ہیں۔ (ہادی عالم) [3] لشکر کا جائزہ اور امامت، دونوں امور حضرت صدیق اکبرؓ کے سپرد تھے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص ۵۳)

اعدائے اسلام معرکہ آرائی کے حوصلے سے محروم رہے، اس لئے رسول اللہ علی کل رسلہ وسلم عسکر اسلام کو لے کر معمورۂ رسول لوٹ آئے۔[۱]

موسم احرام کی سرداری

وداع مکہ کو اک کم دس سال ہوئے، گروہوں کی آمد کا سلسلہ حد سے سوا رہا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ مسلم اول اہل اسلام کو لے کر سوئے مکہ راہی ہوں اور وہی سارے امور عمرہ اور احرام کے معتمد ہوں۔ اس طرح سے عمد[۲] سو اہل اسلام کو ہمراہ لے کر مسلم اول مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے۔ مسلم اول اہل اسلام کے سردار اور والی ہوئے، ادھر سرور عالم کو کلام الہی کی اک سورہ وحی کی گئی، اللہ کا حکم ہوا کہ گمراہوں کو اطلاع کر دو کہ اللہ کا حکم وارد ہوا ہے کہ اس سال کے بعد وہ سارے گمراہ سدا کے لئے حرم سے دور ہوں۔[۳]

ہمدم علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ دوڑ کر راہی ہو اور عمرہ و احرام کے سارے احکام ادا کر کے گمراہوں کو اطلاع کر دے کہ اللہ کا حکم اس طرح ہوا ہے۔

داماد رسول علی کرمہ اللہ معمورۂ رسول سے راہی ہو کر راہ کے اک مرحلے آ کر ہمدم مکرم سے ملے، مسلم اول، سسر رسول کا سوال ہوا کہ اے علی! حاکم ہو کہ محکوم، آمر ہو کہ مامور؟ کہا: مامور ہوں، حاکم اور سردار عسکر، سسر رسول مسلم اول ہی ہے[۴]۔ مامور ہوں کہ گمراہوں کو اکٹھا کروں اور کلام الہی کا وہ حصہ سارے لوگوں کے آگے کہوں۔ داماد رسول علی کرمہ اللہ، مسلم اول اور اہل اسلام کے ہمراہ چلے آئے اور سارے احکام ادا کر کے لوگوں سے کہا کہ گمراہوں کے سارے گروہ اکٹھے

---

[۱] (ہادی عالم ص ۳۸۰) [۲] ۹ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ امیر حج ہو کر تین سو مسلمانوں کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ [۳] اسی دوران سورۂ توبہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں یہ حکم تھا کہ " اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کریں وغیرہ " (ایضاً ص ۳۹۵، تاریخ اسلام ج ۱ ص ۲۲۳) [۴] (ایضاً)

ہمدم مکرم کی دلداری کے لئے اللہ کے رسول کا کلام

ہمدم مکرم کی دلداری کے لئے اللہ کے رسول کا کلام ہوا کہ وہ آدمی کہ اس کی ہمدمی اور اس کے مال سے اللہ کے رسول کو سہارا ملا، ہمدم مکرم ہے کہ اس کا دل دوسروں سے سوا، اللہ اور اس کے رسول کے احساس سے معمور ہے۔

لوگوں سے کلام و دعائی کر کے سرور عالمؐ لوگوں کے سہارے گھر آگئے، درد حد سے سوا ہوا اور اسی لئے سرور عالمؐ کے لئے محال ہوا کہ وہ حرم رسول آکر لوگوں کے ہمراہ عماد اسلام کے لئے کھڑے ہوں، ہمدم مکرم کو حکم ہوا کہ وہ ہر عماد اسلام کی ادائگی کے لئے لوگوں کے امام ہوں۔

علماء سے مروی ہے کہ لوگوں کی رائے ہوئی کہ ہمدم مکرم کا دل ملائم ہے، اس لئے عمر مکرم امام ہوں مگر سرور عالمؐ کا اصرار رہا کہ ہمدم مکرم ہی امام ہوں[1]۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے مسلم اول ہی امام رہے۔

اک سحر معمول کی طرح سے سر رسول مسلم اول، اہل اسلام کو لے کر عماد اسلام کے لئے کھڑے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آگئے، مسلم اول کا ارادہ ہوا کہ مصلے سے ہٹے، مگر مسلم اول کو ادھر ہی روک کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آگے آئے اور مسلم اول کے ہمراہ عماد اسلام ادا کی، مگر محال ہوا کہ عماد اسلام کے لئے کھڑے ہوں[2]

ماہ سوم کی دس اور دو[3] سوموار کی سحر کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا وصال ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سحر کی عماد اسلام کے لمحے گھر کے در سے لگ کر کھڑے ہوئے، مسلم اول اہل اسلام کے ہمراہ عماد اسلام کے لئے آمادہ دکھائی دئے سرور عالمؐ مسکرا دئے،

---

[1] (ہادی عالم، ص: ۳۰۵) [2] ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرتؐ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپؐ نے اشارے سے منع فرمایا اور خود ان کے داہنے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کی۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۴۹ بحوالہ بخاری) [3] ۱۲ ربیع الاول۔

مسلم اول کا ارادہ ہوا کہ مصلے سے ہٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے کر دے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوا کہ تمہارا اسلام مکمل کر دا[1] اور اسی دم وہاں سے ہٹ گئے، اس سحر رسول اللہؐ کو دردکی کمی محسوس ہوئی، اس لئے مسلم اول، رسول اللہؐ کی آمادگی سے اک عروس کے گھر گئے[2]۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارالسلام کو سدھار گئے، مسلم اول وہاں سے لوٹے، حرم رسول کا در لوگوں سے اٹا ہوا ملا، مگر وہ عروس مطہرہ کے گھر آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مسعود سے ردا اٹھائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے موں لگا کر روئے اور کہا:

''مرے والد اور والدہ کی روح رسول اکرمؐ کے لئے کام آئے۔ واللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے دہری مرگ[3] کہاں؟ مرگ موعود آگئی، دہرا کر کس طرح مرگ ہوگی؟''[4]

اس کلام کو کہہ مسلم اول وہاں سے ہٹ گئے، ادھر عمر مکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی اطلاع سے حواس کھو گئے اور صمصامؓ لے کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ:

''اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا مدعی ہوا عمر اس کو مار دے گا۔''

اس حال کا مطالعہ کر کے مسلم اول آگے آئے اور عمر سے کہا:

---

[1] آپؐ نے اشارہ سے حکم دیا کہ نماز پوری کر واؤ۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۳۹) [2] چونکہ اس روز بظاہر آنحضرتؐ کے مرض میں افاقہ معلوم ہوتا تھا، اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نماز کے بعد آنحضرتؐ سے اجازت لے کر مقام سنح کو جہاں ان کی زوجہ محترمہ حضرت خارجہؓ بنت زہیر رہتی تھیں، تشریف لے گئے (ایضاً)۔ [3] موت۔ [4] آپؐ چپ چاپ رسول اللہؐ کے پاس آئے اور چہرۂ انور سے چادر ہٹا کر پیشانی کو چوما اور رو کر کہا: بابی انت وامی واللہ لا یجمع اللہ علیک موتتین اما الموتۃ التی کتبت علیک فقد ذقتہا ثم لم یصیبک بعد موتہ ابدا۔ ترجمہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان! خدا کی قسم آپ پر دو موتیں جمع نہ ہوں گی، وہ موت جو آپ کے لئے مقدر تھی، اس کا مزہ چکھ چکے، اس کے بعد پھر کبھی موت نہ آئے گی۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۳۹) [5] تلوار۔

''اے عمر ٹھہرو! مگر عمر اسی طرح لوگوں سے ہم کلام رہے''۔

مسلم اول الگ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو صدا دی، سارے لوگ عمر مکرم سے الگ ہو کر مسلم اول کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ اللہ کی حمد کر کے مسلم اول لوگوں سے اس طرح ہمکلام ہوئے:

''اگر کسی کا الہ محمدؐ ہے، معلوم ہو کہ محمدؐ کا وصال ہوا اور اگر لوگوں کا الہ اک اللہ ہی ہے معلوم ہو کہ اللہ سدا سے ہے اور سدا رہے گا۔''

اور کلام الٰہی کا اک حصہ کہا:

''محمدؐ اک رسول ہی ہے، اس سے آگے کئی رسول سدھار گئے ہیں سو اگر اس کا وصال ہوا اور اگر اسلام کے لئے اس کو کوئی مار دے، گمراہی کی راہ لگو گے؟ اگر کوئی گمراہی کی راہ لگے گا وہ اللہ کے لئے الم رساں کہاں ہوگا؟ اور اللہ کی حمد والوں کو عمدہ صلہ ملے گا۔''

مسلم اول کی عمدہ کلامی سے ہر آدمی کو حوصلہ ہوا اور ہر آدمی کے موں سے کلام الٰہی کے اسی حصے کی ادائیگی کا سلسلہ ہوا۔

عمر مکرم کا کلام ہے کہ اول اول مسلم اول کے کلام سے لاعلم رہا مگر کلام الٰہی کے اس حصہ کو مسموع کر کے اس طرح لگا کہ وہ حصہ اسی دم وحی ہوا ہے۔[1]

عالم اسلام کی سرداری کا اہم معاملہ

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی وصال کی اطلاع سے مکاروں کا گروہ سرگرم ہوا کہ کسی طرح اہل اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اک دوسرے کے عدو ہوں، اس گروہ کی سعی سے سرداری کا مسئلہ کھڑا ہوا۔

سارے مددگار اولاد ساعدہ کے محل اکٹھے ہو گئے، اک دو ہمدم ادھر آ گئے، کئی لوگوں کی

---

[1] تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۲۳۲، سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۴۰، ح خلافت۔

رائے ہوئی کہ سعد مددگاروں کے حاکم و سردار ہوں مگر کئی دوسرے اس رائے کے آڑے آئے، اس لئے معاملہ اس حد آگے ہوا کہ اہل اسلام لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے عمرؓ کا ارادہ ہوا کہ اسلامی کارواں اسی طرح رواں دواں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواں کر گئے، اسی لئے اسلامی کارواں کو مسلم اول اور عمر مکرم کی طرح کے ہادی عطا ہوئے۔

مسلم اول کو اس کی اطلاع ہوئی، عمر مکرم کو ہمراہ لے کر اسی دم وہاں گئے اور مدعا رہا کہ کسی طرح اہل اسلام کی لڑائی رکے اور اصلاح ہو اور علی کرم اللہ کو مامور کر گئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امور لحد مکمل کرے۔[۱]

ادھر مددگاروں کا مدعی رہا:

"اک حاکم مددگاروں سے ہو اور اک حاکم ہمدموں سے"۔

۱؎ ابوبکرؓ و عمرؓ نے خلافت کو درست کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن پر مقدم فرمایا اور ہونا بھی یہی چاہئے تھا اس لئے کہ تجہیز و تکفین میں دیر ہونے سے عام اموات کی طرح جسم مقدس میں (نعوذ باللہ) کسی قسم کی خرابی کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ تھا، البتہ خلافت کا انتظام بگڑ جاتا اور کوئی ایسا شخص خلافت کے لئے منتخب ہو جاتا جس میں سیاسی قابلیت اور روحانی قوت اس درجہ کی نہ ہوتی تو اس کی اصلاح ناممکن تھی اور جو فتنے ارتداد وغیرہ کے پیش آئے ان میں دین اسلام کا باقی رہنا نا ممکن تھا، پھر ایک بات یہ بھی تھی کہ رسول خدا کی تجہیز و تکفین جیسے عظیم الشان کام کا بغیر کسی خلیفہ کی سرکردگی کے انجام پانا ہزاروں خرابیوں کا سبب بنتا مثلاً نماز جنازہ کے متعلق اختلاف ہوتا کچھ لوگ جنازہ مبارک کو گھر سے باہر پڑھنا چاہتے تھے اور اس میں جو قیامت برپا ہوتی ظاہر ہے، اگر کوئی سب کو یکجا چاہتا کوئی روکتا کوئی بے ہوش ہو جاتا، عورتوں اور بچوں کا بھی ہجوم ہوتا اور خدا جانے کیا کیا ہوتا، پھر مقام دفن میں اختلاف ہوتا کہ مکہ میں دفن کریں جو آپ کا مولد ہے یا ملک شام میں جو حضرت عیسیٰ کا مدفن ہے یا جنت البقیع میں جو عام قبرستان ہے؟ اگر کوئی خلیفہ نہ ہوتا تو ان اختلافات کا فیصلہ کون کرتا؟ اب چونکہ حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ ہو گئے تھے لہٰذا انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ نماز حجرے کے اندر ہو، دس دس آدمی اندر جائیں اور نماز پڑھ کر باہر آ جائیں اور تنہا نماز پڑھیں، نبی کے جنازے کی کوئی امامت نہ کرے، اور دفن کے لئے حضرت صدیقؓ نے ایک حدیث پڑھی کہ انبیاء کی روح پاک جہاں قبض کی جاتی ہے وہیں ان کی قبر مبارک بنائی جاتی ہے۔ لہٰذا سب اختلافات بآسانی رفع ہو گئے۔ (سیرت خلفائے راشدین ص ۵۵، ۵۶)

مسلم اول آگے آئے اور کہا:

''دو عملی سے دور رہو! دو عملی سارے کاموں اور حکموں کے لئے ام رساں ہوگی، ہر اک آدمی دوسرے سے لڑے گا، اسوۂ رسولؐ سے دوری ہوگی، ہر سو گمراہی ہوگی، مسئلہ کھڑا ہوگا، مگر اس کی اصلاح کے واسطے لوگ مصلحِ سے محروم ہوں گے''۔[۱]

مسلم اول کا کلام ہوا:

''امرا ہم سے ہوں گے اور صلاحِ[۲] کار مددگاروں سے''۔

اک مددگار[۳] اٹھے اور کہا:

''واللہ! اس طرح ہم کو گوارا کہاں؟ ہاں! اک حاکم مددگاروں سے ہو اور اک ہمدموں سے''۔

مسلم اول کا کلام ہوا:

''گو کہ مددگاروں کی عمدہ عملی معلوم ہے، مگر دراصل سارے لوگ اسی آدمی کے محکوم ہوں گے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اسوہ[۴] والا ہو۔ اسلام اور ہمراہیٔ رسولؐ کی رو سے ہر ہمدم، مددگاروں سے سوا اس امر کا اہل ہے۔

لو اک ہمدمِ رسولؐ اِدھر ہے اور دوسرا عمر مکرم اُدھر، آگے آؤ اور کسی اک سے عہد کر لو کہ وہ سارے اہلِ اسلام کا حاکم ہے''۔

عمر مکرم آگے آئے اور کہا:

''لوگو! مسلم اول ہی ہمارا حاکم ہے، اس لئے کہ وہ سارے لوگوں سے

---

[۱] (حیاۃ الصحابہ، ج:۲، ص:۷) [۲] وزرا۔

[۳] حضرت حباب بن المنذر بن الجموحؓ ۔ بنو خاندان قریش۔

[۴] ابو عبیدہ بن الجراحؓ ۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص ۲۱، حیاۃ الصحابہ، ج ۲، ص:۲۳)

وہ لوگ کہ اسلامی لڑائی[1] سے روگرداں ہوئے، رسوا ہوئے اور وہ لوگ کہ سوئے عملی والے ہوئے، دکھی ہی رہے، اگر اللہ اور اس کے رسول کی راہ لگوں بحکوم رہو اور اگر اللہ اور اس کے رسول کی راہ سے ہٹوں، مول موڑ لو۔ عماد اسلام کے لئے آمادہ رہو، اللہ رحم کرے۔"[2]

داماد رسول علی کرم اللہ کا سسر رسول مسلم اول سے عہد

علی کرم اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے لحد کے امور مکمل کر کے آئے اور اسی لمحے اس کا ہمدم مکرم سے عہد ہوا[3]

اس طرح سسر رسول مسلم اول علی کے ہاں اسلام کے حاکم اول ہو گئے۔

علی کرم اللہ سے مروی ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی سحر آرام سے محروم رہے[4] ہر صدائے عماد اسلام[5] سے آگے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا مسلم اول سسر رسول کو حکم رہا کہ لوگوں کو عماد اسلام ادا کروائے۔ رسول اللہ وارد السلام کو راہی ہو گئے، ہم اس معاملے[6] کی گہرائی کو گئے، معلوم ہوا کہ عماد اسلام، اسلام کا علم

---

[1] جہاد [2] سیدنا صدیق اکبر کے خطبے کے عربی الفاظ اس طرح ہیں: یا ایہا الناس! فانی قد ولیت علیکم ولست بخیرکم فان احسنت فاعینونی وان اسات فقومونی. الصدق امانة والکذب خیانة والضعیف فیکم قوی عندی حتی اریح علیه حقه ان شاء الله والقوی فیکم ضعیف عندی حتی اخذ الحق منه ان شاء الله لا یدع قوم الجهاد فی سبیل الله الا ضربهم الله بالذل ولا تشیع الفاحشة فی قوم قط الا عمهم الله بالبلاء واطیعونی ما اطعت الله ورسوله فاذا عصیت الله ورسوله فلا طاعة لی علیکم. قوموا الی صلاتکم یرحمکم الله۔ (بخاری شریف) [3] بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی۔ یہ بالکل غلط ہے اور راویوں کی طرف سے روایت میں درج ہے۔ جو جھوٹ ہیں تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں رحماء بینهم (حصہ صدیقی) ج دوم ص ۲۳۸ تا ۲۴۳ و سیرت علی المرتضیٰ مولانا محمد نافع ص ۱۳۱ و سیرت علی ص ۱۵۱)

[4] نماز [5] اذان [6] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نائب ابوبکر صدیقؓ کو بنایا ہے۔

ہو گئے ہیں؟[1]

معلوم رہے کہ اسلام مکمل ہوا، وحی رک گئی، کہاں کوئی مرے آگے اسلام چھوڑا ہو؟[2]

داماد رسول علی کرم اللہ سے اسی طرح کا کلام ہوا اور لوگوں سے کہا کہ:

"سواری لاؤ، اسلام سے روگردوں سے کسی کی مدد کے علاوہ ان ہی لوگوں سے لڑائی کروں گا"۔

اور کہا:

"واللہ اگر معمورہ رسول سارے لوگوں سے خالی ہو اور ہمارا جسم گدھ اور کوؤں کا طعام ہو، محال ہے کہ لشکر اسامہ کو روکوں"۔

علی کرم اللہ آگے آئے اور سواری کی لگام لے کر کہا:

"اے اہل اسلام کے حاکم، ہمارا مدعا تمہاری عدولی کہاں؟ کہ صلاح ہے، حکم کرو تو عمل ہوگا"۔

آخر کار لشکر اسامہ رواں ہوا، حاکم اول حضرت اسامہ کی سواری کی لگام لئے آگے آگے رواں ہو کر لشکر گاہ آئے۔

حضرت اسامہ، حاکم اول سے ہم کلام ہوئے:

"اے خادم رسول! سوار ہو، اس لئے کہ اگر اسی طرح رہو گے، سواری سے الگ ہو کر راہی ہوں گا"۔

---

۱ سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا اجبار في الجاهلية وخوار في الاسلام یعنی اے عمر! تم جاہلیت میں تو بڑے تند خو تھے، مگر اسلام میں آکر ایسے نرم ہو گئے؟ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۹۲)

۲ صدیق اکبرؓ نے فرمایا: "تم الدين وانقطع الوحي اينقص الدين وانا حي" یعنی دین مکمل ہو چکا اور وحی منقطع ہو گئی، کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میری زندگی میں دین ناقص ہو جائے؟ اللہ اکبر! سیدنا صدیق اکبرؓ کو اسلام سے کیسا لگاؤ تھا، معلوم ہوتا ہے کہ دین کے اکیلے وارث وہی تھے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۹۳)

امر وحی کے دعوے داروں سے معرکہ آرائی

سرورِ عالم کے وصال سے اول ہی کئی لوگ امر وحی کے دعوے دار رہے، امر وحی کے ایک دعوے دار[1] کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مراسلہ ملا کہ وہ محمدؐ کے ہمراہ امر وحی کا حصہ دار ہے، آدھا عالم اس کا اور دوسرا آدھا محمدؐ کا ہے۔ سرورِ عالمؐ کے حکم سے اس کو اس طرح کا مراسلہ ارسال ہوا:

"محمد کا رسالہ امر وحی کے دعوے دار کے واسطے۔ معلوم رہے کہ سارے عالم کا مالک اللہ ہے جو کسی کو مالک کر دے اور محمود وصل اس کے واسطے ہے کہ جو اللہ سے ڈرے۔"

امر وحی کے اس دعوے دار کا معاملہ دوسرے علماء سے اس طرح مروی ہے کہ ایک گروہ رسولِ اکرمؐ سے آکر ملا اس گروہ کے ہمراہ وہ آدمی رہا کہ وہ مدعی ہوا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ رسولِ اکرمؐ اس سے ملے، وہ مصر ہوا کہ اگر اس کو اس امر وحی کا حصہ دار کر دو، وہ مسلم ہوگا! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہوا کہ وہ ہر حصے سے محروم رہے گا، وہ لوٹ کر مدعی ہوا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، سدہا آدمی اس کے گرد اکٹھے ہو گئے، ملک کا رد وہ کئی سال ادھر ہمدمِ اکرمؐ کے ارسال کردہ اک لشکر سے معرکہ آرا ہو کر ہلاک ہوا۔[2]

اس لیے کہ عسکرِ اسلام اعداء سے معرکہ آرا ہوا، اسلام سے روگردی والوں سے حاکمِ اول کو دھمکی ملی کہ وہ معمورۂ رسولؐ آکر حملہ آور ہوں گے۔[3]

---

[1] مسیلمہ کذاب ہے۔ آپؐ نے مسیلمہ کو یوں جواب دیا: من محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی مسیلمۃ الکذاب. اما بعد! فان الارض للہ یورثها من یشاء من عبادہ والعاقبة للمتقین. ترجمہ: محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو۔ اما بعد! دنیا خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے گا اس کو وارث بنائے گا اور انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۷۵)

[2] (ہادیٔ عالم ص ۳۹۹) [3] (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۲۹۹)

حاکم اول کا ہمدم علی، ہمدم طلحہ، ولد عوام[1]، اور ولد مسعود کو حکم ہوا کہ حرم رسول کے آگے مسلح ہو کر کھڑے رہو اور اعداء کے حملے آگاہ رکھو!

اسلام سے روگرددوں کو معلوم ہوا کہ معمورۂ رسول عسکر اسلام سے محروم ہے، وہ حملہ کے ارادے سے آئے، ہمدم علی، ہمدم طلحہ، ولد عوام، اور ولد مسعود آگے آکر حملہ آور ہوئے اور اعداء اسلام کو حملے کے ارادے سے دور رکھا، اعداء اسلام وہاں سے ہٹ گئے مگر دوسری راہ سے ڈھول ڈھمکے کے ہمراہ لوٹے، اس سے اہل اسلام کے گھوڑے ڈر کر دوڑے اور معمورۂ رسول آکر ہی رکے۔

اس حال کا مطالعہ کر کے حاکم اول سے معمورۂ رسول سے آگے آئے اور اعداء اسلام سے معرکہ آرا ہوئے اعداء اسلام وہاں سے رسوا ہو کر لوٹے۔

حاکم اول کا اک ہمدم رسولؐ کو حکم ہوا کہ وہ اک گروہ کے ہمراہ مال کامگاری لے کر معمورۂ رسول راہی ہو، وہ رواں ہو گئے۔

حاکم اول کئی لوگوں کے ہمراہ سوئے اعداء رواں ہو گئے، ادھر اعداء اسلام کا اک عسکر طرار دھوکے سے لگ لگ کر معمورۂ رسول آکر حملہ آور ہوا اور کئی لوگوں کو ہلاک کر کے مال کامگاری لے کر لوٹا۔

حاکم اول معمورۂ رسول لوٹے، اس حال کی اطلاع ملی کمال دکھ ہوا، ادھر ہی عہد ہوا کہ اہل اسلام کے عدد کے مساوی اعداء کو ہلاک کر کے ہی لوٹوں گا!

حاکم اول اہل اسلام کے اک گروہ کو لے کر سوئے اعداء راہی ہوئے اور اک مرحلے[2] آکر اعداء اسلام سے معرکہ آرا ہوئے، اعداء اسلام کو رسوا کر کے مسلم اول کامگار ہوئے اور معمورۂ رسول لوٹے۔ ادھر آکر حاکم اول کا حکم ہوا کہ اسلام سے روگردی والوں کے واسطے اک ہی طرح

---

[1] حضرت زبیر بن عوامؓ [2] حضرت نعمان بن مقرنؓ [3] حضرت صدیق اکبرؓ نے مسلمانوں کی مختصر سی جمعیت لے کر ذی حسب اور ذی قصہ کی طرف خروج کیا، حتیٰ مرابرق تک پہنچے، جہاں بنی عبس و ذبیان، و بنو بکر و ثعلبہ بن سعد وغیرہ قبائل بر سر مقابلہ ہوئے نہایت سخت لڑائی ہوئی، بالآخر کار مرتدین شکست یاب ہو کر فرار ہوئے (تاریخ اسلام ج اص ۲۹۷)

کے کئی مراسلے لکھ کر ارسال کرد! اس مراسلے کا ماحصل اس طرح ہے:

''مہدم رسول، حاکم اول کا رسالہ ہر اس آدمی کے لئے کہ وہ مسلم ہو کہ اسلام سے روگردہ (اس سے آگے اللہ اور اس کے رسول کی حمد کی اور لکھا)

محمد اللہ کا رسول مرسل ہے، دار السلام اور دوام کی اطلاع دار ہادی وہاد ہدیٰ کا مصدر و ماد ہے، مسلم آدمی کو اللہ کے حکم سے راہ ہدیٰ ملی اور وہ کہ اسلام سے روگردہ ہوا، اللہ کے حکم سے اس سے معرکہ آرائی ہوگی اور وہ اسی سے راہ ہدیٰ کا راہ رو ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آئے اور احکام الٰہی لاگو کئے۔ اہل اسلام کو راہ ہدیٰ کے راہ رو کر کے اور عہدہ رسول کو ادا کر کے دار السلام کو راہی ہوئے، لوگوں کو اول ہی سے اس امر کی اطلاع کلام اللہ سے ملی۔ اللہ کا کلام ہے۔

''اے رسول اللہ! ہمارے ہاں لوٹو گے اور ہر آدمی ہی اللہ کے ہاں لوٹے گا۔[1] اے رسول اللہ! اول ہی سے سارے لوگ دائمی عمر سے محروم رہے، سو اگر راہی ملک عدم ہوگئے، کس طرح کوئی سدا رہے گا۔[2]

اور اللہ کا اہل اسلام سے اسی طرح کلام ہوا:

''محمد اللہ کا رسول ہی ہے، اس سے آگے کئی رسول سدھار گئے، سو اگر اس کا وصال ہو، اور اگر اسلام کے واسطے کوئی اس، مر دے، گمراہی کی راہ لگو گے؟ اگر کوئی گمراہی کی راہ لگے گا، وہ اللہ کے لئے الم رساں کہاں ہوگا؟ اور اللہ عمدہ صلہ اسی کو دے گا کہ وہ اللہ کی حمد کرے گا۔ وہ آدمی کہ محمدؐ اس کے اہل

---

[1] یہاں آیت کا مفہوم ہے: انک میت وانھم میتون (الزمر ۳۰) [2] یہاں آیت کا مفہوم ہے ''وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افإن مت فھم الخالدون'' (الانبیاء ۳۴)

لے کر آئے کہ اللہ اسلام کو سارے مسلکوں کا سردار کرے۔[1]"

اور معلوم ہے کہ ملک و مال کے مالک ہو کر گمراہوں کے عسکر طرار، راہ حق کی دعوت کے راستوں کے سد راہ رہے۔

اور کس کو گوارا ہے کہ ملک و مال اور عسکر کا مالک ہو کر کسی کے آگے سر گرا کر مملوک ہو، اس لئے اعلائے اسلام کے واسطے اہم ہوا کہ اس طرح کے گمراہ لوگ ہلاک ہوں۔

کلام الٰہی کا مسطورہ حصہ اس امر کا گواہ ہے کہ رسول اکرمؐ کے عہد امر وحی سے آگے سارا عالم اہل اسلام کی ملک ہو کر رہے گا اور اسلام کا محکوم ہوگا۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے ساری عمر کے ہمدم و ہمراہی اس امر کے اہل ہوئے کہ اس سے کلام اللہ کی وہ گواہی مکمل ہو۔ حاکم اول گو کم عرصہ حاکم رہے، مگر کئی طرح کے اہم کاموں کے عامل ہوئے۔ اک اہم کام وہ ہے کہ حاکم اول مسطورہ ہر دو ملکوں سے معرکہ آراء ہو کر کامگاری کے موسس ہوئے اور مکمل کامگاری عمر مکرم کے دور کو ہوئی۔

مہم ملک کسریٰ

اس دور کو ملک کسریٰ طرح طرح کے مسائل سے گھرا رہا، اس لئے کہ لوگوں کا حاکم اور کسریٰ اک کم عمر لڑکا رہا۔

---

[1] یہ سورہ صف کی آیت نمبر ۹ کا مفہوم ہے۔ آیت یہ ہے هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله (سیرت خلفائے راشدین ص ۶۹) [2] شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء میں اس آیت کی تفسیر یوں فرماتے ہیں کہ "مراد از ظهور دین حق بقصد انتقام کفره فجره برهم زدن دولت کسری و قیصر است تا شیاطین خود گمراه شدند تا چون این هر دو دولت بر هم خورد عظیم او یان موجود داشتند تباه هم خود راه یابند و چون شوکت اسلام بجائے شوکت این دو دولت نشیند ساکنان آن ملک خود بخود پامال شوکت اسلام شدند تا پامال بودن تابع این دو دولت۔" (خلفائے راشدین ص ۷۰)

کسریٰ کے اعدا، اس حال کا مطالعہ کر کے کامل کامگاری کی آس نے کر حملے کے ارادے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وائل کے دو سردار کئی لوگوں کو ہمراہ لے کر آگے آئے اور اہل وارد گرد مارو حاملہ کے لئے ساعی ہوئے۔ اک سردار[1] اول ہی سے مسلم ہوئے، عسکر کسریٰ کی کو محسوس کر کے کمک کے واسطے حاکم اول کے ہاں آئے اور حاکم اول کی رائے سے اسی لوگوں کو لے کر مہم کسریٰ کے لئے راہی ہوئے۔

حاکم اول کا ہمدم حسام اللہ[2] کو حکم ہوا کہ وہ اک عسکر کے ہمراہ وائل کے سردار کی کمک کے واسطے رواں ہوں۔

ملک کسریٰ کے اہم حصے[3] کی کامگاری

حسام اللہ، وائل کے سردار کی کمک اور مہم کسریٰ کے واسطے راہی ہوئے اور کئی ملکوں[4] کی محسوس کو سر کر ملک کسریٰ کی سرحدوں سے آ لگے۔

ادھر کئی سارے معرکے ہوئے، ہر ہر معرکے عدو کے عسکر کا عدد عسکر اسلام سے سوا رہا مگر اللہ کے کرم سے کامگاری سدا اہل اسلام کو ہی حاصل ہوئی، اس لئے ملک کسریٰ کے لوگوں کے دل اہل اسلام سے سدا کے لئے ڈر گئے۔ اسی طرح کم عرصے کو حسام اللہ ملک کسریٰ کے کئی اہم حصوں کے مالک ہو گئے۔[5]

اے اہل مطالعہ! سارے عالم کے سالاروں کے احوال کا مطالعہ کر لو کسی سالار اعلیٰ کو اسی طرح ہر ہر کام کامگاری ملی ہو، اک امر محال ہے۔

---

۱ مثنیٰ شیبانی اور سوید عجلی۔ (سیر الصحابہ ج ۲ ص ۵۴) ۲ مثنیٰ شیبانی۔ ۳ سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ۔ ۴ عراق۔ ۵ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یمامہ کو فتح کیا اور شاہان عجم کی حدود میں داخل ہو گئے، یہاں شاہ جاپان سے مقابلہ ہوا اور اس کو شکست دی، پھر حیرہ کے بادشاہ نعمان سے جنگ آزما ہوئے نعمان ہزیمت اٹھا کر عرب بھاگ گیا یہاں سے خورنق پہنچے لیکن اہل خورنق نے مصلحت اندیشی کو راہ دے کر نوے ہزار یا ایک لاکھ خراج پر مصالحت کر لی غرض اسی طرح تمام دیار اور علاقے زیر نگین ہو گیا۔ (سیر الصحابہ ج ۲ ص ۵۳) ۶ (ایضاً)

سلام نے حسام اللہ کی سالاری اور حوصلہ وری کو اور سلام سے حاکم اول کو کہ اس کے حکم سے اس اہم معرکے کے واسطے حسام اللہ سالار اعلیٰ ہوئے ۔

ملک روم کے اہم حصے[۱] کی لڑائی

ہادی اکرمؐ کے حکم سے کئی مراسلے ادھر ادھر کے ممالک وامصار کے حاکموں کو لکھے گئے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ایک مددگار[۲] ایک مراسلہ لے کر ملک روم کے ایک عامل[۳] ولد عمر کے لئے سے لے کر گئے ۔ راہ کے ایک مرحلے آ کر رکے ادھر اس عامل کو معلوم ہوا کہ معمورۂ رسول سے ایک آدمی اس کے لئے مراسلہ لے کر آرہا ہے ، اس ملک کے عامل کو حکم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اس مددگار کو روک لو اور محصور کر کے رکھو!

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وہ مددگار محصور ہوگئے اور مآل کار اس عامل روم کو حکم ہوا کہ اس حامل مراسلہ کو مار ڈالو!

اس طرح رسول اکرمؐ کے وہ مددگار اس عامل روم کے حکم سے مارے گئے ، اس حال کا مطالعہ کر کے رسول اللہؐ کے حکم سے عسکر اسلام معمورۂ رسول سے راہی ہو کر اس عامل اور حاکم روم کے دو لاکھ کے عسکر طرار سے معرکہ آرا ہوا اور اعداء اسلام کو رسوا کر کے کامگار وکامراں لوٹا

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ایک ہمدم اور سالار اسلام ، اسلام لا کر اول اول ہی معرکے[۴] کے لئے عسکر اسلامی کے ہمراہ ہوئے اور اس کمال دلاوری اور حوصلہ وری سے لڑے کہ اللہ اور رسول سے اس کو حسام اللہ کا اسم ملا[۵]

اس کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حاکم روم حملے کا ارادہ کر رہا ہے ، رسول اللہ عسکر اسلام کے ہمراہ اہل روم سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں ہوگئے ،

۱؎ ملک شام ۔ ۲؎ حضرت حارث بن عمیر ازدی ۔ ۳؎ شرحبیل بن عمرو ۔ ۴؎ غزوہ موتہ ۔ ۵؎ حضرت خالد بن ولید کی مسلمان ہونے کے بعد پہلی اسلامی لڑائی تھی ۔ ۶؎ (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۲۰۳)

مگر اعداء اسلام اس حوصلے سے محروم رہے کہ اللہ کے رسولؐ سے آ کر معرکہ آراء ہوں اس لئے روم کے سرحدی مصر کے لوگوں کو ڈرا کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم معمورۂ رسول لوٹ آئے۔

وداع مکہ کا دسواں سال مکمل ہوا، اگلے ماہ ملک روم سے اطلاع آئی کہ اہل روم کئی گروہوں کو اکٹھا کر کے اہل اسلام سے معرکے کے لئے آمادہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے ہمدم اسامہؓ اک عسکر کو لے اہل روم سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں ہوئے، وہ عسکر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی رحلت کے آگے ادھر کو رواں ہوا اور کم عرصے کو کامگار ہو کر لوٹا۔

ملک کسریٰ کے اہم اہم حصوں کی کامگاری ہوگئی اور کسریٰ کے حملے کا ڈر دور ہوا، مگر اہل روم کے حملے کا ڈر رہا، اس لئے حاکم اول کا ارادہ ہوا کہ اہل روم سے اک اہم معرکہ آرائی ہو، اس لئے حاکم اول کے حکم سے عسکر اسلام کے دو اور دو حصے کئے گئے، ہر ہر حصے کا الگ الگ سالار رکھا ہوا اور وہ سارے عسکر ملے کر دو رومی امصار کی معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوئے۔[۱]

حاکم روم کو اس کی اطلاع ہوئی، اس کے حکم سے رومی عسکر کے عسکر اسلام کے مساوی حصے کئے گئے، ہر ہر عسکر سالار اعلیٰ کے ہمراہ اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوا، اعدائے اسلام کے عسکر کا عدد دس دس سو کے دس گروہ کم ڈھائی لاکھ رہا۔[۲]

اور عسکر اسلام کا عدد اعداء اسلام کے عدد کا آٹھواں حصہ رہا،[۳] اس لئے عسکر اسلام اک محل اکٹھا ہوا اور حاکم اول کو لکھا کہ عدو کے عسکر کا عدد حد سے سوا ہے، اس نے کمک ارسال

---

[۱] صدیق اکبرؓ نے لشکر اسلام کے چار حصے کئے اک حصے کا سردار عمرو بن العاصؓ کو بنا کر حکم دیا فلسطین کے راستے حملہ آور ہوں، دوسرے حصے کی سرداری یزید بن ابی سفیان کو دے کر حکم دیا کہ تم دمشق کی طرف سے حملہ آور ہو۔ تیسرے حصے کی سرداری حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو دی اور حکم ہوا کہ حمص کی جانب سے حملہ کرو، اور چوتھے حصے کا سردار حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کو بنا کر حکم دیا کہ تم اردن کی جانب سے حملہ کرو۔ (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۱۰۳) [۲] دو لاکھ چالیس ہزار۔ [۳] تیس ہزار۔

کر دیا۔ اس اطلاع کو لے کر حاکم اول کا حکم ہوا کہ حسام اللہ کو ہمارا اک مراسلہ ارسال کر دو کہ
بھیجے حسام اللہ ملک کسریٰ معرکہ آرا رہے۔

مسلم اول کا حسام اللہ کو مراسلہ ملا کہ ملک کسریٰ کی مہم کی سالاری اور آدھا عسکر وائل کے مسلم سردار کے حوالے کر دو اور آدھا ہمراہ لے کر دوڑ کر روم آؤ اور عسکر اسلام کے سالار اعلیٰ ہو کر اعداء سے معرکہ آرا ہو۔ وہ حاکم اول کا مراسلہ حسام اللہ کو ملا۔ حسام اللہ اسی لمحے سالاری وائل کے مسلم سردار کے حوالے کر کے آدھے عسکر کے ہمراہ ملک روم کو راہی ہوئے، راہ کے مراحل کی مہموں کو سر کر کے طے کیے۔

اک محل کسریٰ کا عسکر سد راہ ہوا۔ اس عسکر کے سالار اعلیٰ ہلال[1] کے ولد ام کو ہلاک کر کے حسام اللہ آگے گئے۔ آگے اس اسرہ کے لوگ سد راہ ہوئے کہ اس اسرہ کے لوگوں کا عمر مکرم سے مالی ادائیگی کے واسطے اک اہم معاملہ رہا[2]۔ اس اسرہ کا سردار[3] واصل دار الاسلام ہوا اور کئی لوگوں کو محصور کر کے اہل اسلام معمورۂ رسول لے آئے۔

حسام اللہ آگے گئے اور صحرا کو طے کر کے اک محل[4] ٹھہر گئے۔ ادھر کے لوگ حصار کے کواڑ لگا کر معرکہ آرا ہوئے۔

تا کار صلح کر لی۔ ادھر سے آگے ہوران آئے۔ کڑی معرکہ آرائی ہوئی۔ ادھر سے کامگار ہو کر اس ملک آگئے کہ وہ صد بار رسولوں کی آرامگاہ ہے[5]۔ اس طرح عسکر اسلام کا عدد دس، سے ساٹھ گروہ کم اک لاکھ[6] ہوا اور اعدائے اسلام کا عدد ڈھائی لاکھ[7] رہا۔

ہر دو گروہ اک دوسرے کے آگے ڈٹ کر حملہ آور ہوئے۔ معرکہ گرم ہوا۔ سارے اہل اسلام اس طرح دل کھول کر لڑے کہ اعداء کے دل دھڑک گئے۔

---

۱ حرمہ بن ابی ہلال النمری ۲ جزیہ ۳ جزیل بن عمران ۴ تدمر ۵ ملک شام ۶ چالیس ہزار ۷ دو لاکھ چالیس ہزار کے علاوہ باہان کا اک لشکر ہرقل روم نے بطور کمک بھیجا تھا۔ (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۳۰۲)

کامگاری کے سلسلے کو طول ہوا کہ اللہ کا حاکم اول کے واسطے حکم ہوا:

''اے طاہر روح، ملک روح کے ہاں لوٹ مسرور ہو کر''[1]

وصالِ حاکم اول اور حاکم دوم کے لئے لوگوں سے رائے

مسلم اول کو حاکم اسلام ہوئے سوا دو سال ہوئے، سارا عرصہ امروحی کے دعوے داروں، اسلام سے روگردی والوں اور محروموں کے حصے کی ادائے گی سے روگرداں سے معرکہ آرائی رہی، مآل کار کامگاری ہوئی اور اسلامی کاررواں ہر دم رواں ہوا۔

عروس مطہرہ[2] راوی ہوئی کہ موسم سرما کی اک سحر کو والد مکرم، طاہر سے سر کو دھو کر محموم[3] ہو گئے اور مسلسل آدھا ماہ محموم رہے، اللہ کے گھر کی آمد سے رک گئے، والد مکرم کے حکم سے عمر مکرم عماد اسلام کے لئے اہل اسلام کے امام ہوئے۔ مسلسل محموم رہ کر حاکم اول کو محسوس ہوا کہ ملک عدم سے وداع کا لمحہ آ کر رہے گا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں سے اسلام کے دوسرے حاکم کے واسطے رائے لی اور کہا کہ مرا ارادہ ہے کہ عمر اہل اسلام کا حاکم ہو، اک ہمدم رسول کا کلام ہوا کہ عمر کڑا آدمی ہے۔

حاکم اول کا رد کلام ہوا کہ حاکم ہو کر وہ ملائم ہو گا۔

رسول اللہ کے دہرے داماد اور اسلام کے حاکم سوم سے رائے لی، کہا:

''عمر کی روح اور دل طاہر ہے''۔

علی کرمہ اللہ سے عمر مکرم کے واسطے رائے لی، علی کرمہ اللہ کا حاکم سوم کی طرح کا کلام ہوا۔

ہمدم طلحہ سے رائے لی، وہ اس طرح ہم کلام ہوئے:

''اے حاکم اول! اگر اللہ کا سوال ہوا کہ عوام سے کس طرح کا معاملہ کر کے

---

[1] یہاں آیت کا ترجمہ ہے یاایتہا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ۔

[2] سیدہ عائشہ صدیقہ۔ [3] بخار ہو گیا۔ (سیرالصحابہ ج۱ ص ۵۵)

آئے ہو، اس لیے کس طرح رو کلام کرو گے''؟

حاکم اول کا حکم ہوا کہ ہم کو سہارا دے کر اٹھاؤ! اک آدمی کے سہارے اٹھے اور کہا:

''اللہ سے کہوں گا کہ میرے حکم سے لوگوں کا امام اور حاکم وہ آدمی ہوا ہے کہ وہ سارے لوگوں سے اعلیٰ ہے''۔

اس کلام کو مسموع کر کے ہمدم طلحہ کلام سے رک گئے۔

اسی طرح کئی لوگوں سے الگ الگ رائے لے کر ہر اک کو مسرور کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دوسرے داماد کو حکم ہوا کہ اک عہد لکھو! اس عہد کا اردو ماحاصل اس طرح ہے:

''حاکم اول کا لوگوں سے اس لیے کا عہد ہے کہ عالم مادی کی عمر مکمل ہو رہی ہے اور عالم معاد کی عمر مل رہی ہے، اس لیے گمراہ سے گمراہ آدمی اسلام لے ہی آئے گا اور عمل سوء والا آدمی راہ ہدیٰ کا راہرو ہوگا، مری رائے سے عمر مکرم لوگوں کا حاکم ہوا ہے اس لئے کہ مرا ارادہ ہے کہ لوگوں سے ہمدردی اور عمدہ سلوک ہو، اگر عمر عادل رہا، ہم کو اسی طرح معلوم ہے اور اگر عمل سوء کا عامل ہوا معلوم رہے کہ دلوں کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے، ہمارا ارادہ عمدہ سلوک کا ہے اور ہر آدمی کے آگے اس کے اعمال ہوں گے۔ سوء عمل[1] والے ہر آدمی کو معلوم ہو کر رہے گا کہ وہ کس کروٹ الٹے گا۔ سارا عہد لکھوا کر حاکم اول کا اک مملوک کو حکم ہوا کہ سارے لوگوں کے آگے اس عہد کو کہہ دو! وہاں سے اٹھ کر حاکم اول گھر آئے اور گھر کے عالی حصے[2] سے لوگوں سے اس طرح ہم کلام ہوئے۔ لوگو! معلوم رہے کہ لوگوں کا حاکم وہ آدمی ہوا کہ ہے سارے لوگوں سے

---

[1] بد کردار۔ [2] چھت۔

اعلان ہے میری اولاد اور مسرور کا ہر آدمی میری ولی عہدی سے دور ہے[1] اور اس معاملے کے لیے لوگوں سے رائے لی گئی ہے۔ کہو! مسرور ہو کہ اس طرح کا آدمی حاکم ہو"۔؟

اس کلام کو مسموع کر کے سارے لوگ مسرور ہوئے۔

حاکم اول کا کلام ہوا:

"عمر مکرم کے ہر حکم کے عامل رہو"۔

لوگ اس کلام کے حامی ہوئے[2]۔ اس سے آگے عمر مکرم سے اصولی اور سیاسی[3] کلام ہوا۔ اس کلام کی مدد سے عمر مکرم ہر ہر کام کامگار ہوئے۔

معمورۂ رسول کے اردگرد وہی[4] کا اک حصہ حاکم اول کی عطا سے عروس مطہرہ کی ملک رہا۔ حاکم اول کا عروس مطہرہ سے کلام ہوا:

"ہماری رائے ہے کہ ہماری دوسری اولاد کو اس حصے کا ساجھی کر لو"۔

کہا: "ہاں! کر لوں گی"۔

۱۔ سیرۃ الصحابہ، ج ۱، ص ۵۹ ۲۔ تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۲۰۶ ۳۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: اے عمر! میں نے تم کو اصحاب رسولؐ پر اپنا نائب بنایا ہے اللہ تعالیٰ سے ظاہر و باطن ڈرتے رہنا۔ اے عمر! اللہ تعالیٰ کے بعض حقوق ہیں جو رات سے متعلق ہیں، ان کو وہ دن میں قبول نہیں کرے گا، اسی طرح بعض حقوق دن سے متعلق ہیں، جن کو وہ رات میں قبول نہیں کریگا۔ اللہ تعالیٰ نوافل کو قبول نہیں فرماتا جب تک کہ فرائض ادا نہ کئے جائیں۔ اے عمر! جن کے اعمال صالحہ قیامت میں وزنی ہوں گے، وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے اعمال نیک کم ہوں گے، وہ مصیبت میں ہوں گے۔ اے عمر! فلاح و نجات کی راہیں قرآن مجید پر عمل کرنے اور حق کی پیروی سے میسر ہوتی ہیں۔ اے عمر! کیا تم کو معلوم نہیں کہ ترغیب و ترہیب اور رحمت و عذاب کی آیات قرآن مجید میں ساتھ ساتھ نازل ہوئی ہیں، تاکہ مومن اللہ سے ڈرتا اور اس سے اپنی مغفرت طلب کرتا رہے۔ اے عمر! جب قرآن مجید میں اہل نار کا ذکر آئے تو دعا کرو کہ الٰہی! تو مجھے ان میں شامل نہ کرنا اور جب اہل جنت کا ذکر آئے تو دعا کرو کہ الٰہی تو مجھے ان میں شامل کر۔ اے عمر! تم جب میری ان نصیحتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا پاؤ گے۔ (ایضاً) ۴۔ بحرین۔

(ہم ساروں کا مدد مالک ہے اور ہر آدمی اس کے ہاں لوٹے گا)۔

مرد صحابی[1] کا اکرام حاکم اول کی گھر والی "اسماء" کو حاصل ہوا۔ مروج[2] سے غازی قند واسلام کے امام عمر مکرم ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دوہرے داماد، ہمدم خلیفہ، حاکم اول کے لڑکے[3] اور عمر مکرم کے واسطے سے لحد کے حوالے ہوئے۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ساری عمر کا ہمدم، اسلام کا حاکم اول، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ[4] محو ہو کر دائمی ہمراہی کے لیے دارالسلام کو سدھارا۔[5]

---

۱ قسمیں۔ ۲ نماز جنازہ۔ ۳ عبدالرحمان بن ابی بکرؓ ۴ مدینہ میں مدفون۔ ۵ (مسیر الحق، ج ۱، ص ۷۵)

اللہ کے اسم سے کہ وہ عمومی رحم و کرم والا ہے

مطالعہ

سسرِ رسول، داماد علی، اسلام کے حاکم دوم، عمر مکرم (اللہ اس سے مسرور رہو)

اسم مسعود

سسرِ رسول، حاکم دوم کا اسم مکرم عمر ہے۔[۱]

مولودی سلسلہ

حاکم دوم کا مولودی سلسلہ ہادی اکرم کے مولودی سلسلے کے عدد آٹھ سے ملا ہوا ہے۔[۲]

حاکم دوم کے گھر والے

حاکم دوم کے گھر والے دورِ لاعلمی سے ہی اعلیٰ کردار کے حامل رہے، سارے اہل مکہ کے اہم معاملوں کے لئے حاکم دوم کے دادا، عدی سے رائے لے کر آمادۂ عمل رہے، اسی طرح اہم ملکی معاملوں (اطلاع رسائی) کے واسطے وہی آگے آگے رہے۔[۳]

عالم مادی کو آمد

عمر مکرم کی اس عالم مادی کو آمد وداعِ مکہ سے ساٹھ کم سو سال ادھر ہوئی۔

رسول اللہؐ کا عطا کردہ اسم

عمر مکرم اسلام لائے، ہمراہ لوگ عمر مکرم کی الم رسائی کے واسطے سائل ہوئے، عمر مکرم

---

[۱] آپ کی کنیت ابو حفص، لقب فاروق، والد کا نام خطاب، والدہ کا نام حنتمہ ہے۔ (سیر الصحابہ، ج: ۲، ص: ۹۶) [۲] آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی، کعب کے دو بیٹے تھے، عدی دوسرے مرہ، مرہ آنحضرت کے اجداد میں سے ہیں یعنی آٹھویں پشت میں حضرت عمرؓ کا سلسلہ نسب آنحضرتؐ کے سلسلہ نسب میں مل کر ایک ہو جاتا ہے۔ (تاریخ اسلام، ج: ۱، ص: ۳۱۰) [۳] آپ کے جداعلیٰ عدی عرب کے باہمی منازعات میں ثالث مقرر ہوا کرتے تھے اور قریش کو کسی قبیلے کے ساتھ ملکی معاملہ پیش آجاتا تو سفیر بن کے جایا کرتے تھے یہ دونوں منصب عدی کے خاندان میں نسلاً بعد نسلاً چلے آرہے تھے۔ (سیر الصحابہ، ج: ۱، ص: ۹۶)

کے ماموں عاص ولد وائل کہ اس لمحہ اسلام سے محروم رہے، آڑے آ گئے اور کہا: "لوگو! عمر کا حامی ہوں، عمر سے دور رہو"۔ مگر اسلام لا کر عمر مکرم کو کہاں گوارا کہ اک گمراہ اس کا حامی ہو؟ اس لئے ماموں کی مدد کو ٹھکرا کر گمراہوں کے آگے ڈٹے رہے۔

تمام کار اہل اسلام کے ہمراہ دار اللہ گئے اور عماد اسلام ادا کی اور وہ اول لمحہ ہوا کہ اسلام و گمراہی کے آگے علم ملا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے عمر مکرم کو اک اہم اسم عطا ہوا، اس اسم کی مراد ہے کہ عمر سے اسلام اور گمراہی الگ الگ ہو گئے۔[1]

دور لا علمی کے احوال

عمر مکرم، والد کے حکم سے سواری کے گلہ کے راعی رہے اور اس کے آگے مولوی سلسلے کے عالم اور ماہر کلام ہوئے گھڑ سواری اور لڑائی کے اطوار کے ماہر ہوئے۔ اور علم تحریر[2] کے اس لمحے عالم ہو گئے کہ کم لوگ اس علم کے عالم ہوئے۔

مالی آسودگی[3] کی راہ

مکہ کے عام لوگوں کی طرح عمر مکرم مالی آسودگی کے لئے سوداگری کی راہ لگ کر کئی امصار و ممالک کو راہی ہوئے، اس سے عمر مکرم کو کمال، حوصلگی، کاموں کی عمدگی، اور معاملے کے اطوار حاصل ہوئے، اسی لئے اہل امرہ کی رائے سے امصار ممالک کے لوگوں سے[4] ہمکلامی کے واسطے مامور رہے اور کئی طرح کے معاملے عمدگی سے حل کئے۔

رسول اللہ کی آمد اور عمر مکرم

عمر مکرم کی عمر اٹھارہ اور دس سے اک سال کم کی ہوئی کہ مہر[5] امر الہی طلوع ہوا اور وادی

---

[1] حضرت عمر فاروقؓ اسلام لائے اور مکہ میں اپنے مشرک ماموں عاص بن وائل کی پناہ میں آنے سے انکار کر دیا اور مسلمانوں کے ساتھ ملے۔ بیت اللہ میں نماز ادا کی اس کے صلے میں دربار نبوت سے فاروق کا لقب ملا جس کے معنی ہیں حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ (مختار مرامہ انسائکلوپیڈیا ص ۱۳۸) [2] لکھنا پڑھنا [3] معیشت [4] سفارت [5] آفتاب رسالت۔

سرداروں سے کسی ایک کو اسلام کا حامی کردے اور اس سے اسلام کی مدد کر۔[1] (رواہ احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوا کہ عمرو اسلام سے محروم رہے گا۔ اس لئے ہمدم مکرم عمر کے لئے دعا کی کہ اے اللہ! عمر سے اسلام کی مدد کر۔[2]

ادھر صوری طور سے ہمدم رسول عمر کی اسلام سے آمادگی کا حال ہمدم گرامی عمر ہی سے اس طرح مروی ہے:

''عمرو کا اہل مکہ سے وعدہ ہوا کہ اگر کوئی محمدؐ کو مار ڈالے اس کو سو سواری عطا کروں گا۔'' عمر اس سے ملے اور اس وعدے کا حال اس سے معلوم کر کے گھر سے مسلح ہو کر اس ارادے سے گھر روانہ ہوئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مار کر انعام حاصل کرے۔ راہ کے ایک محل آئے کہ وہاں ایک گائے کھڑی ہے اور لوگوں کا ارادہ ہے کہ اس کو کاٹ کر مسرور ہوں۔ عمر وہاں آ کر کھڑے ہوئے معاً اس گائے سے صدا آئی:

لوگو! ایک امر کامیاب ہے، عالی کلام والا ایک مرد ہے اور صدا دے رہا ہے کہ گواہ رہو کہ اللہ واحد ہے اور محمدؐ اس کا رسول ہے۔[3]

عمر گرامی کو محسوس ہوا کہ وہ صدا عمر ہی کو دی گئی ہے اور اس صدا کا روئے کلام اسی کے لئے ہے، مگر عمر اسی ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے لئے رواں رہے۔ ایک آدمیؓ ملا اور کہا: اے عمر! کہاں کا ارادہ

---

[1] سیرت مصطفیٰ ج ۱ ص ۱۹۵۔ [2] سنن ابن ماجہ کے حوالے سے سیرت مصطفیٰ میں اس کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں اللهم ايد الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة (اے اللہ خاص عمر بن خطاب سے اسلام کو قوت دے) (ص ۱۹۵)

[3] اس گائے سے یہ آواز آئی یا آل ذریح امر نجیح رجل یصیح بلسان فصیح یدعو الی شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله (اے آل ذریح ایک کامیاب امر ہے ایک مرد ہے جو فصیح زبان کے ساتھ صدا دے رہا ہے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کے لئے بلا رہا ہے (سیرت مصطفیٰ بحوالہ فتح الباری ص ۱۹۶)

[4] نعیم بن عبداللہ کو مرہ ملے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہمدم، عمر مکرم کو لے کر سوئے دارِ کوہ چلے اور وہاں درِ کھٹکھٹا کے کھڑے ہوئے۔ اس لمحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہمدم اور دوسرے لوگوں کے ہمراہ تھے۔ عَلَم ہمدم کو معلوم ہوا کہ عمر در کے ادھر کھڑا ہے۔ کہا:

''اگر عمر اصلاح کے ارادے سے آ رہا ہے، ہم سے عمدہ سلوک حاصل کرے گا، اور اگر اس کا کوئی اور ارادہ ہے، اس کی حسام سے اس کو ہلاک کروں گا''۔

عمر مکرم راوی ہوئے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گھر کا در کھلا، دو ہمدم اس کے لئے آگے آئے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوا کہ اس سے الگ رہو اور کہا۔ اے عمر! اسلام لے آؤ اور دعا کی کہ ''اللّٰھم اھدہ''[۱] اے اللہ! اس کو راہِ ہدیٰ عطا کر''!

عمر مکرم آگے آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اسی ارادے سے اس گھر کو راہی ہوا ہوں اور کلمہ اسلام کہہ کر رسول اکرمؐ کے حامی ہوئے۔ ہادی اکرمؐ کمال مسرور ہوئے اور ''اللہ احد'' کی صدا لگائی۔

عمر مکرم کے اسلام سے اہلِ اسلام کو کمال حوصلہ ہوا۔ عمر مکرم اٹھے اور کہا:

''اے اللہ کے رسول! سارے اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر سوئے حرم آؤ کہ اللہ کا گھر صدائے لا الٰہ الا اللہ سے معمور ہو''۔[۲]

عمر مکرم اہلِ اسلام کو لے کر حرم آئے اور مکے کے گمراہوں سے کہا: اے لوگو! گواہ رہو کہ عمر کو راہِ ہدیٰ مل گئی اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا حامی ہوا ہے۔ اہلِ اسلام کھلم کھلا حرم

---

۱ اسلام عربی میں تو وہ کہتے ہیں (الحمد) ۲ سیرت ابن ہشام کے حوالے سے سیرت مصطفیٰ میں بھی الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ ۳ اس وقت تک مسلمان دارِ ارقم میں ہی چھپ کر عبادت کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے اسلام کے بعد وہ علی الاعلان حرم شریف آ کر عبادت کرنے لگے۔

آکر محو حمد الٰہی ہوں گے اگر کسی کو حوصلہ ہو آگے آئے۔

الحاصل اس طرح عمر مکرم کے واسطے سے اہل اسلام کے لئے حرم الٰہی کا در کھلا اور وہ کھلم کھلا وہاں آکر اللہ کے آگے سر جھکا کر اور دار اللہ کا دور[1] کر کے مسرور ہوئے۔

علماء سے مروی ہے کہ عمر مکرم اسلام لائے، عمر مکرم کا ارادہ ہوا کہ اول کسی اس طرح کے آدمی کو اطلاع دوں کہ وہ سارے اہل مکہ کو اس امر سے مطلع کر دے، اس لئے ولد معمر کے گھر گئے اور اس سے اسلام کا حال کہا، وہ اسی دم سوئے حرم دوڑے اور لوگوں کو عمر مکرم کے اسلام کی اطلاع دی۔[2]

عمر مکرم اس کے ہمراہ حرم آئے، لوگ اس کے عدو ہو کر حملہ آور ہوئے اور عمر مکرم کو مارا۔ عاص[3] ولد وائل سہمی عمر مکرم کے ماموں کہ اس لمحے راہ ہدیٰ سے محروم رہے۔ وہاں آئے لوگوں سے حال معلوم ہوا کہا: لوگو! اس سے الگ رہو! عاص اس کا حامی ہے۔ اس طرح وہ عمر مکرم کو گھر لے آئے، مگر عمر مکرم کو کہاں گوارا کہ اک گمراہ اس کا حامی ہو، ماموں کی مدد کو ٹھکرا کر گمراہوں کے آگے ڈٹ گئے۔

مال کار اہل اسلام کے ہمراہ دار اللہ گئے اور نماز اسلام ادا کی۔ وہ اول لمحہ ہوا کہ اسلام کو گمراہی سے علو حاصل ہوا، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر مکرم کو اک اہم اسم عطا ہوا، اس اسم کی مراد ہے کہ عمر سے اسلام اور گمراہی الگ الگ ہوگئے۔

عمر مکرم کے اسلام سے اہل مکہ کو کمال دکھ ہوا اور وہ آگے سے سوا اہل اسلام کے عدو ہوئے، ادھر اہل اسلام کو عمر مکرم کی ہمدمی سے کمال حوصلہ ہوا اور وہ کھل کر عمل اسلام کے لئے ساعی ہوئے۔

---

۱ طواف۔ ۲ یہ روایت ابن سعد کی ہے (جزء ۳، ق اول، ص: ۱۹۳، سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۰۹) ۳ عاص بن وائل سہمی نے حضرت عمر فاروقؓ کو پناہ دی۔ (سیرت مصطفیٰ، ص ۱۹۸)

وداعِ مکہ

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور رسول اکرمؐ کے ہمدموں کی مسلسل سعائی سے
اردگرد کے لوگوں کو راہِ ھدیٰ ملی اور کلمۂ اسلام کے حامی اک اک کر کے سوا ہوئے۔
مکہ کے گمراہوں کے دل حسد اور ہوس کی آگ سے دہک اٹھے، وہ کھلم کھلا اہل اسلام کے
عدو ہو کر دکھ دہی اور الم رسائی کے واسطے ساعی ہوئے۔ سارے اہل اسلام، اللہ اور اس کے
رسول کے دلدادہ رہے اور ہر مسلم کا دل اسلامی ورد سے معمور رہا۔ اس نے سارے
دکھوں کو سہہ لیا۔[1]

امرِ وحی کو اک کم آٹھ سال ہوئے کہ عمرِ مکرم اسلام لائے[2] اور امرِ وحی کے دس اور سات سال کو وداعِ مکہ کا حکم ہوا۔
اس طرح عمرِ مکرم دو کم آٹھ سال مکہ والوں کی الم رسائی کو سہہ کر اللہ کے آگے کامگار ہوئے۔

اہل اسلام کو وداعِ مکہ کا حکم ہوا عمرِ مکرم کا ارادہ ہوا کہ وہ اہل اسلام کے ہمراہ معمورۂ
رسول کو راہی ہوں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے اور وداعِ مکہ کی
رائے لے کے اٹھے اور مسلح ہو کر گمراہوں کے آگے سے ہو کر دار اللہ آئے، دار اللہ کے دور کی
ادائیگی کی اور صلوٰۃِ اسلام ادا کر کے گمراہوں کے سرداروں سے اس طرح ہم کلام ہوئے:

> ”او کالے موں والو! اگر کسی کا ارادہ ہو کہ اس کی ماں اس کے رو رو کے
> اور اس کی گھر والی اس کو کھوئے اور اس کی اولاد اس کے سائے سے محروم
> ہو، وہ آگے آئے اور عمر کو وداعِ مکہ سے روکے۔“

سارے گمراہ اس حوصلے سے محروم رہے کہ وہ عمرِ مکرم کو روک کر مسرور ہوں۔
عمرِ مکرم ادھر سے راہی ہو کر عوالی[3] آئے (کمار وادِ مسلم) اور اک مددگار[4] کے گھر آ کر

---

[1] ارسال پاکستان اسلام میں غیر معمولی جوش ثبات اور وارفتگی کا ماحول ہو تو ایمان و ثبات قدم رہنا غیر ممکن تھا (سیر الصحابہ ج ا ص ۱۰۶) [2] حضرت عمر فاروقؓ ۶ نبوی میں اسلام لائے اور ۱۳ نبوی میں ہجرت ہوئی (ایضاً)
[3] قبا کا دوسرا نام عوالی ہے۔ [4] رفاعہ بن عبدالمنذر۔

ٹھہرے عمر مکرم کے آگے کئی ہمدم وداع مکہ کر کے معمورۂ رسولؐ اور سارے لوگوں کو رواں کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور ہمدم مکرم، حاکمِ اسلام وداع مکہ کر کے معمورۂ رسول آئے۔

معاہدۂ ہمدردی

رسول اللہؐ کے ہمدموں کے سارے اموال واملاک مکہ مکرمہ ہی رہ گئے، اس لئے مالی طور سے سارے ہمدموں کا حال گراں ہوا، اس لئے رسول اللہؐ کی رائے ہوئی کہ ہر مددگار اک ہمدم کو گھر لے آئے اور اس سے والد کے لڑکے کی طرح کا عمدہ سلوک کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے مددگار، رسول اکرمؐ کے حکم سلوک سے کمال مسرور ہوئے اور ہمدموں کے لئے دلوں کے در وا کئے، ہر مددگار کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے اک الم گسار ملا، وہ اس کا ہر طرح سے ہمدرد اور رونداد ہوا[1]

عمر مکرم کا معاہدہ عمدہ سلوک اسرۂ اولاد سالم کے سردار و لدِ مالک[2] سے ہوا۔

صدائے عماد اسلام کے لئے عمر مکرم کی رائے

معمورۂ رسولؐ کا اسلام مکہ کی طرح دکھوں اور آلام سے دور رہا، اہلِ اسلام کھلم کھلا احکام اسلام کی راہ کے راہرو ہوئے اک اک کر کے اللہ والوں کا گروہ سوا ہوا اور لوگ معمورۂ رسول آ آ کر دور دور کے محلوں کو معمور کرے رہے، اس لئے مسئلہ کھڑا ہوا کہ کس طرح اہلِ اسلام کو عماد اسلام کی اطلاع ہو؟

رسول اللہؐ کا حکم ہوا کہ لوگو اہم کو رائے دو کہ کس طرح سارے اہلِ اسلام کو عماد اسلام کی اطلاع ملے؟ کسی کی رائے ہوئی کہ آگ سلگا کر اطلاع کرو۔ کسی کی رائے ہوئی کہ ڈھول کوٹ کر۔

عمر مکرم کی رائے ہوئی کہ اک آدمی کھڑا ہو کر عماد اسلام کے واسطے صدا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اس رائے سے مسرور ہوئے، اک ہمدم[3] کو حکم ہوا کہ کھڑے ہو کر صدائے

---

[1] عقد مواخات [2] ہادی عالم ص ۱۵۹ [3] حضرت عتبہ بن مالک۔ (سیر الصحابہ ج ا ص ۱۰۷) [4] حضرت بلال حبشیؓ

علماء اسلام کہتے:

اس طرح اسلام کا ایک اہم کام عمر مکرم کی رائے سے طے ہوا کہ اس کی صدائے سارا عالم سدا کے لئے دیکھے گا۔[۱]

معرکے اور دوسرے احوال

معمورۂ رسول آکر اہل اسلام سے اعدائے اسلام سے کئی معرکے ہوئے عمر مکرم ہر ہر معرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اسلام کے ہمراہ رہے۔

معرکۂ اول اور عمر مکرم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سارے ہمدم و مددگار اکٹھے ہوئے، معرکۂ اول کے واسطے رائے لی گئی۔

اول ہمدم مکرم کا عہد واور حوصلہ ور کلام ہوا، ہمدم مکرم کے کلام کی حوصلہ وری کو مسموع کر کے عمر مکرم مخاطب ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کے لئے آمادگی کا عہد کر کے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔[۲] عمر مکرم اس معرکے کے کمال حوصلہ وری سے لڑے۔

لڑائی کا اک اہم مرحلہ

لڑائی کے اک مرحلے عمر مکرم کا ماموں عاص[۳] عمر مکرم سے معرکہ آرا ہوا اور عمر مکرم کی دھاردار حسام سے ہلاک ہو کر واصل دارالآلام ہوا۔ اس طرح عمر مکرم اسوہ کے گمراہ لوگوں کی ہمدردی سے دور رہے اور اہل عالم کو معلوم ہوا کہ اہل اسلام کو اللہ اور اس کے رسول کا حکم سارے لوگوں سے سوا اکرم ہے۔

آمال کار لشکر اسلام کامگار رہا اور معرکۂ اول کے محصوروں اور مال کامگاری لے کر معمورۂ رسول لوٹا۔

---

[۱] سیر صحابہ ج اص ۱۰۰ [۲] عزوہ بدر [۳] یادرہے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ۔

محصوروں کے لئے عمرِ مکرم کی رائے

محصوروں کے واسطے رائے لی گئی، رسول اکرمؐ کی رائے ہوئی کہ محصوروں سے عمدہ سلوک کرو! عمرِ مکرم کھڑے ہوئے اور رائے دی:

"اے رسول اللہ! سارے محصوروں کو مار ڈالو"

عمرِ مکرم ساری عمر، اللہ اور اس کے رسول کے اعداء کے لئے وہ دو دھار حسام[1] ہو کر رہے، مگر رسول اکرمؐ کا دہرا کر کلام ہوا:

"لوگو! اللہ کے حکم سے محصوروں کے امور کے مالک ہوئے ہو، اس لئے سلوک سے کام لو!"[2]

عمرِ مکرم دہرا کر کھڑے ہوئے اور وہی رائے دی۔ ہمدمِ مکرم کھڑے ہوئے اور کہا کہ:

"اے رسول اللہ! ہماری رائے ہے کہ محصوروں سے مالِ رہائی لے کر سارے لوگوں کو رہا کر دو! اللہ سے آس ہے کہ وہ اسلام لا کر گمراہوں کے آگے ہمارے مددگار رہوں گے۔"[3]

رسول اکرمؐ ہمدمِ مکرم کی رائے سے مسرور ہوئے اور حکم ہوا کہ محصوروں سے مالِ رہائی لے کر سارے لوگوں کو رہا کر دو۔[4]

---

[1] تلوار۔ [2] آنحضرتؐ نے شروع میں فرمایا تھا کہ اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے اور کل یہ تمہارے بھائی تھے لہٰذا ان سے حسن سلوک کرو۔ [3] حضرت ابوبکر صدیقؓ کی یہ رائے اس لئے تھی کہ شاید یہ لوگ کسی وقت اسلام لے آئیں۔ (ہادیٔ عالم ص ۹۵) [4] قرآن کریم کی آیت کریمہ ہے ماکان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ واللہ عزیز حکیم (سورہ انفال آیت ۶۷) غیر منقوط اردو میں اس کا صرف مفہوم دیا گیا ہے آیت کریمہ کا اصل ترجمہ یہ ہے کسی نبی کیلئے لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی آئیں یہاں تک کہ ان کو قتل کر کے زمین میں ان کا خون بہائے تم دنیا کا مال و متاع چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی مصلحت چاہتا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو اس چیز کے بارے میں جو تم نے لی ہے تم پر بڑا عذاب پہنچتا۔ (ترجمہ از سیرت مصطفیٰ ص ۷۶ ماخوذ از ہادیٔ عالم ص ۱۹۲ ـ ۱۹۷)

اس رائے کا اصل مدعی وہ احساس رہا کہ اثر محصور رہا ہو گئے آس ہے کہ وہ اسلام ایا کرا اہل اسلام کے حامی ہوں گے اس طرح اسلام کے کام کو سہارا دے گا۔

اللہ مالک الملک کا دھمکی والا کلام

ثمرہ اس عمل سے کلام الٰہی وارد ہوا اور اس سے اللہ کا مدعی دوسرا ہی معلوم ہوا۔ کلام الٰہی کا ماحاصل اس طرح ہے۔

"کسی رسول کے لئے وہ امر گوارا کہاں کہ لوگ اس کے لئے محصور ہوں (گوارا ہے کہ) سارے محصوروں کو مار ڈالے مگر لوگ اس عالم مادی کے مال و املاک کے لئے آمادہ ہو گئے اور اللہ اس عالم سرمدی کا ارادہ کر رہا ہے اور اللہ حاوی اور حکم والا ہے۔ اس مال سے کہ وصول ہوا اللہ کے دکھ اور الم کے حصہ دار ہوتے مگر اللہ کا لکھا ہوا امر آڑے آ کر رہا۔"[1]

دراصل اس دھمکی والے کلام کے رو سے کلام کے مورد وہ لوگ ہوتے کہ اس عالم مادی کے مصالح کے لئے مال رہائی کی وصولی کے لئے عامل ہوئے۔ عمال کی رائے ہے۔ معدود لوگ اس طرح کے رہے ہوں گے کہ حصول مال کا ارادہ کر کے اس رائے کے عامل ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمر مکرم کی رائے مدعا الٰہی سے ملی ہوئی رہی۔[2]

معمورۂ رسول کے اسرائلی گروہ سے معرکہ

معرکہ اول کے آگے معمورۂ رسول کے اک اسرائلی گروہ[3] سے معرکہ ہوا اور دوسرے کئی معرکے ہوئے۔ عمر مکرم ہر ہر معرکے کے سرگرم عمل رہے۔[4]

---

[1] (مادی عالم) [2] (ایضاً) [3] بنو قینقاع [4] جیسے غزوہ سویق وغیرہ۔ (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۱۰۹)

معرکۂ احد اور عمر مکرم

ودا ع مکہ کے سال سوم ماہ صوم سے اگلے ماہ[1] معرکۂ احد ہوا[2]

اعدائے اسلام اور اہل اسلام اک دوسرے کے آگے آکر لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے، ادھر اعدائے اسلام کا دس دس سو کے سہ گروہ[3] کا اک کمال مسلح عسکر طرار اور ادھر اہل اسلام کا سو[4] کم آٹھ سو کا محدود و معدود، کم عدد و کم مسلح عسکر[5]

ہر دو گروہ اک دوسرے کے آگے ڈٹ کر حملہ آور ہوئے، معرکہ گرم ہوا، سارے ہی اہل اسلام اللہ اور اس کے رسول کے لئے دل کھول کر لڑے، مگر علی کرم اللہ، عم اسد اللہ[6]، اور عمر مکرم اس طرح دلاوری اور حوصلہ وری سے لڑے کہ عسکر اعداء کے دل دھڑک اٹھے اور اہل اسلام نے کامگاری کا در کھلا، اس گھاٹی والوں کی حکم عدولی سے اہل اسلام کی وہ کامگاری ادھوری رہ گئی۔

ادھر اہل اسلام کا مسلح رسالہ گھاٹی سے ہٹ کر الگ ہوا، ادھر مکہ کا اک سردار[7] کہ لڑائی اور اس کے اطوار کا ماہر رہا، سو لوگوں کو ہمراہ لے کر گھوم کر اس گھاٹی کے آگے آکر حملہ آور ہوا۔

گمراہوں کے عسکر کو اس حال کی اطلاع ملی وہ حوصلہ کر کے اکٹھے ہوئے اور گمراہوں کے دوسرے علمدار عکرمہ کے ہمراہ ہو کر اہل اسلام کے عسکر کے لئے حملہ آور ہوئے۔

اہل اسلام کو اک دھکا سا لگا، وہ ہر دو راہ سے اعداء اسلام سے گھر گئے اور سارا عسکر اسلامی کئی حصے ہو کر ادھر ادھر ہوا۔

گمراہوں کے حملے سے رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ڈاڑھ ٹوٹ کر گری اور لوہے کی کلاہ کے دو کڑے روئے مسعود کو گھس گئے، رسول اکرمؐ اس حملے سے لڑکھڑا کر اک

---

[1] سات شوال ہفتہ کے دن لڑائی شروع ہوئی۔ [2] (سیر الصحابہ ج ص ۱۰۹) [3] قریش کی تعداد تین ہزار تھی دو سو سوار اور سات سو زرہ پوش۔ [4] غازیان اسلام کی کل تعداد صرف سات سو تھی، جس میں سو زرہ پوش اور دو سو سوار تھے۔ [5] (حوالہ بالا) [6] حضرت امیر حمزہؓ۔ [7] خالد بن ولید جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔

گر پڑے گر گئے۔[1]

لڑائی کی گھما گھمی کم ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم اہل اسلام کے اک گروہ کے ہمراہ کوہ احد گئے، اعدائے اسلام اک گمراہ سردار[2] کے ہمراہ حملہ کے ارادے سے آگے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ گمراہوں کو روکو!

اسی لئے عمر مکرم اہل اسلام کے اک گروہ کو لے کر آگے آئے اور اعدائے اسلام سے معرکہ آراء ہو کر اعداء کو رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم سے دور رکھا۔[3]

آل کار اللہ والوں کا گروہ مار دھاڑ کر کے اکٹھا ہوا اور رسول اکرمؐ کے گرد آ کر اعداء سے معرکہ آراء ہوا۔

گمراہوں کو احساس ہوا کہ عسکر اسلامی اکٹھا ہو کر معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہے اور اللہ والوں کا ہر آدمی معرکہ آرائی کے ولولے سے معمور ہے، وہ حوصلہ ہار گئے اور معرکہ گاہ سے سمٹ کر الگ ہو گئے۔

رسول اکرمؐ کے دلدادہ ہمدم و مددگار اللہ کے رسول کو لے کر احد کی اک کھوہ آ گئے کہ وہاں اللہ کا رسول آرام کرے۔

گمراہوں کا سردار ادھر آ کر کھڑا ہوا اور صدا لگائی:

"محمدؐ سالم ہے"؟

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ رد کلام سے رکے رہو!

اسی طرح دہرا کر صدا لگائی، مگر رسول اکرمؐ کے سہارے ہمدم و مددگار کلام سے رکے رہے۔

---

[1] (ہادی عالم ص ۲۲۵) [2] آپؐ نے خالد بن ولید کو ایک دستے کے ہمراہ ادھر بڑھتے دیکھ کر فرمایا کہ خدایا یہ لوگ یہاں تک نہ آنے پائیں۔ [3] حضرت عمرؓ نے چند مہاجرین و انصار کے ساتھ آگے بڑھ کر حملہ کیا اور ان لوگوں کو ہٹا دیا۔ (سیر الصحابہ ج:۱ ص ۱۰۹) [4] ابوسفیان نے آواز لگائی افی القوم محمد (کیا تم لوگوں میں محمد زندہ ہیں؟) آپؐ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے (ہادی عالم ص ۲۲۶)

وہ سردار آگے ہوا اور صدا لگائی:

''محمد مکرم سالم ہے؟''

اس کلمے کو وہ بار بار اسی طرح صدا لگاتا مگر ردِ کلام سے محروم رہا۔

صدا لگائی:

''عمر سالم ہے؟''

مگر حکم رسول سے سارے ہمدم ردِ کلام سے رکے رہے۔

وہ سردار کامل مسرور ہوا اور کہا سارے ہلاک ہو گئے[1]! عمر مکرم کو اس کی سہار کہاں کہ وہ اللہ کے رسول کے لئے اس طرح کا کلام مسموع کر کے ردِ کلام سے رکے رہے؟ صدا لگائی:

''واللہ! محمد سالم ہے کہ اس کے واسطے سے اللہ گمراہوں کے سردار کو دکھ والم دے گا۔''

گمراہوں کا سردار آگے ہوا اور ہبل کے الہ کا اسم لے کر صدا لگائی:

''اوہبل کے الہ عالی ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر مکرم سے کلام ہوا کہ اس سے کہو

''اللہ اعلیٰ و عالی ہے''

سردار کی صدا آئی:

۱؎ ابوسفیان کو جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے کہا اما ھؤلاء فقد قتلوا (یہ سب تو مارے گئے / ہلاک و قتل ہو گئے) حضرت عمرؓ اس کی تاب نہ لا سکے فرمایا: کذبت واللہ یا عدو اللہ ابقی اللہ علیک ما یخزیک (اللہ کے دشمن خدا کی قسم تو نے جھوٹ بولا تیرے رنج و غم کا سامان اللہ نے باقی رکھا ہے) (حوالہ بالا) جب ابوسفیان حضرت عمر فاروقؓ کا جواب سن کر متعجب ہوا اور فخریہ کہنے لگا اعل ھبل اعل ھبل۔ ہبل بلند و بالا ہے۔ ہبل بت کا نام تھا (تاریخ اسلام ص ۲۵ جلد ۱ سیر الصحابہ ج ۱ ص ۱۱۰) تو رسول اللہ کے حکم سے حضرت عمر فاروقؓ نے کہا اللہ اعلی واجل (خدا بلند و برتر ہے)

''اگر لات و عزیٰ کا الٰہ ہمارا حق ہے گروہِ اسلام اس سے عاری ہے''[1]

عمر مکرم کا رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کلِّ رسلہ وسلم کے حکم سے رد کلام ہوا۔

''اللہ[2] ہمارا ولی ہے گمراہوں کا ولی کہاں؟''

ابا صخر سردار سے اسی طرح کا مکالمہ ہوا اور قتال کا سر دہرا گئے ہوا اور کہا اگلے سال معرکۂ اول کے گاؤں دوسری لڑائی کا وعدہ ہے۔

عمر مکرم کو رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کلِّ رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اس سے کہہ دو کہ وعدہ رہا ہم اگلے سال معرکۂ اول کے گاؤں آ کر معرکہ آرا ہوں گے۔

عمر مکرم کے لیے ایک اہم اکرام

وداعِ مکہ کے سالِ سوم، عمر مکرم کی لڑکی[3] سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیٰ کلِّ رسلہ وسلم کی عروس کا معاملہ ہوا اور وہ مسلموں کی ماں اور رسولِ اکرم کی عروس ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کلِّ رسلہ وسلم کے گھر آئی، اس طرح عمر مکرم کو ایک اور اکرام ملا کہ وہ رسولِ اکرمؐ کے سسر ہوئے۔

دوسرے اسرائلی گروہ سے معرکہ

ایک دوسرے اسرائلی گروہ سے سوئے عہدی ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کلِّ رسلہ وسلم

---

[1] اس کے جواب میں ابوسفیان بولا: لنا العزی ولا عزی لکم۔ (عزیٰ بت ہمارا ہے تمہارا نہیں) [2] عمر فاروقؓ نے آنحضرتؐ کے ارشاد کے موافق جواب دیا: اللہ مولٰنا ولا مولیٰ لکم (اللہ ہمارا ولی ہے تمہارا نہیں)۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ لڑائی جنگ بدر کے برابر ہوگئی یعنی ہم نے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے آپؐ کے ارشاد کے موافق جواب دیا کہ نہیں برابر نہیں ہوئی کیونکہ ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین دوزخ میں۔ اس کے بعد ابوسفیان خاموش ہوگیا پھر اس نے بلند آواز سے کہا اب ہمارا تمہارا مقابلہ آئندہ سال بدر میں ہوگا۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ کہہ دو: نعم هو بيننا وبينكم موعد (اچھا ہم کو یہ وعدہ منظور ہے) (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۱۱۵-۱۱۳) [3] ام المومنین حضرت حفصہؓ کا نکاح ۳ھ کے ماہ شعبان میں آنحضرتؐ سے ہوا۔ حضرت حفصہؓ کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ کا انتقال غزوۂ احد سے قبل ہوا تھا اور ان کی موت کا سبب وہ زخم تھے جو انہیں غزوۂ بدر میں آئے تھے (عہد نبوت کے ماہ و سال ص ۱۲۰) اور (ہادی عالم ص ۲۳۲) یہ غزوہ تھے۔

کے حکم سے اس گروہ کے سارے لوگ منورہ رسول سے دور کیے گئے عمر مکرم ہر ہر گام رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

معرکہ موعد[1] اور عمر مکرم کا کردار

معرکہ احد کو اک سال مکمل ہوا، مکے والوں کا سردار آمادہ ہوا کہ لڑائی کے اس وعدے کا معاملہ کسی طرح لڑائی سے الگ رہ کر ہی طے ہو، اس لیے وہ اک دوسرے گروہ کے سردار ولد مسعود[2] سے ملا اور کہا کہ اک کام کرو معمورہ رسولؐ کے لیے راہی ہو اور وہاں رہ کر ہمارے اسلحہ اور ہمارے عدد کا حال ہر آدمی سے اس طرح کہو کہ سارے لوگوں کے دلوں کو ہمارا ڈر طاری ہو اور وہ ڈر کر معرکہ آرائی کے ارادے سے الگ ہوں، سردار مکہ کا وعدہ ہوا کہ وہ اس کے صلے اس کو اموال دے کر مسرور کرے گا۔

وہ سردار اس کام کے لیے معمورہ رسول کے لیے راہی ہوا اور وہاں آ کر لوگوں سے طرح طرح کے احوال کہہ کر ڈرا دے دی کہ اس سال مکے والوں سے معرکہ آرائی کے ارادے سے دور رہو!

اس سے لوگوں کو معمولی ڈر وہراس ہوا مگر معاملہ اللہ کی امداد کے احساس سے دل معمور ہوا اور کہا:

> "اللہ ہمارے امور کا مالک ہے اور وہی سارے مددگاروں سے سوا ہمارا مددگار ہے۔"[3]

---

[1] غزوہ احد سے واپسی پر ابو سفیان یہ کہہ کر گیا تھا کہ اگلے سال مقام بدر میں جنگ ہوگی اور مسلمانوں نے منظور کر لیا تھا، اس لئے غزوہ کا نام غزوہ بدر موعد، غزوہ بدر ثانی، غزوہ بدر صغریٰ اور غزوہ بدر اخریٰ مشہور ہے۔ (تاریخ اسلام ص: ۱۴۷ ج: ۱) [2] نعیم بن مسعود اشجعی۔ (ہادی عالم ص: ۲۵۴) [3] نعیم بن مسعود اشجعی مدینہ منورہ آ کر رہا اور وہاں رہ کر لوگوں میں مکہ والوں کی طاقت وشوکت کا خوب چرچا کیا مگر مسلمانوں کے دل اور پکے ہو گئے اور اللہ پر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور وہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہہ کر اس غزوے کیلئے تیار ہو گئے قرآن کریم کی اس بارے آیات نازل ہوئیں جن میں صحابہ کرامؓ کی مدح اور جھوٹی خبریں پھیلانے والوں کیلئے وعید آئی ہے۔ (ہادی عالم ص: ۲۵۵ بحوالہ سیرت مصطفیٰ ج: ۱ ص: ۲۲۱)

ہمدم گرامی عمر، رسول اکرمؐ کے آگے آئے اور اطلاع دی کہ لوگ مکہ والوں کے احوال معلوم کر کے اس طرح ہراساں ہو گئے۔؟ رسول اکرمؐ اٹھے اور کہا کہ کوئی حال ہو، اللہ کا رسول اس معرکے کے لئے لامحالہ راہی ہوگا۔ رسول اکرمؐ اہل اسلام کو لے کر معرکے کے واسطے راہی ہوئے، مگر گمراہ حوصلہ ہار کر گھروں کو لوٹ گئے، اس طرح اللہ کے رسول کا وعدہ مکمل ہوا کہ ہم اگلے سال معرکہ آرائی کے لئے راہی ہوں اور مکے والے اس وعدے سے روگرداں ہو گئے۔[1]

گمراہوں[2] سے اک معرکہ اور عمر مکرم

اس معرکے کے عسکر اسلامی کے دو علم ہوئے اک ہمدموں کا علم اور دوسرا مددگاروں کا۔

ہمدموں کے علمدار، ہمدم مکرم ہوئے اور مددگاروں کا علم، مددگار رسول، سعدؓ[3] کو ملا، عسکر اسلام کے وسطی حصے کی سرداری عمر مکرم کو ملی۔

راہ کے اک مرحلے آ کر گمراہوں کا اک آدمی ملا کہ عسکر اسلام کے احوال کے حصول کے لئے وہاں سے راہی ہوا، عمر مکرم اس کو محصور کر کے لائے، اس سے عسکر اعداء کے اہم احوال معلوم کر کے اس کا مار ڈالا، اس سے سارے اعداء ہراساں ہو گئے۔ اسی معرکے عمر مکرم مامور رہے کہ معرکے کی گہما گہمی کے لمحے صدا لگائے کہ ہر وہ آدمی کہ وہ کلمہ اسلام کہہ دے گا وہ ہلاکی سے دور رہے گا۔[4]

مکاروں کے سردار کی مکروہ کلامی اور عمر مکرم

عسکر اسلام کامگار ہو کر معمورۂ رسول لوٹا، راہ کے اک مرحلے اک ہمدم اور مددگار کی ماطاہر کے کسی مسئلے کے لئے لڑائی ہوگئی، مکاروں کا سردار اس لڑائی سے کمال مسرور ہوا اور لڑائی کو ہوا دی اور کہا:

---

۱ (ہادی عالم) ۲ غزوہ مصطلق، اس کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہیں۔ مصطلق بنی خزاعہ کے ایک شخص کا لقب تھا۔ (حوالہ بالا) ۳ حضرت سعد بن عبادہ ۴ (سیرت خلفائے راشدین ص ۹۹)

"سارے ہمدم ہمارے حاکم ہو گئے" اور مکروہ کلامی کی[۱] اس کی مکروہ کلام کے لئے کلام الٰہی وارد ہوا[۲] رسول اکرمؐ کو اس کے مکروہ کلام کی اطلاع ہوئی عمر مکرم اٹھے اور کہا:

"اے رسول اللہ! اگر حکم ہو اس مکار کو مار ڈالوں؟ حکم ہوا کہ اس ارادے سے دور رہو۔

مکاروں کی عروس مطہرہ کے لئے اک مکروہ کاروائی اور عمر مکرم کی رائے

راہ کے اک مرحلے اک اور معاملہ ہوا کہ مکاروں کا گروہ عروس مطہرہ کی رسوائی اور سوء کردار کے لئے طرح طرح کی مکروہ کلامی کر کے ساعی ہوا کہ کسی طرح اہل اسلام کو رسوا کرے، رسول اکرمؐ کو اس سے دلی دکھ ہوا اس لمحے عمر مکرم علی کرم اللہ اور ہمدم اسامہ سے رسول اللہؐ کو دلاسہ ملا اور سارے لوگ ہم رائے ہوئے کہ عروس مطہرہ اس مکر و مکر سے دور ہے اور وہ ہر طرح طاہر و مطہر ہے۔[۳]

کھائی والا معرکہ اور عمر مکرم

کھائی والا معرکہ اسلامی معرکوں کا اک اہم معرکہ ہوا، عمر مکرم اس معرکے کے اک اہم حصے کے سالار رہے، اس لئے اس محل اک اللہ کے گھر کی معماری کی گئی اور وہ اللہ کا گھر عمر مکرم کے نام سے موسوم ہے۔[۴]

معاہدۂ صلح اور عمر مکرم

ورود مکہ کو دو کم آٹھ سال ہوئے اور اس سال کا دسواں ماہ ہوا[۵] رسول اکرم صلی اللہ علی

۱۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا خدا کی قسم مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کرے گا ۲۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل (سیرت خلفائے راشدین ص ۹۰) ۳۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے گواہی دی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہر برائی سے پاک ہیں۔ (ہادی عالم ص ۲۱۶ بحوالہ سیرت مصطفیٰ ج ۲ ص ۱) ۴۔ غزوۂ خندق۔ ۵۔ (سیرت خلفائے راشدین ص ۹۹، سیر الصحابہ ج ۱ ص ۱۱۰) ۶۔ صلح حدیبیہ۔ ۷۔ آنحضرتؐ کم و بیش تعداد ۱۴ سو کے ساتھ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ (ہادی عالم ص ۲۹۰)

مکہ والوں کے کئی سردار آئے اور رسول اکرمؐ سے مکالمے کر کے لوٹ گئے۔

تاں کار مکے والے صلح کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ولد عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا صلح کے امور کے لئے مکالمہ و معاہدہ ہوا۔

معاہدہ صلح کے طے کردہ امور سے اک امر کمال کڑا رہا کہ " اگر کوئی آدمی مکے والوں سے رہا ہو کر اور اسلام لا کر معمورۂ رسول آئے گا، وہ معاہدہ کی رو سے مکے والوں کے حوالے ہوگا اور اگر کوئی مسلم معمورۂ رسول سے راہی ہو کر مکہ مکرمہ آئے گا، وہ مکے والوں ہی کے ہمراہ رہے گا۔"

عمر مکرم کو اس امر سے کمال دکھ ہوا۔[1] عمر مکرم رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے اور کہا کہ " اے رسول اللہ! ہم راہ ھدیٰ کے عامل ہو کر کس لئے اس طرح رسوا ہوں؟"

مگر ہادی کاملؐ اٹھے اور کہا: " اللہ کا رسول ہو کر وارد ہوا ہوں، امر محال ہے کہ وعدہ کر کے اس سے ہٹوں[2]۔"

عمر مکرم اٹھ کر مسلم اول، بسر رسول کے آگے آئے اور اس سے اسی طرح کا کلام ہوا۔

---

[1] (ہادی عالم ص ۲۰۲) [2] معاہدہ صلح کی دیگر شرائط کے علاوہ ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر قریش کا کوئی آدمی رسول اللہؐ کے ہاں چلا جائے تو اس کو قریش کے پاس واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر مسلمانوں کا کوئی شخص قریش کے ہاتھ آ جائے تو ان کو واپس نہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ عمر فاروقؓ کی غیور طبیعت اس شرط سے نہایت مضطرب ہوئی اور خود دربار رسالت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ جب ہم حق پر ہیں تو باطل سے اس قدر دب کر کیوں صلح کرتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا میں خدا کا پیغمبر ہوں اور خدا کے حکم کے خلاف نہیں کرتا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے بھی اسی طرح کی گفتگو کی، انہوں نے بھی یہی جواب دیا بعد میں حضرت عمرؓ اپنی گفتگو پر بہت نادم ہوئے اور فرماتے تھے: میں نے بہت روزے رکھے، نمازیں پڑھیں، خیرات دی، غلام آزاد کئے تاکہ اس گستاخی کا کفارہ ہو جائے یہاں تک کہ مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اچھی بات کی تھی (گستاخی نہ تھی) روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں "مازلت اصوم واتصدق واصلی واعتق من الذی صنعت یومئذ مخافة کلامی الذی تکلمت به حتی اجوت یکون خیرا" (سیرت خلفائے راشدین، سیر الصحابہ ج ۱، ص ۱۱۹)

مسلم اول کا عمر مکرم سے اسی طرح کا ردِ کلام ہوا کہ اس سے اول رسول اکرم کا ہوا۔

عمر مکرم کو احساس ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے اس طرح سے سوال سوئے عملی ہے، اس لئے اس کے جیتے عماد اسلام کی ادائے گی کی، صائم رہے، کئی مملوکوں کو رہائی دی اور عطا وکرم کے در کھولے کہ دل سے صدا آئی کہ وہ سوئے عملی سے دور ہوئے[1]

معاہدے کے سارے امور مکمل ہوئے، عمر مکرم مامور ہوئے کہ وہ اس معاہدے کو اسم عمر کی مہر لگادے۔[2]

رسول اکرم معسورۂ رسول لوٹے، راہ کے اک مرحلے آکر رسول اکرم کو اک کامل سورہ[3] وحی کی گئی۔

ہادی کامل کا عمر مکرم کو حکم ہوا کہ اے عمر! ادھر آؤ! عمر مکرم آگے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے وہ سورہ مسموع ہوئی، رسول اکرم کا کلام ہوا کہ اس لمحے اس سورہ کی وحی سے ہم کمال مسرور ہوئے۔[4]

اسرائلی گروہ[5] سے معرکہ اور عمر مکرم

وداعِ مکہ کو اک کم آٹھ سال ہوئے، اک اسرائلی گروہ سے معرکہ ہوا، وہ اسرائلی گروہ کئی محکم حصاروں کا مالک رہا، عسکر اسلام اسرائلی حصاروں کے آگے وارد ہوا، سارے اعداء اسلام حصاروں کے کواڑ لگا کر محصور ہو رہے۔

اہل اسلام کے مسلسل حملوں سے اک محکم حصار ٹوٹا اور معمولی لڑائی سے اہل اسلام اس کے مالک ہوئے۔

---

[1] (سیرت خلفائے راشدین، سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۱۱۱) [2] حضرت عمرؓ نے بھی اس پر دستخط کئے۔ [3] سورۃ الفتح جو کہ اس موقع پر نازل ہوئی تھی۔ [4] (سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۱۱۲) [5] غزوۂ خیبر (ہادی عالم، ص: ۳۷۲)

دوسرے حصار کے لئے ایک سریہ کمانڈ کو علم عطا ہوا، دوسری سریہ عمر مکرم عسکر اسلام کے نامدار ہوئے مگر کامگاری علی کرم اللہ تعالیٰ کے حملے سے حاصل ہوئی اور اہل اسلام اس کے مالک ہوئے۔[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہاں کی املاک کے حصے کر کے عسکر اسلام کو دیئے گئے۔ اک حصہ عمر مکرم کو عطا ہوا۔ عمر مکرم کو کمال حاصل ہوا کہ سارے لوگوں سے اول وہ حصہ اللہ کی راہ دے کر مسرور ہوئے۔[2]

معرکہ مکہ مکرمہ اور عمر مکرم

اہل مکہ معاہدہ صلح سے روگرداں ہوگئے اور مکہ والوں کی مکروہ[3] عملی سے معاہدہ صلح ٹوٹا۔ اس طرح معرکہ مکہ مکرمہ کی راہ ہموار ہوئی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوا کہ اس معرکے کے سارے احوال سے اعداء اسلام کو لاعلم رکھو۔ مگر اک ہمدم[4] کہ اس کے گھر والے مکہ مکرمہ ہی ٹھہرے رہے، اس کو اس امر کا احساس ہوا کہ اگر وہ اہل مکہ کو اس معرکے کی اطلاع کر دے گا اس کے صلے مکہ والوں کا اس کے گھر والوں سے عمدہ سلوک ہوگا۔ اس احساس کو لے کر معرکے کی اطلاع کا حامل اک مراسلہ اہل مکہ کے واسطے لکھا اور وہ مراسلہ اہل مکہ کی اک مملوکہ سارہ کو دے کر کہا کہ مکہ والوں کو دے

---

[1] (ہادی عالم) [2] آنحضرت ﷺ نے خیبر کی زمین مجاہدین میں تقسیم کر دی، چنانچہ ایک ٹکڑا ثمغ نامی حضرت عمر فاروق کے حصے میں آیا، انہوں نے اس کو راہ خدا میں وقف کر دیا، اسلام کی تاریخ میں یہ پہلا وقف تھا جو عمل میں آیا (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۱۲) [3] صلح حدیبیہ میں بنو خزاعہ آنحضرت ﷺ کے اور بنو بکر قریش مکہ کے حلیف بن گئے تھے۔ صلح نامہ کی رو سے اب وہ ایک دوسرے پر حملہ نہیں کر سکتے تھے، بنو بکر کی نیت بگڑی انہوں نے بنو خزاعہ پر شب خون مارا۔ قریش مکہ کا فرض تھا کہ وہ اپنے حلیف گروہ سے باز رکھتے لیکن قریش مکہ نے بنو بکر کو ہتھیار فراہم کئے اور ان کی مدد کی (تاریخ اسلام، ج ۱ ص ۲۰۵) [4] حاطب بن ابی بلتعہ

دور ہوگا۔

عمر مکرم مصور ہے کہ مکے کی سرداری ہلاکی کا خاتمہ ہو مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو حکم ہوا: اے عمر مکرم! اس سردار کو ہمراہ لے کر حرم گاہ لوٹو! اگلی سحر وہ اسلام لے آئے۔[1]

اگلی سحر ہوئی رسول اکرمؐ کا حکم ہوا کہ عسکر اسلامی اس وادی سے رواں ہو! اسلام کا وہ عسکر طرار سوئے مکہ مکرمہ راہی ہوا۔

مکے والوں کا کہاں حوصلہ کہ وہ اس سے معرکہ آراء ہوں، رسول اکرمؐ مکہ مکرمہ کی کامگاری حاصل کر کے سوئے حرم رواں ہوئے، دارالسلام کا دور کر کے دارالله کے در کے آگے کھڑے ہوئے اور سارے لوگوں سے ہمکلام ہوئے۔[2]

اس کلام کو کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم عمر مکرم کو ہمراہ لے کر اس کوہ آئے کہ وہ کلام الٰہی کی رو سے علمِ اللہ کے اسم سے موسوم ہے۔[3] مردوں کے کئی گروہوں کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے عہد ہوا مگر ہر مادام کو عہد سے دور رکھا اور اس گروہ کو حکم ہوا کہ وہ عمر مکرم سے عہد کرے۔[4]

معرکہ وادی واوطاس[5]

اس معرکے کہ ہمدموں کے گروہ کا اک علم عمر مکرم کو عطا ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ ہمدموں کے گروہ کی سرداری کا اکرام عمر مکرم کو عطا ہوا۔[6]

اول اول اس معرکے عسکر اسلام، اعداء کے حملوں سے ادھر ادھر ہوا اور رسول اکرمؐ کے ہمراہ کوئی دس آدمی رہ گئے، ہمدم مکرم، ہمدم عمر، علی کرمہ اللہ، ہمدم اسامہ اور رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] (ہادی عالم ص: ۳۶۳) [2] (ایضاً) [3] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ. (ترجمہ) بے شک صفا اور مروہ نشانیوں میں سے ہیں اللہ کی (ترجمہ شیخ الہند) [4] (سیر الصحابہ ج ا ص ۱۱۳) [5] غزوہ حنین۔

[6] (سیرت خلفائے راشدین ص ۱۰)

علیٰ کل رسلہ وسلم کے عمر مکرم ہادی کامل کے ہمراہ رہے[۱]۔ مآل کامگاری اہل اسلام ہی کو حاصل ہوئی۔

معرکہ عسرۃ[۲]

اس معرکے عمر مکرم گھر کا آدھا مال اللہ کی راہ دے کر مسرور ہوئے اور ہر ہر گام رسول اکرم صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

اعدائے اسلام لڑائی کے حوصلے سے محروم رہے، رسول اکرم صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم اسلامی عسکر کے ہمراہ معمورہ رسول لوٹ آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے رحلہ[۳] وداع کے لیے عمر مکرم ہادی کاملؐ کے ہمراہ رہے۔

وصالِ رسولؐ اور حالِ عمر

مکہ مکرمہ سے لوٹ کر رسول اکرمؐ معمورہ رسول آئے اور دس سحر محموم رہ کر دار السلام کو راہی ہوئے۔

عمر مکرم حواس گم کر کے حرم رسول آئے اور لوگوں سے اس طرح ہم کلام ہوئے:

"اگر کوئی کہے گا کہ رسول اکرمؐ راہی ملک عدم ہوگئے، عمر اس کا سر اڑا دے گا"

کسے معلوم کہ عمر مکرم کی اس سے مراد ہو کہ مکاروں کا گروہ ہر طرح کی مکروہ کاروائی سے رکا رہے[۴]۔

---

[۱] (سیرت خلفائے راشدین ص ۱۰۱) [۲] غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عمر فاروقؓ نے گھر کا آدھا سامان لاکر رکھ دیا تھا۔ [۳] حجۃ الوداع۔ [۴] شاید اس میں یہ بھی مصلحت ہو کہ منافقین کو فتنہ پردازی کا موقع نہ ملے۔ (سیر الصحابہ، ج ۱ ص: ۱۱۳)

عمر اول وسا عدہ کے محل عالم اسلام کی سرداری کا مسئلہ کھڑا ہوا عمر مکرم مسلم اول کے ہمراہ وہاں گئے اور کمال عمدگی سے وہ مسئلہ حل کر کے لوٹے اور سارے لوگوں سے اول عمر مکرم کا مسلم اول سے عہد ہوا۔

مسلم اول سوا دو سال اسلام کے حاکم اول رہے، ہر اہم کام کے واسطے حاکم اول کو عمر مکرم کی ہمراہی حاصل رہی، کلام الٰہی اک محل عمر مکرم ہی کی رائے سے اکٹھا ہوا۔

عمر مکرم، اسلام کے دوسرے حاکم

مسلم اول ساٹھ اور سہ سال کی عمر مکمل کر کے ماہ صوم کے دس دن اور دو کو سوموار کی سحر راہی دار السلام ہوئے اور عمر مکرم حاکم اسلام ہوئے۔

ملک کسریٰ اور دوسرے ملکوں کی کامگاری

آگے مسطور ہوا کہ ہمدم رسول، حسام اللہ لشکر اور دوسرے حصوں کی کامگاری حاصل کر کے واکل سے سردار کو لشکر اسلام کی سالاری دے کر ملک روم کے واسطے راہی ہوئے۔ اس لئے اوحر کامگاری کا مسئلہ رکا۔

عمر مکرم حاکم اسلام ہو کر اول ملک کسریٰ کی کامگاری کے واسطے ساعی ہوئے اس لئے کئی سحر اسلامی لڑائی کے واسطے لوگوں سے ہمکلام رہے مگر لوگ آمادگی سے دور رہے۔

---

۱ ۲۲ جمادی الثانی بروز سوموار سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات ہوئی ہے یا نقیاؤ اور تیرہ دن پر ایران کی حکومت تھی اس اطلاع کو خالد بن ولید فتح کر چکے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم سے مثنیٰ بن حارثہ کو اپنا جانشین کر کے بہ شام کی امداد کیلئے ان کو شام جانا پڑا تھا حضرت خالد بن ولیدؓ کا یہ جانا تھا کہ عراق کی فتوحات رک گئیں۔ (سیر الصحابہ ج ا ص ۱۱۴)

۲ لوگ تین دن تک خاموش رہے، اس خاموشی کو امور خلافت نے ذہنی طور پر محسوس کیا اور انہوں نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے پہلے ہی دن چونکہ خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا فرمان لکھ کر شام کے ملک کی طرف بھیجا تھا لہذا لوگ ان سے ناخوش ہو گئے تھے اور اسی لئے ان کے آمادہ کرنے سے آمادہ نہیں ہوتے تھے یہ خیال سراسر غلط ہے فاروق اعظم کے فرمان کی کسی نے بھی مدینہ میں کوئی مخالفت نہیں کی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پہ ملاحظہ ہو)

اسی طرح سعدؔ کھڑے ہوئے اور دم کے دم دوسو کا عسکر لڑائی کے واسطے آمادہ ہوا۔ عمر مکرم کے حکم سے ولد مسعودؔ اس عسکر کے سالار ہوئے، وہ عسکر اسلام کو لے کر ہم ملک کسریٰ کے واسطے راہی ہوئے، وائل کا مسلم سردار اس عسکر کے ہمراہ رہا۔[۱]

آگے مسطور ہوا کہ حاکم اول کے دور کو ملک کسریٰ کے لوگوں سے اک لڑائی ہوئی اس لڑائی سے ادھر کے لوگ اہل اسلام کے عدو ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ کم عمر حاکم[۲] کسریٰ کی دائی ماں[۳] کہ ملکی کاموں کے واسطے سرکردہ رہی اس کے حکم سے اک مرد حوصلہؔ ور[۴]، عسکر کا سالار اعلیٰ ہوا۔ اسی سالار اعلیٰ کی سعی سے اہل اسلام مملوکہ حصوں سے محروم ہوگئے[۵]۔ کسریٰ کی دائی ماں کے حکم سے اک اور عسکر طرار اس سالار اعلیٰ کی مدد کے واسطے آمادہ ہوا، اس عسکر کے دو حصے کر کے دو سرداروں[۶] کے حوالے ہوئے ہر دو الگ الگ راہ[۷] لے کر اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوئے اور "رود ورود" ہو کر معرکہ آراء ہوئے، عسکر اسلام ڈٹ کر لڑا، عسکر کسریٰ ہار کر دوڑا، اسی طرح دوسرے عسکر کا حال ہوا، وہ دوسری راہ[۸] سے آ کر اہل اسلام سے معرکہ آراء ہو کر رسوا ہوا، اس سے ارد گرد کے سارے رؤسا محکوم ہوگئے۔

---

[۱] سعد بن عبید انصاریؓ ان کے بعد سلیط بن قیس ؓ کھڑے ہوئے۔ [۲] مثنیٰ پہلے اسلامی لشکر کے سردار تھے، لیکن اب وہ ابو عبید بن مسعود ثقفیؓ کی ماتحتی میں روانہ ہوئے۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص: ۱۷۳) [۳] یزدگرد، اس کی عمر سولہ سال تھی۔

[۴] یزدگرد کی متولیہ پوران رخت یہ کسریٰ کی جلہ ملکی انتظامات کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۱۲۶)

[۵] رستم جو کہ نہایت شجاع اور مدبر آدمی تھا، پوران رخت نے اس کو بلوا کر وزیر جنگ بنا دیا۔

[۶] رستم نے ابو عبیدؓ کے پہنچنے سے پہلے ہی اضلاع فرات میں غدر کروا دیا اور جو مقامات مسلمانوں کے قبضے میں آ چکے تھے وہ ان کے قبضے سے نکل گئے۔

[۷] نرسی اور جابان۔ [۸] نمازق، جابان کی فوج نمارق پہنچ کر ابو عبیدؓ سے برسر پیکار ہوئی اور بری طرح شکست کھا کر بھاگی۔

[۹] ایرانی فوج کا دوسرا سردار نرسی۔ سقاطیہ کی طرف سے آیا ابو عبیدؓ نے آگے بڑھ کر ان سے معرکہ آراء ہوئے اور ایرانیوں کو شکست سے دوچار کیا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۱۲۶)

عسکر کسریٰ کے سالار اعلیٰ کو اس حال کی اطلاع ہوئی، اس کے حکم سے وہ دو[1] ہو کے دو اور دو گروہ اکٹھے ہو کر عسکر اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوئے۔

اسلامی عسکر کے سالار اعلیٰ والد مسعود کو اس حال کی اطلاع ملی، اس کا ارادہ ہوا کہ عسکر اسلام کو لے کر ماء[2] رواں کے اُدھر لڑائی کرے، عسکر کے سرکردہ لوگ آڑے آئے اور کہا کہ ماء رواں کے ادھر ہی معرکہ آرائی ہو، مگر والد مسعود عسکر کو ہمراہ لے کر ماء رواں کے اُدھر گئے[3] اور اعداء اسلام سے معرکہ آراء ہوئے۔

اس معرکے اہل اسلام کو کمال دھکا لگا، عسکر اسلام کے ساٹھ[4] سو آدمی کام آئے، اس اطلاع سے عمر مکرم کو کمال دکھ ہوا، وہ اٹھے اور سارے ملک کے لوگوں کو ملک کسریٰ کی مہم کے واسطے للکارا، عمر مکرم کی عمدہ للکار سے ہر مسلک کے لوگ لڑائی کے واسطے آمادہ ہوئے۔ روح اللہ رسول[5] کے حامی لوگوں کے سردار[6] عمر مکرم کے آگے آئے اور کہا کہ وہ لڑائی دو اہم گروہوں کی ہے، اس لئے ہمارا ہر آدمی اہل اسلام کے ہمراہ مل کر عسکر کسریٰ سے معرکہ آرائی کے واسطے آمادہ ہے۔

الحاصل اک عسکر طرار اکٹھا ہوا، والد عمر[7] کو اس عسکر کا سالار طے کر کے عمر مکرم کا حکم

۱ نرسی اور جابان کی ہزیمت کا سن کر رستم نے مردان شاہ کو چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ ابو عبیدؓ کے مقابلہ میں روانہ کیا۔

۲ جاری پانی۔ فرات۔ ۳ ابو عبیدؓ نے فوجی افسروں کے اختلافات کے باوجود فرات سے پار اتر کر غنیم سے نبرد آزمائی کی، کیونکہ اس پار کا میدان تنگ اور ناہموار تھا نیز عربی دلاوروں کیلئے ایران کے کوہ پیکر ہاتھیوں سے یہ پہلا مقابلہ تھا، اس لئے مسلمانوں کو سخت نقصان ہوا نو ہزار فوج میں سے صرف تین ہزار فوج بچی۔ ۴ چھ ہزار۔ ۵ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۶ نمر و تغلب کے سرداروں نے جو مذہبا عیسائی تھے، اپنے قبائل کے ہمراہ مسلمانوں کے ساتھ شرکت کی اور کہا کہ آج عرب و عجم کا مقابلہ ہے اس قومی معرکے میں ہم بھی قوم کے ساتھ ہیں۔ (ایضاً، ص: ۱۱۷)

۷ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی ان کی کنیت ابو عمرو تھی۔ (صحابہ کرام کا انسائیکلوپیڈیا، ص ۲۰۳)

ہوا کہ عسکر اسلام کو لے کر معرکہ گاہ کو روانہ ہو!

ادھر وائل کے سردار کی سعی سے سرحدی لوگوں کا اک عسکر اس معرکے کے واسطے آمادہ ہوا۔

کسریٰ کی دائی ماں کو عسکر اسلام کا حال معلوم ہوا، وہ والٹی اور اہم عسکر سے دس دس سو کے دس اور دو گروہ[1] اک گمراہ سردار[2] کے ہمراہ اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے روان کئے۔

راہ کے اک مرحلے اعدائے اسلام، عسکر اسلام سے معرکہ آراء ہو کر رسوا ہوئے۔ گمراہوں کا سردار ہلاک ہو کر راہی دار الآلام ہوا۔ وائل کا سردار گمراہوں کی راہ روک کر کھڑا ہوا اور لامحدود گمراہوں کو مارا۔ عسکر اسلام کو کامگاری ملی اور عسکر اسلام ملک کسریٰ کے اہم حصے کو راہی ہوا۔ سردار وائل آگے ہو کر اس محل حملہ آور ہوا کہ لوگ وہاں سوداگری کے واسطے اکٹھے ہوئے، اس حملے سے لوگ ڈر کر دوڑے، سارا مال اہل اسلام کو ملا، اسی طرح سورا، عسکرا اور دوسرے کئی حصوں[3] کے اہل اسلام مالک ہوئے اور وہاں اسلامی علم لہرائے گئے۔

اہل کسریٰ اس حال کو معلوم کر کے دل مسوس کر رہ گئے، کسریٰ کی دائی ماں نکلی کاموں سے ہٹائی گئی اور سارا ملک سولہ سالہ لڑکے کے حوالے ہوا، ملک کے سرکردہ لوگ اکٹھے ہوئے اور اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے عہد ہوا، سارے حصار اور عسکرگاہ محکم کئے گئے۔ ہر آدمی سرگرم ہوا کہ اہل اسلام کے مملوکہ حصوں کے لوگوں کو اہل اسلام سے روگرداں[4] کرے اور اہل اسلام مملوکہ حصوں سے محروم ہوں۔

اس سرگرمی سے سارا ملک کسریٰ دمک اٹھا، اہل اسلام کئی مملوکہ حصوں سے محروم

---

[1] بہمن (وغیرہ) نے ان تیاریوں کا حال سنا تو اپنی فوج خاصہ سے بارہ ہزار جنگ آزما بہادر منتخب کر کے مہران بن مہرویہ کے ساتھ مجاہدین کے مقابلے کے لئے روانہ کئے۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۶۷) [2] مہران ابن مہرویہ [3] عراق اور فلالیج وغیرہ [4] باغی۔

ہو گئے ۔ سردار وائل جو عذیب کو دیکھتا رہا سب کر اسلامی سرحدوں پر آ گیا اور اس نے کے لوگوں کو اکٹھا کر کے سارے احوال کی اطلاع عمر مکرم کو ارسال کی ۔

اہل کسریٰ کی سرگرمی کا حال معلوم کر کے عمر مکرم کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں سعد[2] کو دس ہزار سوار دے کر اور اٹھارہ سو دے کر حکم ہوا کہ وہ جیش ملک کسریٰ کو سر کر کے آئے ۔[3] راہ اور مراحل راہ عمر مکرم ہی کے طے کر دہ رہے ۔

ہمدم سعد کا عسکر کئی طرح سے اہم رہا ۔ اس لیے کہ اس عسکر کے ہمراہ دس کم اسی آدمی معرکہ اول[4] والے اور سو سے اوپر اہل ہمرہ[5] اور سو سے اوپر مکہ مکرمہ والے اور ایک کم تین سو وہ لوگ رہے کہ وہ ہمدموں اور مددگاروں کی اولاد رہے ۔

ہمدم سعد عسکر کو لے کر راہی ہوئے اور اٹھارہ مراحل طے کر کے ایک محل[6] آ کر ٹھہرے اور ایک مرحلہ کر آگے رواں ہو گئے ۔

سردار وائل ایک محل[7] اسی سو[8] لوگوں کے عسکر کے ہمراہ سعد مکرم کے واسطے کھڑے رہے ۔ مگر ایسا ہے اول کہ سعد ادھر آتے ، سردار وائل کا لیک موعود آ گیا ۔ ولد[9] مسامہ کو عسکر کا سالار طے کر کے اور ولد ام[10] کو معرکہ آرائی کے اطوار لکھ کر رہی ملک عدم ہوئے ۔

سردار وائل کے ولد ام عسکر کے ہمراہ ادھر آ کر سعد سے ملے اور سردار وائل کا کلام کہا اور اسی محل سردار وائل اور سعد کے عسکر ایک دوسرے سے مل گئے اور اسلامی عسکر کا عدد سوا ہوا ۔[11]

---

[1] بنی تمیم عرب کی ... رہا کرتے تھے اور معرکہ کے قابل ہو کر اطراف عراق میں پھیلے ہوئے تھے ۔ ایک تاریخ معین سے اسلامی علم کے نیچے جمع ہونے کیلئے طلب کیا ۔ (سیر الصحابہ ج ۲ ص ۱۱۸) [2] حضرت سعد بن ابی وقاص بنی القدوۃ ... [3] بیس ہزار ۔ [4] غزوہ بدر ۔ [5] بیعت رضوان کہ درخت کے نیچے ہوئی تھی ۔ [6] ایک مقام تقریباً ... اور ... اور دوان ہوتے ہیں ۔ [7] ... [8] ... [9] بشیر بن مسامہ ۔ [10] مثنیٰ کے بھائی معنی بن حارثہ شیبانی ۔ [11] لشکر اسلام کی تعداد تیس ہزار کے درمیان تھی ۔ (ایضاً)

اسی محل ہدم سعد کو عمر مکرم کا حکم ملا کہ ادھر کے سارے احوال لکھ کر ہم کو ارسال کرو اس لئے سارے احوال لکھ کر ارسال کئے گئے۔

احوال کا مطالعہ کر کے عمر مکرم کا ہدم سعد کو حکم[1] ہوا کہ معرکہ آرائی کے واسطے اسی طرح کے محل آکر ٹھیرو کہ ادھر ملک کسریٰ ہو اور ادھر ہمارے کہسار۔ اگر کامگار ہوئے آگے ہو کر اور حملے کرو اور اگر معاملہ الٹا ہو سوئے کہسار لوٹ آؤ اور اکٹھے ہو کر دوبارہ حملہ کرو!

ہدم سعد اس حکم کے عامل ہوئے اور اسی طرح کے اک محل آکر دو ماہ ٹھیرے رہے[2]۔ حصول رسد کے لئے ادھر ادھر کے گاؤں آکر حملہ آور رہے[3]۔

ادھر کے لوگ کسریٰ کے آگے گئے اور سارا حال کہا اور کہا کہ دوڑو کہ اہل اسلام کو روکو ورنہ اگر معاملہ اسی طرح رہا ہم اہل اسلام سے محکوم ہوں گے۔ اس اطلاع کو لے کر کسریٰ کا سالار اعلیٰ کو حکم ہوا کہ دوڑ کر عسکر اسلام کو اس لوٹ کھسوٹ سے روکو اور عسکر اسلام کو ہلاک کر کے ہی لوٹو!

کسریٰ کا سالار اعلیٰ ساعی رہا کہ اک اک کر کے دوسرے سرداروں کو لڑائی کے واسطے رواں کرے اور اس سلسلے کو طول دے۔ مگر حاکم کسریٰ کا دوبارہ حکم ہوا کہ دوڑ کر معرکہ آرائی کرو!

اس حکم کو لے کر کسریٰ کا سالار اعلیٰ لامحالہ ہو کر رواں ہوا اور راہ کے اک مرحلے آکر ٹھیرا۔ ملک کے ہر حصے سے لوگ آ آ کر اس کے گرد اکٹھے ہو گئے اور اس کے عسکری آدھا لاکھ ہو گئے[4]۔

---

۱ فاروق اعظم کا فرمان ان کے ہدم کو ملا کہ تم ایسی طرف بڑھو اور قادسیہ پہنچ کر اپنے مورچے ایسے مقام پر قائم کرو کہ تمہارے آگے فارس کی زمین ہو اور پیچھے عرب کے پہاڑ ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ تم کو فتح نصیب کرے تو جس قدر چاہو آگے بڑھتے چلے جاؤ ورنہ اسی طرف ہٹ کر پہاڑوں پر ٹھہرو اور پھر خوب چوکس ہو کر حملہ کرو۔ (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۲۳۰) ۲ حضرت سعد بن ابی وقاص نے اس مقام پر ... دو ماہ تک ایرانی لشکر کا انتظار کیا۔ (ایضاً) ۳ لشکر اسلام کو جب سامان رسد کی ضرورت ہوتی تو ایرانی علاقوں پر مختلف دستے بھیج کر سامان رسد حاصل کرتے (ایضاً) ۴ ان دستوں کے حملوں سے ایرانی علاقوں کے لوگ ... دربار کسریٰ میں شکایتیں پہنچنا شروع ہو گئے ... (ایضاً) ۵ (ایضاً)

ہمدم سعدؓ[1] کے حکم سے سارے احوال کی اطلاع عمر مکرم کو دی گئی۔ عمر مکرم کا رد کلام ہوا کہ کسریٰ کے ٹڈی دل کے ڈر کو دل سے دور رکھو اور اللہ سے آس رکھو اور اللہ ہی سے مدد حاصل کرو اور ہاں لڑائی سے آگے اک گروہ کو حکم دو کہ وہ کسریٰ سے ملے اور اسلام کا حکم کرے!

اس حکم کو لے کر ہمدم سعد کھڑے ہوئے اور اس کے حکم سے عسکر اسلام سے اہل رائے، ماہرو، عمدہ کلام والے اور حوصلہ ور لوگوں کا اک گروہ اس کام کے واسطے مامور ہوئے۔[2]

وہ گروہ آکر کسریٰ سے ملا۔ کسریٰ کا گروہ اسلام سے مکالمہ[3] ہوا۔ اہل اسلام کی عمدہ کلامی اور حوصلہ وری کا مطالعہ کر کے کسریٰ کے دل کی آگ دھک اٹھی اور اس کا ارادہ ہوا کہ سارے گروہ کو ہلاک کر دے، مگر اس کا کلام ہوا کہ رسولوں[4] کی ہلاکی سے سارے ملوک سدا دور

---

۱ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار خلافت میں ایرانیوں کی جنگی تیاریوں اور نقل و حرکت کے حالات بھیجے۔ فاروق اعظمؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو لکھا کہ تم ایرانیوں کی کثرت افواج اور ساز و سامان کی فراوانی دیکھ کر مطلق خائف و مضطرب نہ ہو، بلکہ خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور خدائے تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرتے رہو اور قبل از جنگ چند آدمیوں کی ایک سفارت یزدجرد شاہِ ایران کے پاس بھیجو کہ وہ دربار ایران میں جا کر دعوت اسلام کے فرض سے سبکدوش ہوں۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص: ۳۳۱) ۲ اس اسلامی سفارت میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے: نعمان بن مقرنؓ، قیس بن زرارہؓ، اشعث بن قیسؓ، فرات بن حیانؓ، عاصم بن عمروؓ، عمرو بن معدیکربؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، معنّی بن حارثہؓ، عطارد بن حاجبؓ، بشیر بن ابی رہمؓ، حنظلہ بن الربیعؓ، عدی بن سہیلؓ۔ (ایضاً) ۳ کسریٰ نے پوچھا تم لوگوں کو ہمارے مقابلے میں جرأت کیسے ہوئی؟ کیا تم بھول گئے کہ تمہاری قوم دنیا کی ذلیل و احقر قوم تھی اور تمہاری سرکشی کو ہمارے سرحدوں کے عامل خفیف کرتے تھے؟ یہ سن کر نعمان بن مقرنؓ نے جواب دیا کہ ہم دنیا سے بت پرستی اور شرک کو مٹاتے ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اسلام پیش کرتے ہیں، اسلام ہی کے ذریعے انسان سعادت دارین حاصل کر سکتا ہے، اگر کوئی اسلام نہ لائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی حفاظت میں سپرد کر دے اور جزیہ دیا کرے ورنہ اس کے اور ہمارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۳۲) ۴ یعنی سفراء۔

سعد کا اک دوسرے ہمدم[1] کو حکم ہوا، وہ گئے اور کسریٰ کے سالارِ اعلیٰ سے ملے، سالارِ اعلیٰ کا سوال ہوا کہ کل والا آدمی کہاں ہے؟ کہا: ہمارا سردار عادل ہے کل اُس کو اس کام کا اکرام ملا اور اس سحر دوسرے کو۔ سالارِ اعلیٰ کا اس ہمدم سے اسی طرح کا مکالمہ ہوا[2] اور وہ لوٹ آئے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا بچھا ہوا فرش یعنی زمین کافی ہے، اس کے بعد ترجمان کے ذریعے رستم نے حضرت ربعیؓ سے سوال کیا کہ اس جنگ و پیکار سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ حضرت ربعیؓ نے جواب دیا کہ ہم خدا تعالیٰ کے بندوں کو دنیا کی تنگی سے دارِ آخرت کی وسعت میں لانا ظلم اور مذاہب باطلہ کی جگہ عدل و انصاف اور اسلام کی اشاعت چاہتے ہیں جو شخص عدل اور اسلام پر قائم ہو جائے گا ہم اس سے اور اس کے ملک و اموال سے معترض نہ ہوں گے، جو شخص ہمارے راستے میں حائل ہوگا ہم اس سے لڑیں گے یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جائیں گے یا فتح مند ہوں گے، اگر تم جزیہ دینا منظور کرو گے تو ہم اس کو قبول کریں گے اور تم سے معترض نہ ہوں گے اور جب کبھی تم کو ہماری ضرورت ہوگی تمہاری مدد کو موجود ہوں گے اور تمہاری جان و مال کی حفاظت کریں گے، اس کے بعد رستم نے حضرت ربعیؓ سے سوال کیا کہ تم مسلمانوں کے سردار ہو، حضرت ربعیؓ نے فرمایا کہ نہیں، میں ایک معمولی سپاہی ہوں، لیکن ہم میں ہر شخص خواہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ کی طرف سے اجازت دے سکتا ہے، یہ سن کر رستم اور اس کے درباری دنگ رہ گئے، پھر رستم بولا تمہاری تلوار کا نیام بہت بوسیدہ ہے، حضرت ربعیؓ نے فوراً تلوار نیام سے کھینچ کر کہا کہ اس پر آب ابھی دکھائی گئی ہے۔ پھر رستم نے کہا تمہارے نیزے کا پھل بہت چھوٹا ہے یہ لڑائی میں کیا کام دیتا ہوگا؟ حضرت ربعیؓ نے فرمایا کہ پھل سید ھا دشمن کے سینے کو چھید تا ہوا پار ہو جاتا ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آگ کی چھوٹی سی چنگاری سارے شہر کو جلا ڈالنے کیلئے کافی ہوتی ہے؟ اسی قسم کی نوک جھونک کی باتوں کے بعد رستم نے کہا اچھا ہم تمہاری باتوں پر غور کریں گے، حضرت ربعیؓ وہاں سے واپس آگئے۔ (ایضاً ص ۳۳۳)

(حاشیہ صفحہ ہذا) (۱) حضرت حذیفہ بن محصن۔ (۲) حضرت حذیفہؓ اسی انداز اور آزادانہ روش سے گئے جیسے کہ حضرت ربعیؓ گزشتہ روز گئے تھے، حضرت حذیفہؓ رستم کے سامنے پہنچ کر گھوڑے سے نہ اترے بلکہ گھوڑے پر بیٹھے ہوئے اس کے تخت کے قریب پہنچ گئے، رستم نے پوچھا کیا سبب ہے آج تم آئے ہو، وہ کل والے صاحب کیوں نہیں آئے؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ ہمارا سردار عادل ہے ہر خدمت کیلئے ہر ایک شخص کو موقع دیتا ہے، کل اس کی باری تھی آج میری باری آگئی، رستم نے کہا تم ہم کو کتنے دن کی مہلت دے سکتے ہو؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ آج سے تین روز تک کی۔ رستم یہ سن کر خاموش ہوا، حضرت حذیفہؓ گھوڑے کی باگ موڑ کر سیدھے اسلامی لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور سالار و رستم حضرت حذیفہؓ کی بے باکی اور حاضر جوابی دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔

اس سے اگلی سحر دہرا کر اسی طرح ہوا کہ اور ہمدم مطہر[1] سالار اعلیٰ کے آگے گئے، کسریٰ کا سالار ساعی ہوا کہ ہمدم کو مال دے کر اسلام سے دور کرے اور دھمکی دی، مگر ہمدم رسول کا نڈر کلام ہوا، سالار اعلیٰ اور سارے گمراہ دل مسوس کر رہ گئے، کسریٰ کا سالار اعلیٰ اٹھا اور عالم کے مہر[2] سے عہد کر کے کہا:

''سارے عسکر اسلام کو ہلاک کر کے ہی دم لوں گا''۔

کالی سواری[3] والا معرکہ

اس طرح کا کلام کر کے کسریٰ کے سالار اعلیٰ کا عسکر کو حکم ہوا کہ کل لڑائی ہوگی، آمادہ رہو!

اگلی سحر کسریٰ کا ٹڈی دل عسکر مسلح ہو کر اہل اسلام کے آگے آ کھڑا ہوا۔ اس عسکر کے آگے کالی سواری کا وہ عسکر رہا کہ اس کے اسم سے کلام اللہ کی اک سورہ موسوم ہے[4]۔

ادھر اہل اسلام کا معدود عسکر معرکہ گاہ آ کر عدو کے آگے کھڑا ہوا[5] اور لڑائی کی رسم کی رو سے اول اول گمراہوں کے کئی لوگ عسکر سے آگے آئے اور لڑائی کے واسطے للکار دی۔

اسلامی عسکر سے اک اک کر کے کئی آدمی گئے اور گمراہوں کو محصور کر کے لائے[6]۔

---

1 حضرت مغیرہ بن شعبہؓ (ایضاً ص ۳۳۵) 2 حضرت مغیرہؓ کے نہایت سخت اور معقول جواب پر رستم کو غصہ آیا اور کہا آفتاب کی قسم میں تمام عربوں کو ویران کردوں گا۔ (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۱۱۹) 3 ہاتھی۔ کلام پاک کی اک سورت کا نام سورہ فیل ہے۔ فیل عربی میں ہاتھی کو کہتے ہیں 4 جنگ قادسیہ۔ اس لڑائی میں ایرانیوں کے پاس تین سو ہاتھی تھے اس لئے اس کو کالی سواری والا معرکہ کہا گیا۔ 5 اسلامی لشکر تیس سے چالیس ہزار کے درمیان تھا۔ (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۳۲۹) 6 سب سے پہلے لشکر ایران کی طرف سے ہرمز نامی ایک شہزادہ میدان میں نکلا جو زریں تاج پہنے ہوئے تھا اور ایران کے مشہور پہلوانوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس کے مقابلے کیلئے حضرت غالب بن عبداللہ اسدیؓ لشکر سے نکلے۔ حضرت غالبؓ نے میدان میں جاتے ہی ہرمز کو گرفتار کر لیا اور لا کر حضرت سعدؓ کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد اور بہادر نکلے، ان کا بھی یہی حال ہوا۔ (ایضاً ص ۳۳۰)

اس حال کا مطالعہ کر کے کسریٰ کے سالار اعلیٰ کا عسکر کو حکم ہوا کہ عام حملہ کرو! اس طرح معرکہ عام کا سلسلہ ہوا، ادھر سے اللہ والے "اللہ احد" کی صدا لگا کر آگے آئے اور ہر دو گروہ اک دوسرے سے ٹکرائے، اس عرصے ہمدم سعد کے اک درد اٹھا[۱] وہ اس سے محروم ہوئے کہ اٹھ کر سوار ہوں اور معرکہ گاہ وارد ہوں، اس لئے وہ معرکہ گاہ کے سرے اک نو منزلہ گھر کے عالی حصے آ کر رکے اور ادھر ہی سے عسکر اسلام کی اہم اہم صلاحوں سے مدد کی۔

اعدائے اسلام کا کالا عسکر آگے رہا، اس کے حملوں سے کئی مسلم گھائل ہو کر گرے اور کئی اللہ کے گھر کو سدھار گئے (ہم سواروں کا اللہ کا مالک ہے اور ہمارا ہر آدمی اللہ کے گھر لوٹے گا)۔[۲]

اسلامی سہام کاروں کے واسطے ہمدم سعد کا حکم ہوا کہ عدو کے کالے عسکر کو سہام کاری سے گھائل کر کے روکو! ہمدم عاصم اور کئی دوسرے سہام کار کالے عسکر کے آگے آ کر حملہ آور ہوئے اور اس طرح سہام کاری کی کہ کالا عسکر اور اس کے سوار ادھر ادھر ہٹ گئے۔[۳]

مہر عالم مدہم ہوا، معرکہ مکمل ہوئی مگر کامل کامگاری سے ہر عسکر ہی محروم رہا اور اس سحر کی لڑائی اک اسم سے موسوم ہوئی۔[۴]

۱۔ یہ سالار لشکر اسلامی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے دنبل نکل رہے تھے اور عرق النساء کے درد کی بھی آپؓ کو شکایت تھی، اس لئے نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتے تھے اور نہ چل پھر سکتے تھے۔ اسلامی لشکر گاہ کے ایک سرے پر الٹ پرانے زمانے کی پختہ عمارت کھڑی تھی، حضرت سعدؓ خود اس عمارت کی چھت پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور اپنی جگہ میدان جنگ کا سردار حضرت خالد بن عرفطہؓ کو بنا دیا اور لڑائی کے نقشے اور اہم تغیر و تبدل لکھواتے۔ چھت ہی پر بیٹھے برابر حضرت خالدؓ کے پاس ہدایات روانہ کرتے رہتے۔ ۲۔ یہ انا للہ وانا الیہ راجعون کا مفہوم ہے۔ ۳۔ حضرت عاصم اور دوسرے بہادروں نے تلوار اور نیزے سے ہاتھیوں کی سونڈوں پر حملے شروع کئے اور تیر اندازوں نے ایسے تیر برسائے کہ فیلبانوں کو ہوائی تیر اندازی کی مہلت ہی نہ دی، نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھی پیچھے ہٹ گئے۔ (تاریخ اسلام ندوی ص ۲۳۲) ۴۔ قادسیہ کا یہ پہلا معرکہ تھا، عربی میں اس کو یوم ارماث کہتے ہیں۔

دوسری سحر ہوئی گواہوں کو لحد کے حوالے[1] اہل اسلام معرکہ گاہ آئے اور عدو کے آگے ڈٹ گئے لڑائی سے آگے ہی اک دوسرا اسلامی عسکر، روم کے سرحدی حصوں کی مہم سر کر کے لوٹا اور کئی حصے ہو کر ہمدم سعد کے عسکر سے آملا[2] اس اسلامی کمک سے عسکر کسریٰ کے دل ڈر گئے۔

کل کی طرح معرکہ آرائی کا سلسلہ ہوا، اسلامی عسکر سے اک ہمدم[3] آگے ہوا اور لڑائی کے لئے للکار دی، ادھر سے اک آدمی آگے ہوا اور اک عرصہ لڑ کر عدو ہلاک ہوا، اسی طرح کا معاملہ عدو سے آئے ہوئے ہر آدمی سے ہوا۔

اس حال کا مطالعہ کر کے عدو کے سالار اعلیٰ کا حکم ہوا کہ عام حملہ کرو، ہر دو گروہ اک دوسرے کے آگے ڈٹ گئے۔ سحر مکمل ہوئی اور ہر دو عسکر کامگاری سے محروم ہی آرام گاہ لوٹ گئے اور وہ لڑائی اک دوسرے اسم[4] سے موسوم ہوئی۔

اگلی سحر کو ہر عسکر کامگاری کی آس لے کر معرکہ گاہ آ کر کھڑا ہوا اور ساری سحر لڑائی رہی کہ مہر عالم کی دمک مدھم ہوئی، اک عرصہ کے لئے ہر دو عسکر بے جگری سے لڑا کئے اور معرکہ آرا ہو گئے۔ اہل اسلام حملے کر کر کے عدو کے سالار اعلیٰ کے محل آگئے، کسریٰ کا سالار اعلیٰ اٹھ کر معرکہ آرا ہوا اور گھائل ہو کر عسکر اسلام کے اک آدمی، ہلال کے آگے لگ کر دوڑا۔

---

[1] شہداء کی تجہیز و تکفین [2] ملک شام سے حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے حضرت ہاشم بن عتبہؓ کی سرداری میں لشکر عراق کو واپس بھیجا تھا۔ ہاشم بن عتبہؓ میدان جنگ کے گرم ہونے کا حال سن کر اپنی چھ ہزار فوج کے بہت سے چھوٹے ٹکڑے کر دیئے اور حکم دیا کہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے ایک ایک حصہ تکبیر کہتا ہوا داخل ہو۔ اس طرح شام تک یکے بعد دیگرے لشکر اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ ایرانی اس طرح پیہم کمکی دستوں کی آمد دیکھ دیکھ کر خوف زدہ ہوتے رہے (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۲۲۷) [3] حضرت قعقاعؓ شام سے ایک ہزار لشکر لے کر آئے اور حضرت سعدؓ سے اجازت لے کر میدان میں نکلے اور مبارز طلب کیا مقابلہ میں بہمن جادویہ آیا، مارا گیا۔ [4] یوم الاغواث۔

بلال ادھر گئے اور اسلحہ سے حملہ آور ہوئے اور اس حملے سے کسریٰ کے سالار اعلیٰ کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ میدان کو گرا، بلال گھوڑے سے کود پڑے اور اس کو محصور کر کے اس کا گلا کاٹ ڈالا اور اس کی کرسی رکھ کر کھڑے ہوئے اور صدا لگائی:

"واللہ! عدو کا سالار اعلیٰ میرے وار سے ہلاک ہوا۔"[1]

اس صدا کو مسموع کر کے اہل اسلام کھل اٹھے اور "اللہ احد" کی صدا لگائی۔

اس اطلاع سے عدو کے سواروں کے حواس گم ہو گئے اور وہ معرکہ گاہ سے دوڑے اور معدودے لوگوں کے علاوہ سارے مارے گئے[2] اور سنا تھا سو اہل اسلام اللہ کے گھر کو سدھارے۔[3]

اسلامی عسکر کو ہم دشمناں سے اعلیٰ حد کی کامگاری حاصل ہوئی۔ ایک آدمی کو امام سعد کا حکم ہوا کہ دوڑ کر اس کامگاری کی اطلاع عمر مکرم کو دے آؤ!

عمر مکرم کو اطلاع ملی وہ اس اطلاع سے کمال مسرور ہوئے اور حرم رسول آئے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے کہا:

"لوگو! عمر حاکم و مالک کہاں کہ وہ لوگوں کو مملوک کرے؟ عمر اللہ کا مملوک ہے۔ ہاں! عمر کو ایک اہم عہدہ ملا ہے، مگر اس کام کو اس طرح ادا کروں کہ ہر آدمی آرام سے رہے وہ اللہ کی عطا ہے اور اگر ارادہ کروں کہ ہر آدمی عمر کے گھر آ کر مصروف رہے، وہ سوئے عمل ہے۔ عمر لوگوں کو کام اور عمل سے آگاہی دے رہا ہے۔"[4]

اس معرکے سے علم کسریٰ سدا کے لئے گرا اور اسلامی علم کو کمال ملا۔

اہل اسلام اور آگے گئے، ملک کسریٰ کے دوسرے حصوں کے مالک ہوئے۔[5]

---

۱ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۲۲۸) ۲ صرف تیس سوار بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ (ایضاً) ۳ چھ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ (ایضاً) ۴ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۲۲۹) ۵ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر آسانی کے ساتھ بابل کوثی بہرہ شیر پر قبضہ کر لیا (سیر الصحابہ ج ۱، ص ۱۴۱)

اہل کسریٰ رسوا ہوکر ایک حصے سے دوسرے حصے کو دوڑے اور اہم راہوں کو مسمار کرگئے کہ کسی طرح اسلامی عسکر ہم سے دور رہے مگر اسلامی عسکر ہر دم رواں ہی رہا۔

ایک اہم معاملہ

ملک کسریٰ کے ایک اہم حصے اور اہل اسلام کے وسط ایک گہرا ماء رواں حائل ہوا۔ اہل کسریٰ ماء رواں کی راہوں کو مسمار اور مائی سواری کو معدوم کرگئے اور اعداء کا ایک عسکر ماء رواں سے ادھر کھڑا ہوا کہ وہ عسکر اسلام کی ادھر آمد کو روکے۔ سارے احوال کا مطالعہ کرکے عسکر اسلام کے سالار ہمدم سعد کا اسلامی عسکر کو حکم ہوا:

''کمر کس لو''

اور کہا

''کوئی سردار وعدہ کرے کہ وہ ایک گروہ کو لے کر عسکر اسلام کو عدو کے حملے سے اس لئے دور رکھے گا کہ اسلامی عسکر ماء رواں کا راہی ہوگا۔''

ہمدم عاصم آگے آئے اور کہا: ''وعدہ ہے کہ وہ اس کام کو کرے گا۔'' ہمدم عاصم دوسو ہم آٹھ سو سپاہ کاروں کے ہمراہ ایک عالی محل آکر رکے۔

سالار اسلامی ہمدم سعد اللہ سے دعا گو ہوئے اور گھوڑے کو لے کر ماء رواں کے راہی ہوئے۔ اس حال کا مطالعہ کرکے عسکر اسلام کو حوصلہ ملا۔ عسکر اسلام آگے ہوا اور گھوڑوں کو لے کر ماء رواں کا راہی ہوا۔

اہل اسلام آدھی راہ طے کرگئے کہ ادھر سے اعداء کی سپاہ کاری ہوئی۔ ادھر سے ہمدم

---

۱ ایرانیوں نے [illegible] (تاریخ اسلام [illegible]) حضرت سعدؓ نے [illegible] حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہا اور پھر [illegible] (تاریخ [illegible] ص ۲۳۳)

عاصم اور اس کا گروہ آگے ہوا اور اس طرح سے سہام کاری کی کہ عسکر کسریٰ کے کئی لوگ مر گئے اور کئی گھائل ہو کر دوڑے اور عسکر اعداء اس ارادے سے محروم رہا کہ وہ عسکر اسلام کی ادھر آمد کو روکے۔

تل کا رسی مائی سواری اور مائی راہ کے علاوہ ہی عسکر اسلام ادھر آنکا اور اہل اسلام کے گھوڑوں کے سم مکمل سوکھے رہے۔

اہل اسلام آگے ہوئے اور اعدائے اسلام سے معرکہ آرا ہو کر کامگار ہوئے۔

اک دوسری لڑائی[1]

ادھر اہل اسلام کی آمد ہوئی، ادھر کسریٰ گھر والوں کو لے کر آگے رواں ہوا، کسریٰ کے سالار اعلیٰ کی ماں کا لڑکا[2] ساعی ہوا کہ وہ لوگوں کو اسلامی عسکر سے معرکہ آرائی کے واسطے اکٹھا کرے، اس کی سعی سے اک عسکر طرار اکٹھا ہوا اہل اسلام اس محل تک گئے۔ وہ کا محاصرہ رہا کئی معرکے ہوئے اور وہ حصہ عسکر اسلام کی ملک ہوا۔ معرکہ مکمل ہوا عسکر کسریٰ کے اک لاکھ آدمی واصل دار الآلام ہوئے اور سو کروڑ کا مال کامگاری اہل اسلام کو ملا۔ وللہ الحمد!

کسریٰ کو اطلاع ملی کہ اہل اسلام کامگار ہوگئے وہ وہاں سے رے کو راہی ہوا اس کے حکم سے اک سالار رکنا ل اسلحہ سے مسلح ہو کر عسکر اسلام کی راہ روک کر کھڑا ہوا۔ اسلامی عسکر سے معرکہ آرائی ہوئی اور عسکر کسریٰ ہار کر دوڑا۔ اللہ کے کرم سے اسلامی عسکر اس حصے کا مالک ہوا اور اک حصہ والا گدائی کرائے لوگوں اسلام لے آئے معصوم رہو گے، اسی طرح مال صلح ادا کر و معصوم رہو گے اس صدا سے کئی امراء اور رؤسا دل سے اسلام لے آئے۔

اہل علم سے مروی ہے کہ اس محل سے آگے ملک کسریٰ اہم حصے کی حد مکمل ہوئی، اس

---

[1] معرکہ جلولا ۔ سالار رستم بن فرخ زاد کا بھائی خرزاد بن فرخ زاد ۔ (تاریخ اسلام ج ۱ ص: ۳۳۳)

[2] (سیر صحابہ ج ۱ ص: ۱۲۱)

لئے عمر مکرم کا دلی ارادہ رہا کہ اس محل اسلام اور اہل کسریٰ کے وسط اک آگ کا کوہ حائل ہو کہ ہر اک گروہ معرکہ آرائی سے دور رہے۔

مگر ملک کے کئی اہم حصوں سے محروم ہو کر اہل کسریٰ کو سکھ کہاں؟ مروآگر کسریٰ سائل ہوا کہ کسی طرح سرداری کے کھوئے ہوئے ٹھاٹھ لوٹائے۔ اس کام کے لئے رسائل لکھے گئے اور ہر سو ہرکارے دوڑائے گئے۔

کسریٰ کے رسائل واحکام سے اردگرد کے ممالک کو اک آگ سی لگ گئی اور آدھا لاکھ عمر والا ہم لوگوں کا ٹڈی دل اکٹھا ہوا۔

اس عسکر طرار کا سالار لڑائی کے اطوار کا ماہر آدمی[1] طے ہوا اور اک اہم علم[2] کہ وہ مدام سے اہل کسریٰ کے ہاں مسعود رہا۔ اس اعلیٰ اس کے ساتھ ساتھ عسکر طرار کو لے کر کامگاری کی آس لگائے رواں ہوا۔

اس حال کی اطلاع عمر مکرم کو ملی۔ عمر مکرم کا اک حکم ملا کہ اک گروہ کو ہمراہ لو اور عسکر کسریٰ کو روکو! راہ کے اک مرحلے آکر ہر دو عسکر اکٹھے ہو کر اک دوسرے سے معرکہ آراء ہوئے۔ اسلامی عسکر کے سالار علی اللہ کے گھر کو سدھار گئے۔ اس کا ولد امام آگے ہوا اور علم اٹھا کر عدو سے معرکہ آراء ہوا اور اسلامی عسکر کو اس سے لاعلم رکھا کہ اس کا والد امام اور عسکر اسلام کا سالار اعلیٰ دار السلام کو سدھارا۔

سحر مکمل ہوئی عسکر کسریٰ حوصلہ ہار کر معرکہ گاہ سے ہٹ کر ہٹا۔ اہل اسلام کمال حوصلہ وری سے ظفر آور ہوئے۔ مال کار کامگاری اہل اسلام کا حصہ ہوئی اور دس دس سو کے گروہ عسکر کسریٰ کے مارے گئے۔ اس معرکے عسکر اسلام کا عدد اعداء اسلام کے عدد کا سدس رہا۔ واللہ اعلم کہ اس کے والد عمر مکرم اللہ کے گھر کو سدھارے۔ وہ اسی لڑائی کا مشہور ہے۔

---

[1] فیروزان (متوفی ؟) مگر مروان شاہ۔ (تاریخ اسلام ج ۱، ص: ۳۵۸) [2] درفش کاویانی۔ (سیر الصحابہ ج ۱، ص: ۱۲۲)

آگے مسطور ہوا کہ عمر مکرم کی دلی آس رہی کہ کسی طرح معرکہ آرائی کا سلسلہ رکے، عمر مکرم کے حصوں کے لوگوں کی حکم عدولی اور معرکہ آرائی کا حال مسموع کر کے عمر مکرم کا حکم ہوا کہ معرکہ عام ہو کہ اس کے آگے دہرا کر ہر دو اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے ارادے سے دور ہے، اس لئے عسکر اسلام کے کئی حصے کئے گئے اور ہر عسکر کو الگ الگ علم عطا ہوا، سارے عسکر معرکہ عام کے لئے طے کردہ ممالک کو رواں ہوئے اور کمال حوصلہ وری سے لڑے، دو سال سے کم عرصہ لگا کہ کسریٰ کا سارا ملک اہل اسلام کی ملک ہوا اور اللہ کے کرم سے اسلام کو علو ملا۔

کسریٰ ادھر سے رسوا ہو کر الگ[1] ممالک کو راہی ہوا اور اک حاکم[2] سے ملا اور اس کو عسکر اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے آمادہ کر کے مسرور ہوا، گو کہ وہ حاکم اک عسکر طرار کے ہمراہ اہل اسلام سے معرکہ آرا ہوا، مگر رسوائی گلے کا ہار ہوئی اور وہ کئی سرداروں کو مروا کر دوڑا[3] اس سے کسریٰ کی رہی سہی آس ٹوٹ گئی، وہ اٹھا اور سارا مال اکٹھا کر کے آگے راہی ہوا۔

اس حال کا مطالعہ کر کے کسریٰ کے ملک کے لوگ آڑے آگئے اور اس کو اس سے روکا، مگر کسریٰ کا ارادہ مصمم اسی طرح رہا۔

مآل کار کسریٰ کے لوگ کسریٰ سے معرکہ آرا ہوئے اور لڑ لڑا کر سارا مال لے کر ہی رہے۔[4]

---

[1] یزدجرد ترکستان کے علاقہ فرغانہ میں چلا گیا۔ (تاریخ اسلام، ج۱، ص: ۳۶۱) [2] خاقان [3] یزدجرد جب خاقان کے پاس فرغانہ میں پہنچا تو اس نے اس کی بڑی عزت کی اور زبردست فوج لے کر یزدجرد کے ہمراہ خراسان کی طرف روانہ ہوا، بلخ تک خاقان تو مرو رود پر قابض ہو گیا اور یزدجرد نے مرو شاہجہان پر حملہ کیا، خاقان احنف بن قیس سے مقابلہ کر کے ناکام ہوا اور اپنے بعض سرداروں کو قتل کروا کے واپس فرغانہ بھاگ گیا۔ (تاریخ اسلام، ج۱، ص: ۳۶۱)

[4] یزدجرد نے کو خاقان کے واپس جانے کی خبر ملی تو اس نے مایوس ہو کر خزانہ اور جواہرات ساتھ لے اور ترکستان کا عزم کیا، درباریوں نے دیکھا کہ ملک کی دولت جو تھوڑی بہت باقی ہے وہ بھی جاتی ہے تو روکا، اس نے نہ مانا تو مقابلہ کر کے تمام مال واسباب ایک ایک کر کے چھین لیا۔ یزدجرد بے سروسامانی کی حالت میں خاقان کے پاس پہنچا اور خدا کی نافرمانی کے باعث مدتوں فرغانہ کی گلیوں کی خاک چھانتا رہا۔ (سیر الصحابہ، ج ۲، ص: ۱۲۳)

اس طرح رسوا ہوکر کسریٰ وہاں سے آگے راہی ہوا اور راعیٔ[1] مددگار حاکم کے ہاں کئی سال رہا اور رسوائی گلے کا ہار ہوئی۔

اس کامگاری کی اطلاع عمر مکرم کو ملی، عمر مکرم کمال مسرور ہوئے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے کہا:

''اس لیے کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور اہل کسریٰ سدا اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے حوصلہ سے محروم ہوں گے۔ اس لیے اسلام اور اہل اسلام ہر طرح سے معصوم ہوئے۔ اے لوگو! اگر راہ عدل سے ہٹو گے، اللہ اسی طرح اہل اسلام کا ملک دوسروں کو دے گا۔''[2]

ملکِ حمص[3] کے معرکے

ملک کسریٰ کے معرکوں کا حال مسطور ہوا اس لیے ملکِ حمص کے معرکوں کے احوال مسطور ہوں گے۔

اس ملک کے کئی حصے[4] حاکم اول کے دور کو ہی اہل اسلام کی ملک ہوئے، عمر مکرم حاکم اسلام ہوئے، اس لیے اک اہم ملک[5] اہل اسلام کے محاصرے کا محصور رہا۔

مآل کار ماہ صوم سے دو ماہ ادھر[6] ہمدم حسام اللہ سے اس کی کامگاری ہوئی۔ اہل اسلام کی اس کامگاری سے رومی لوگوں کے دل کمال ملول ہوئے، ادھر ادھر سے کئی عسکر اکٹھے ہوکر عسکر اسلام سے لڑائی کے واسطے آمادہ ہوئے۔

اس اطلاع کو لے کر عسکر اسلام اٹھا اور عسکر اعداء کے آگے آ ڈٹا اک ہمدم[7] رسول صلعم کے واسطے

---

۱ خاقان۔ ۲ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص: ۳۶۱) ۳ ملک شام۔ ۴ اجنادین بصریٰ اور دوسرے چھوٹے چھوٹے مقامات۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۱۴۳) ۵ دمشق۔ ۶ رجب ۱۳ھ۔

۷ حضرت معاذ بن جبل۔

گئے مگر کامگاری سے محروم لوٹ آئے۔

قتال کاروداع مکہ کے دو کم سولہ سال کو ماہ صوم سے دو ماہ آگے ہی کئی معرکے ہو کر اک

معرکہ عام ہوا اور اہل اسلام کامگار ہوئے۔ وللہ الحمد!

وہاں کے لوگ آگے آئے اور مال صلح ادا کر کے معصوم ہوئے۔

حمص کی کامگاری

کئی اہم حصولوں[1] کی کامگاری حاصل کر عسکر اسلام حمص وارد ہوا اور اہل حمص کا محاصرہ ہوا۔

اک عرصہ حمص والے لڑتے رہے، مگر قتال کا رخ صلح کر لی۔ حمص کی کامگاری کے آگے کئی دوسرے

ممالک اہل اسلام کی ملک ہوئے اور عسکر اسلام کا ارادہ ہرکول[2] کے دارالملک[3] کی کامگاری

کا ہوا، مگر عمر مکرم کا حکم ہوا کہ اس سال اس ارادے سے دور ہی رہو، اس لئے اسلامی عسکر ادھر

لوٹا۔

دارالمطہر[4] کی کامگاری

ہمدم عمرو ولد عاص آگے ہی سے اس ملک[5] کی کامگاری کے واسطے مامور رہے کہ اس

کا اک حصہ رملہ کے اسم سے موسوم ہے، اس ملک کی کامگاری حاصل کر کے عمرو ولد عاص

عسکر اسلام کو دارالمطہر لائے اور دارالمطہر کا محاصرہ کر کے کھڑے ہوئے۔

دارالمطہر کے لوگوں کا اسلامی سالار اعلیٰ سے کلام ہوا کہ ہم کو علم ہے دوسری کے واسطے سے معلوم ہوا ہے

---

[1] دمشق اور اس کے اردگرد کے علاقوں کے مفتوح ہو جانے کے بعد مسلمانوں نے حمص کا رخ کیا، راستے میں بعلبک، حماۃ، شیراز اور معرۃ النعمان فتح کرتے ہوئے حمص پہنچے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ (سیر الصحابہ ج ۲ ص ۱۲۳) اور تاریخ اسلام مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی کے مطابق مقام فحل، مقام بیسان، صیدا، معرۃ، بعلبک، بیروت کو دمشق کے بعد فتح کیا گیا اور مذکورہ بالا ملکوں کو حمص سے پہلے فتح کیا گیا۔ (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۳۳۹) [2] ہرقل۔ [3] جہاں بادشاہ رہتا ہو۔ (لغات کشوری) ہرقل کا پایہ تخت انطاکیہ۔ [4] بیت المقدس۔ [5] فلسطین۔

لوگ حکم عدولی کر کے ساعی ہوئے کہ کس طرح حمص واہرا کر اہل حمص کا ہو، مگر وہ اس مراد سے محروم ہی رہے۔

مصر کی کامگاری

عمرو ولد عاص، عمر مکرم کے آگے آئے اور کہا کہ اس کا ارادہ ہے کہ وہ اک عسکر کے ہمراہ مصر حملہ آور ہو! اللہ کی مدد سے وہاں اسلام کو علو ملے گا۔

عمر مکرم کی رائے سے عمرو ولد عاص اک عسکر کے ہمراہ مصر حملہ آور ہوئے اور مصر اور دوسرے کئی ملکوں[1] کی کامگاری حاصل کر کے لوٹے۔

گواہی[2] (رحلۂ دار السلام)

اک ہمدم رسول[3] کا مملوک، والدلولو اک سحر عمر مکرم کے آگے ہوا اور کہا:

"اس کا مالک حد سے سوا محصول اس کے سر لگائے ہوئے ہے، اس سے کہو کہ وہ کمی کرے۔"

عمر مکرم کا سوال ہوا: تم سے محصول کا عدد کہو! کہا: "دو درہم ہے۔"

عمر مکرم کا دوسرا سوال ہوا: کس عمل کے عامل ہو؟ کہا: "لوہے کا، لکڑی کا، اور گل کاری کا۔"[4]

عمر مکرم کا کلام ہوا: "اس طرح کے کاموں کے دو درہم کا محصول معمولی ہے[5]۔"

اس کلام سے والدلولو کا دل حسد کی آگ سے سلگ اٹھا اور اس کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح عمر مکرم کو ہلاک کرے، اس لئے وہ مردود، سحر کی عماد اسلام کے لئے حرم رسول وارد ہوا۔ عمر مکرم عماد اسلام کی ادائیگی کے واسطے آگے ہوئے، اسی لمحے مردود والدلولو اٹھا اور دو دھاری

---

[1] بلبیس اور ام دنین، فسطاط، اسکندریہ کو مسلمانوں نے فتح کیا۔ (ایضاً)

[2] شہادت۔ [3] حضرت مغیرہ بن شعبہ۔

[4] آہنگری، نجاری اور نقاشی کرتا تھا۔ ابو لولو فیروز سے (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۲۲۳)

وار آلے سے عمر مکرم کو گھائل کر کے دوڑا۔

عمر مکرم مصلے سے ہٹے اور اک ہمدم رسول، والد محمد[1] کو عمادِ اسلام کے لئے آگے کھڑا کر کے گھاؤ کے صدمے سے گر گئے۔ کئی لوگ دوڑے کہ کسی طرح والد لولو مردود، محصور ہو، اک آدمی[2] کو ہلاک اور کئی لوگوں کو گھائل کر کے وہ مردود، محصور ہوا اور اسی دھاری وار آلے سے گلا کاٹ کے وہ مردود سدا کے لئے واصل دارالآلام ہوا (اللہ اس مردود کو دارالآلام کے سارے دکھ دے اور سدا سے سوا کرے)

گھاؤ کمال گہرے لگے، اس لئے لوگوں کو حاکم دوم کی عمر کی آس ٹوٹ گئی، لوگوں کی رائے ہوئی کہ ہمدم مکرم، حاکم اول[3] کی طرح کسی آدمی کو حاکم اسلام کر دو!

عمر مکرم کا حکم ہوا کہ دو کم آٹھ لوگوں کے گروہ سے کسی اک آدمی کو حاکم اسلام طے کرلو!

اس گروہ کے لوگوں کا اسم اس طرح ہے:

"رسول اللہ کے دوہرے داماد، حاکم سوم[4] ہوا، داماد رسول، علی کرم اللہ، ہمدم طلحہ، ہمدم سعد، ہمدم ولد عوام، ہمدم والد محمد[6]"

---

[1] حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ (جن کی کنیت ابو محمد ہے۔) نے لوگوں کو اس حالت میں نماز پڑھائی کہ فاروق اعظمؓ زخمی حالت میں سامنے لیٹے تھے۔ [2] جب لوگوں نے اس مردود ابولولو کو پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے کئی آدمیوں کو زخمی کیا اور حضرت کلیب بن ابی بکیرؓ کو شہید کر دیا۔ آخر گرفتار کر لیا گیا لیکن اس نے گرفتار ہوتے ہی خودکشی کر لی اور ہمیشہ کے لئے واصل جہنم ہوا۔ [3] سیدنا ابوبکر صدیقؓ [4] حضرت عثمان غنیؓ [5] حضرت زبیر بن العوامؓ [6] حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی کنیت۔ (صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا ص: ٦٦٩) آپؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعد بن وقاصؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کو طلب فرمایا۔ حضرت طلحہؓ مدینہ میں تشریف نہ رکھتے تھے، اس لئے پانچ آدمیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: تین دن تک حضرت طلحہؓ کا انتظار کرنا، اگر آجائیں تو ان کو بھی اپنی جماعت میں شامل کرنا، ورنہ تم پانچ آدمی ہی مشورہ کر کے اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا امیر بنا لینا۔ (تاریخ اسلام، ج۱، ص: ۳۶۵)

رکوع سے عاری نماز اسلام[1] کے امام ہمدم رومی[3] ہوئے اور حاکم سوم، ہمدم ثانی، ولد عوام، ولد عمر اور والد محمد کی مدد سے لحد کے حوالے کئے گئے۔

---

[1] نماز جنازہ دی حضرت صہیب رومی، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے قبر میں اتارا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص: ۲۹۳)

حمد اللہ کے لئے، سلام رسول اللہ اس کے بندوں کے لئے

حصۂ دوم

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے

دو داماد

دہرا دامادِ رسول اور ہمدم علی

(اللہ ہر دو سے مسرور رہو)

کے احوال کا حامل ہے

اللہ کے اسم سے کہ وہ عمومی رحم و کرم والا ہے

مطالعہ

والد عمرو[1]، رسول اللہ کا دوہرا داماد، دو نور حلوں والا[2]، ولد[3] ولد والد عاص، دو ہجرتوں والا[4]۔ اسلام کا حاکم سوم۔

مولودی سلسلہ

داماد رسول حاکم سوم کا مولودی سلسلہ والد اور ماں ہر دو کے واسطے سے ہادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملا ہوا ہے[5]۔

داماد رسول، حاکم سوم کو دو نوروں والا اس لئے کہا کہ ہادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی دو لڑکی کی عروسی حاکم سوم سے ہوئی۔

حاکم سوم کا اموی اسرہ دور لاعلمی سے ہی کو سرداری کا حامل رہا۔

عالم مادی کو آمد

مکہ مکرمہ کے لئے اک سال اس طرح کا ہوا کہ اک حاکم مردود، دار اللہ کی مسماری کے ارادے سے مکہ وارد ہوا، حاکم سوم اس سال سے دو کم آٹھ سال ادھر[6] مولود ہوئے اور رحلہ

---

[1] حضرت عثمانؓ کی کنیت۔ (صحابہ کرام انسائیکلو پیڈیا، ص ۱۶۵) [2] دو نور[3] یمن [3] عثمانؓ بن ابوالعاص [4] ذو النورین۔

[5] والد کی طرف سے پورا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی۔ والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف۔ حضرت عثمان کا سلسلہ پانچویں پشت عبد مناف پر آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے یعنی عبد مناف کے دو فرزندوں میں سے ایک کی اولاد میں رسول اللہ ہیں اور ایک کی اولاد میں حضرت عثمانؓ آپؓ کی نانی بیضا ام حکیم، حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی سگی بہن اور رسول اللہ کی پھوپھی تھیں۔ غرض آپؓ ماں اور باپ دونوں طرف سے بہت قریب کی قرابت رسول اللہ کے ساتھ رکھتے تھے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص ۲۰۰، تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج ۱، ص ۳۰۳، سیر اصحاب، ج ۱، ص ۱۶۵) [6] واقعہ فیل کے چھٹے سال یعنی ہجرت نبوی سے ۴۷ سال قبل پیدا ہوئے۔

وداع مکہ سے سرکم آدھی صدی آگے مولود ہوئے۔

داماد رسول، حاکم سوم ایک آسودہ حال سوداگر اور داد و عطا کے عادی رہے۔

حاکم سوم کا اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دوسرے داماد کی عمر اٹھارہ دو رسولہ سال کی ہوئی، مکہ مکرمہ کی وادی صدائے لا الہ سے معمور ہوئی گو کہ اس صدا سے اہل مکہ ایک عرصہ سے لاعلم رہے، مگر حاکم سوم کہ ملائم دل والے رہے، اس لئے اسلام کے حاکم اول کا کلام مسموع کر کے اسلام کے واسطے آمادہ ہوئے۔

اور اس ارادے سے کھڑے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آ کر اسلام لائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم ادھر ہی مل گئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا: اے والد عمرو! اسلام لا کر دار السلام حاصل کرلو! حاکم سوم اسی لمحے اسلام سے مالا مال ہوئے۔[1]

اک اہم کلام

اہل مطالعہ کو معلوم رہے کہ اسلام کے حاکم سوم کا اموی اسرہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اسرہ کا ہمکار رہا اور وہ ہادی عالم کی کامگاری اور علو اسلام سے حاسد ہوا کہ اگر اسلام

---

[1] سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۷۹ [2] حریف۔ (فیروز اللغات) [3] حضرت عثمان غنیؓ کا تعلق اموی خاندان سے تھا جو بنو ہاشم کا حریف تھا، رسول اللہ ﷺ کی کامیابی کو اس لئے خوف و حسد کی نگاہ سے دیکھتا تھا کہ اس طریقے سے عرب کی سیادت کی باگ بنو امیہ کے ہاتھ سے نکل کر بنو ہاشم کے دست اقتدار میں چلی جائے گی یہی وجہ تھی کہ عتبہ بن ابی معیط اور ابوسفیان وغیرہ اس تحریک کو دبانے میں نہایت سرگرمی سے پیش پیش تھے مگر حضرت عثمانؓ کا آئینہ دل خاندانی تعصب کے گرد وغبار سے پاک تھا، اس لئے اس قسم کی کوئی چیز ان کی صفائی باطن کو مکدر نہ کر سکی، آپ چوتھے مسلمان تھے۔

(سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۷۹، تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج ۱، ص ۳۵۵)

کو علو ملے گا سرداری، اموی اسرہ سے ہٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اسرہ کو ملے گی۔ اس لئے اموی اسرہ کے کئی سرکردہ لوگ ساعی ہوئے کہ کسی طرح صدائے اسلام رکے، مگر داماد رسول حاکم سوم کا دل اس طرح کے ہر حسد سے کوسوں دور رہا۔ اسی لئے وہ اول اول اسلام لے آئے، اس سے اس کے اسرہ کے لوگ اس کے عدو ہو گئے۔

دامادئ رسولؐ کا عالی اکرام

حاکم سوم کے اسلام کو اک عرصہ ہوا، حاکم سوم کو اک اعلیٰ اکرام ملا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے داماد ہوئے۔

رسول اکرمؐ کی اک لڑکی[1] کی عروسی ہادیٔ اکرمؐ کے عم گمراہ[2] کے اک لڑکے[3] سے ہوئی، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم داعیٔ اسلام ہوئے، عم گمراہ لڑکے کے گھر آئے اور اس کو حکم ہوا کہ محمدؐ کی لڑکی کو الگ کر دو! والد کے حکم سے لڑکا دوری کر کے مسرور ہوا۔
رسول اللہؐ کی رائے سے اس لڑکی کی عروسی حاکم سوم سے ہو گئی۔

رحلۂ اول[4]

مکہ مکرمہ کی وادی صدائے اسلام سے معمور ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور ہمدموں کی مساعی سے اسلام کو علو ملا۔ اس سے اہل مکہ کے دل حسد کی آگ سے سلگ اٹھے اور وہ اہل اسلام کو دکھ دہی اور الم رسائی کے واسطے ساعی ہوئے۔ گو کہ حاکم سوم، اموی اسرہ کے سرکردہ آدمی رہے، مگر اسلام کے لئے دکھ و الم سہے۔ حاکم سوم کے اک عم گمراہ کو اطلاع ملی کہ اس کے ولد امجد کا لڑکا اسلام سے مالا مال ہوا ہے، وہ اٹھا اور حاکم سوم کو رسی سے کس کے ہزار[5]

---

۱ حضرت رقیہؓ ۲ ابولہب ۳ عتبہ۔ آپؐ کے دعوے نبوت کے بعد ابولہب ملعون کو آنحضرتؐ سے اتنی عداوت ہوگئی کہ اس نے اپنے لڑکے عتبہ پر دباؤ ڈال کر حضرت رقیہؓ کو طلاق دلوادی ہے (سیر الصحابہ ج ۱، ص ۱۷۱) ۴ ہجرت حبشہ ۵ حضرت عثمان غنیؓ کے چچا کو اطلاع ملی کہ حضرت عثمانؓ مسلمان ہو گئے ہیں تو اس نے حضرت عثمانؓ کو باندھ کر مارا۔ (سیر الصحابہ ج ۱، ص ۱۷۸)

اول اول اہل اسرہ سرد مہری کے عامل رہے، مگر وہ لمحہ آ کے رہا کہ اسرہ اور مکہ کے گمراہوں کے دکھ دہی اور ظلم رسانی کے سلسلے کو اس طرح طول ہوا کہ اس کی سہار آدمی کو کہاں!؟ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حاکم سوم کو حکم ہوا کہ گھر والوں کو لے کر ملک اصحمۂ کو راہی ہو۔[1]

حاکم سوم گھر والوں کو لے کر سوئے ملک اصحمہ راہی ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہے:

"سعد، حرم[2] اور لوط رسول (سلام اللہ علی روحہما) کے علاوہ وہ والد عمرو[3] ہی وہ
آدمی ہے کہ گھر والوں کے ہمراہ رحلہ کر گئے۔"

حاکم سوم آٹھ سال اسی طرح رہے[4] اور اس کی اطلاع کو مسموع کر کے مکہ لوٹے کہ اہل مکہ سارے کے سارے اسلام لے آئے، مگر مکہ آ کر معلوم کہ اہل مکہ اسلام سے محروم ہی دور ہے۔ کئی آدمی دہرا کر ملک اصحمہ لوٹ گئے، مگر حاکم سوم مکہ ہی رک گئے۔[5]

رحلۂ دوم[6]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو وحی آئی کہ مکہ مکرمہ کے ہمدم اور اہل اسلام محمود احمد کو اک اک کر کے رواں ہوں، ہمدموں کو اس حکم اور اس راہ کی اطلاع دی گئی، لوگوں کو حکم رسول ملا اور وہ اس حکم الہی اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم کے لئے آمادۂ عمل ہوئے۔

---

۱ نجاشی ۲ (سیرت خاتم الانبیاء، ص ۳۶) ۳ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام نے بھی اپنے اہل کے ساتھ ہجرت کی تھی، ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ نے۔ (سیرت خلفائے راشدینؓ، ص ۲۰۲، سیر الصحابہ، ج ۲، ص ۱۷۸) ۴ حضرت عثمان غنیؓ تھے (صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا، ص ۲۱۸) ۵ صحابہ کرامؓ کو قریش کے اسلام لانے کی خبر ملی تو سب نہ آئے، ان میں عثمانؓ بھی تھے۔ (سیر الصحابہ، ج ۲، ص ۱۷۸) ۶ یعنی مدینہ کی ہجرت۔

حاکم سوم مع گھر والوں کے آمادہ ہوئے کہ مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر اس مصر کو رواں دواں کہ وہی معمورہ رسول ہو گا۔[1]

حاکم سوم معمورہ احد آ کر مددگار رسول اوس[2] کے ہاں ٹھہرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کی رائے سے مددگار اوس اور حاکم سوم کا اک دوسرے سے معاہدہ ہمدردی و رواداری ہوا۔[3]

ماءِ رومہ[4] اور داماد رسول

معمورہ رسول آ کر اہل اسلام کو ماءِ طاہر سے محرومی ہوئی، لوگوں سے معلوم ہوا کہ معمورہ رسول کے لئے اک ماءِ طاہر کا گڑھا ہے، مگر اس کا مالک اک اسرائلی[5] ہے اور وہ ماءِ طاہر اس کی کمائی ہے۔

اہل اسلام کی ماءِ طاہر سے محرومی کو محسوس کر کے داماد رسول کا ارادہ ہوا کہ اسرائلی کو دام دے کر ماءِ طاہر کا گڑھا مول لے لوں اور اس کو اللہ کی راہ دے دوں۔

اس ارادے کو لے کر حاکم سوم اٹھے اور اس اسرائلی کے آگے آ کر اس سے کہا:

''ہم کو رومہ کا گڑھا مول دے دو!''

اس کا ردکلام ہوا کہ آدھا گڑھا مول دوں گا[6] اور وہ اس طرح کہ اک سحر رومہ ہمارا ہو گا اور اک سحر داماد رسول کا۔ داماد رسول آمادہ ہو گئے اور دام ادا کر کے آدھے رومہ کے مالک ہوئے اور اس کو اللہ کی راہ دے کر مسرور ہوئے۔

---

[1] ہادی عالم ص: ۱۴۹ [2] حضرت اوس بن ثابت [3] آپ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت اوس بن ثابت کے درمیان مواخات قائم کر دی۔ (صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا ص: ۱۲۸) [4] بئر رومہ [5] یہودی [6] یہودی صرف نصف حق فروخت کرنے پر راضی ہوا اور شرط یہ قرار پائی کہ ایک دن حضرت عثمانؓ کی باری ہوگی اور ایک دن یہودی کیلئے یہ کنواں مخصوص رہے گا۔ (سیر الصحابہ ج ۱ ص: ۷۹)

وہ سحر کی رومہ داماد رسول حاکم سوم کی ملک رہا۔ اس سحر سارے لوگ اس کے ماءِ طاہر سے مالا مال ہوئے اور گھڑوں ماءِ طاہر گھر لا کر مسرور ہوئے۔

دوسری سحر رومہ لوگوں کی آمد سے محروم ہی رہا۔ کئی سحر اسی طرح ہوا۔ اس سے اسرائلی کو ملال ہوا کہ کمائی گئی ہے۔[1] اس لئے وہ داماد رسول حاکم سوم سے آ کر ملا اور کہا:

"وہ آمادہ ہے کہ دام طے کر کے رومہ کا دوسرا حصہ داماد رسول کے حوالے کر دے۔"

حاکم سوم اٹھے اور دام دے کر سارے رومہ کے مالک ہوئے اور سارے رومہ کو اللہ کی راہ دے کر مسرور ہوئے۔ اس طرح سارے لوگوں کی ماءِ طاہر سے محرومی دور ہوئی۔

معرکے اور دوسرے احوال

معمورۂ رسول آ کر اہل اسلام کو آرام ملا، مگر گمراہوں کو کہاں گوارہ کہ مسلم آرام سے رہے اور اسلام کو علو ملے؟

اس ڈر سے کہ اگر معمورۂ رسول اسلام کا گہوارہ ہوا، اہل مکہ کی راہ کھوٹی ہو گی، وہ اسلام اور اہل اسلام کی رسوائی کے واسطے ساعی ہوئے اور اس لئے وداعِ مکہ کے دوسرے سال سے لے کر مکہ کی کامگاری کے لمحے معرکوں کا سلسلہ دائم رہا۔ داماد رسول حاکم سوم اک، دو معرکوں کے علاوہ ہر ہر معرکے ہادئ اکرمؐ کے همراہ رہے۔

اسلام کا معرکہ اولٰی[2] اور اسلام کے حاکم سوم

اسلام کے معرکۂ اولٰی کے لمحے داماد رسول کی گھر والی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی محموم رہی، اس لئے داماد رسول، حاکم سوم کو ہادئ اکرمؐ کا حکم ہوا کہ گھر والی کی دلداری

---

[1] جس دن حضرت عثمانؓ کی باری ہوتی، اس دن مسلمان اس قدر پانی بھر کر رکھ لیتے تھے کہ دو دن تک کیلئے کافی ہوتا تھا، یہودی نے دیکھا کہ اب اس سے کچھ نفع نہیں ہو سکتا تو وہ بقیہ نصف بھی فروخت کرنے پر راضی ہو گیا۔ (سیر الصحابہ ج: ۱ ص ۱۹۰)

[2] غزوہ بدر۔

کے واسطے اجر اسی طرح ٹھہرا، اللہ کی درگاہ سے صدہا اکرام اور مال کامگاری ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اہل اسلام کے ہمراہ معرکہ اول کے واسطے راہی ہوئے اور داماد رسول حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے معمورۂ رسول ہی ٹھہر گئے کہ گھر والی کی دلداری کر سکے۔[1]

داماد رسول حاکم سوم کی گھر والی کی عمر محسوم ہو کر اللہ کے گھر کو سدھاری۔ (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا۔[2])

بازی کل معرکہ گاہ سے ہو کے معمورۂ رسول رواں ہوئے، رسول اکرم کا حکم ہوا کہ دو آدمی دوڑ کر سوئے معمورۂ رسول رواں ہوں کہ وہاں کے لوگوں کو اہل اسلام کی کامگاری کی اطلاع ملے۔ اس امر کے لئے ولد رواحہ اک اور مددگار کے ہمراہ رواں ہوئے۔

ہمدم اسامہ[3] راوی ہوئے کہ ہم کو اہل اسلام کے اس معرکے سے کامگاری کی اطلاع ماہ سوم کی اٹھارہ کو ملی، اسی لمحے ہم سرور عالم کی لڑکی اور ہمدم داماد اس کو مٹی دے کر آئے۔

معلوم رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدم داماد اور اسلام کے حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے رسول اللہ کی لڑکی کی دلداری کے لئے معمورۂ رسول ہی رہے۔ اہل اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ ہمدم داماد سے معرکہ اول کے کامگار لوگوں کا سا سلوک ہو۔ اسی لئے معرکہ اول کے مال کامگاری سے اس کو دوسرے لوگوں کے مساوی حصہ ملا اور اللہ کی درگاہ سے وہ سارے احوال و اکرام ملے کہ اس معرکے کے

---

[1] غزوۂ بدر کے موقع پر آپ کی اہلیہ حضرت رقیہ بیمار تھیں اس لئے آپ نے حضرت عثمان غنی سے فرمایا کہ مدینہ ٹھہر جاؤ اور اہلیہ کی تیمار داری کرو۔ تم کو پورا پورا اجر ملے گا۔ اس لئے آپ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ (سیرت خاتم النبیین ص ۳۴۹، سیرت مصطفیٰ ج ۲ ص ۱۸۰) [2] سیر الصحابہ ج ۱ ص ۱۸۰، بخاری عالم ص ۳۰ [3] حضرت اسامہ فرماتے ہیں ہم حضرت رقیہ کو دفن کر کے لوٹے تو ہمیں فتح کی خبر ملی (ایضاً ص ۱۸۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہم روہ دم گمراہوں سے لڑ کر اللہ کے گھر کو سدھار گیا۔ اس سے اس گمراہ کو دھوکہ لگا کہ محمدؐ گھائل ہو کر گر ے، وہ مسرور ہوا اور کہسار کے ایک سرے سے صدا لگائی کہ محمدؐ کا وصال ہوا!

گمراہوں کے دل اس صدا سے مسرور ہوئے مگر اہل اسلام کے دل اس صدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور سارے لوگ اک دم ٹھٹھر کر رہ گئے[۱]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہبر، داماد اور اسلام کے حاکم سوم کا حال دگرگوں ہوا، وہ حواس گم کر کے رسول اللہ سے دور ہو گئے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی اطلاع عام ہوئی، اک مسلم کو اس کی سہار کہاں؟ حاکم سوم اس دوری کو لے کر سدا دکھی رہے، حالاں کہ اس طرح کے لوگوں کے لئے اللہ کا کلام وارد ہوا:

”اللہ سے اس طرح کے سارے لوگوں کو رہائی ملی، لامحالہ، اللہ کمال حلم والا اور رہائی والا ہے۔“[۲]

---

۱ (ہادیٔ عالم ص: ۲۲۲) ۲ احد کی لڑائی میں جب رسول خداؐ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی اور صحابہ کرامؓ میں نہایت بے چینی اور سراسیمگی پھیل گئی اور اسی پریشانی و بدحواسی میں بعض لوگ میدان جنگ سے ہٹ گئے۔ بعض معمولی روایات سے جن کی حیثیت اخبار احاد سے زیادہ نہیں، حضرت عثمان غنیؓ کا نام بھی پیچھے ہٹ جانے والوں میں لیا گیا ہے۔ اوّل تو ایک تو حضرت عثمانؓ جیسے جلیل الشان و عظیم المرتبت صحابی کا میدان احد سے ہٹ جانا قابل تسلیم نہیں۔ دوسرے ان ہٹ جانے والے لوگوں پر کوئی ملامت بھی نہیں۔ اوّل اس وجہ سے کہ رسول اللہؐ کی شہادت کی خبر سے سراسیمہ ہو گئے تھے۔ دوم اس وجہ سے کہ ان ہٹ جانے والوں کے حق میں صاف طور پر قرآن کریم میں وارد ہوا گیا ہے: ولقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور حلیم۔ تحقیق اللہ نے ان سب کو معاف کر دیا، بے شک اللہ بڑا حلم والا اور بخشنے والا ہے۔ آل عمران۔ ۱۵۵ (سیرت خلفائے راشدین ص: ۲۰۰)

دوسرے معرکے

وداعِ مکہ کو دو اور دو سال ہوئے کہ دوسرا[1] عماد اسلام والا معرکہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اس معرکے کے واسطے راہی ہوئے اور داماد رسول، حاکم سوم کو عمور کا والی کر گئے۔

اسی طرح اسرائلی گروہ سے معرکہ[2] ہوا اور اس کے آگے حائل والا معرکہ[3] ہوا۔ داماد رسول اہل اسلام کے ہمراہ رہے۔

معاہدۂ صلح اور حاکم سوم

وداعِ مکہ کو دو کم آٹھ سال ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے۔ راہ کے اک مرحلے رسول اکرم کو اطلاع ملی کہ مکے کے گمراہ ہر طرح لڑائی کے واسطے آمادہ ہو گئے اور سارے لوگوں کا ارادہ ہے کہ اہل اسلام کو مکہ سے دور ہی روک کر معرکہ آرا ہوں گے۔

سرکار دو عالم اہل اسلام کو لے کر مکہ مکرمہ سے کوئی دس کوس ادھر اک گاؤں آکر رکے، وہی محل رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور اہل اسلام کی ورود گاہ ہوا[4]۔
مگر ہادیٔ اکرم لڑائی کے ارادے سے کہاں آئے؟ اس لئے ہادیٔ کامل کا دہرے داماد[5] اور اسلام کے حاکم سوم کو حکم ہوا کہ مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوں اور مکے والوں سے کہو کہ ہمارا عمرے کا ارادہ ہے اور ہمارا عہد ہے کہ ہم لڑائی سے دور رہوں گے اور رؤسائے مکہ سے اور مکہ مکرمہ کے مسلموں سے

---

[1] غزوہ ذات الرقاع، چونکہ اس غزوہ میں صلوٰۃ الخوف مشروع ہوئی اس لئے اس کو یہ نام دیا گیا۔ اس غزوے کے کئی دوسرے نام ہیں (۱) غزوات الرقاع (۲) غزوہ محارب (۳) غزوہ بنو ثعلبہ (۴) غزوہ صلوٰۃ الخوف (۵) غزوۂ الاعاجیب (معجزات نبوت کے باعث [illegible]) [2] غزوہ بنو نضیر (ہادیٔ عالم ص: ۲۲۵) [3] غزوہ خندق [illegible] [4] حدیبیہ نامی گاؤں [illegible] ہے۔ (ایضاً ص ۲۶۳) [5] حضرت عثمانؓ کو یہ پیغام دے کر بھیجا گیا کہ [illegible] مسلمانوں کو فتح کی [illegible] (ایضاً ص ۲۹۳)

کہہ دو کہ اک عرصہ ادھر، اللہ اہل اسلام کو کامگاری عطا کرے گا اور اسلام کو علو حاصل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہرے داماد، رسول اللہؐ کے حکم سے مکہ کے اک آدمی کے ہمراہ مکہ مکرمہ گئے اور وہاں کے سرداروں اور مسلموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اطلاع دی۔

مکہ والے اک رائے ہوگئے کہ اس سال مکہ مکرمہ سے دور رہو اور عمرے کے ارادے کو دل سے دور کردو، ہاں اگلے سال آکر عمرہ ادا کرو اور داماد رسول سے کہا کہ اگر ارادہ ہو، دار اللہ کا دور کرلو! مگر داماد رسول حاکم سوم کو کہاں گوارہ کہ اللہ کا رسول دار اللہ کے دورے سے محروم رہے اور وہ اس اکرام و سرور کو حاصل کرے۔؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہرے داماد وہاں روک لئے گئے اور ادھر اہل اسلام کسی طرح اطلاع ملی کہ داماد رسول مارے گئے۔

حاکم سوم کے صلۂ دم کے واسطے اہل اسلام کا رسول اللہؐ سے عہد[1]

سرور عالمؐ کو اس کی اطلاع ہوئی، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال صدمہ ہوا اور کہا کہ دہرے داماد کا صلۂ دم لے کر ہی وہاں سے راہی ہوں گے اور وہاں سمرہ[2] کے سائے آئے اور عام صدا دی:

> "ہر وہ آدمی کہ اللہ کے رسول کے ہمراہ حوصلہ وری سے لڑائی کے لئے آمادہ ہے، آگے آئے اور وہ رسول اللہؐ سے عہد کرے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہر طرح سے لڑے گا اور دل کھول کر معرکہ آراء ہوگا۔"

---

[1] بیعت الرضوان یعنی وہ بیعت جس سے صحابہ کرامؓ کیلئے اللہ تعالیٰ کی عام رضا کا اعلان قرآن کریم میں ہوا۔ (ہادی عالم، ص: ۲۹۳) [2] سمرہ کیکر کا وہ درخت جس کے نیچے بیٹھ کر آپؐ نے بیعت لی (ایضاً بحوالہ سیرت مصطفیٰ، ص: ۲۳۰، ج: ۲)

سارے لوگوں سے اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اک دلدادہ وفا عہدی
آگے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معرکہ آرائی کا عہد کر کے لوٹے۔
سارے اہل اسلام محظوظ ہوئے اور اک اک کر کے سارے لوگ عہد کر کے مسرور ہوئے دوسرے
داماد کے لئے کلام ہوا: "اس کے لئے اس طرح کا عہد اللہ کا رسول ہی کرے گا۔"

ہمدموں اور مددگاروں کے اسی عہد کے لئے کلام الٰہی وارد ہوا اور اس عہد کے حامل
سارے اہل اسلام کو وہ اکرام ملا کہ دوسرے لوگ اس سے محروم رہے۔ اس کلام الٰہی سے اس
امر کی گواہی ملی کہ اللہ مالک الملک عہد کاروں سے مسرور ہوا اور اللہ کو سارے اہل اسلام کے
دلوں کا حال معلوم ہے اور اہل اسلام کے لئے دل کا سرور وارد ہوا اور اس کے صلے، اللہ کی درگاہ
سے اک عرصہ ادھر اک کامگاری عطا ہوئی اور اموال کامگاری ملے۔[1] مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے دوسرے داماد کسی طرح تامہ والوں سے الگ ہو کر درگاہ آگئے اور رسول اکرم سے
آملے اور آکر رسول اکرم سے عہد کر کے اس اکرام کے حصہ دار ہوئے۔[2]

تمام کار اہل مکہ صلح کے لئے آمادہ ہوگئے، معاہدہ صلح کے امور طے کر کے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اہل اسلام کو لے کر سوئے معمورہ رسول لوٹ گئے۔

اس کے آگے کئی دوسرے معرکے ہوئے۔[3] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

۱ قرآن کریم کی آیت اسی بارے میں نازل ہوئی: لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینة علیہم و اثابہم فتحا قریبا و مغانم کثیرة یاخذونہا و کان اللہ عزیزا حکیما. ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جس وقت وہ آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اللہ کو ان کے دلوں کا خلوص معلوم ہوگیا اللہ نے ان پر سکینہ نازل کی اور انعام میں قریبی فتح عطا فرمائی اور بہت سے اموال غنیمت عطا فرمائے اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (پارہ ۲۶، ص ۴۹۵) ۲ (ایضاً) ۳ ے ھ میں غزوہ خیبر پیش آیا پھر ۸ھ میں فتح مکہ ہوا اسی سال ہوازن کی جنگ ہوئی جو غزوہ حنین کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت عثمان ان تمام معرکوں میں شریک رہے۔ (سیر الصحابہ ج ۱، ص ۱۸۳)

دہرے داماد، ہر ہر معرکے کے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

معرکہ عسرۃ[1] اور اسلام کے حاکم سوم کی داد و عطا

ملک روم کے حاکم کو کسی طرح اطلاع ملی کہ محمدؐ اس وارمادی سے دارالسلام کو راہی ہوئے اور اس ملک کے لوگ مال و طعام سے محروم ہو گئے، اس لئے اگر اس ملک آ کر حملہ آور ہو گے، کامگار ہو گے۔

حاکم روم ہرقلس کا دل ملک و مال کی طمع سے معمور ہوا اور وہ اک عسکر طرار اکٹھا کر کے آمادہ ہوا کہ معمورۂ رسول آ کر حملہ آور ہو۔

ادھر ملک روم کے کسی کارواں کے لوگوں سے سرور عالمؐ کو معلوم ہوا کہ حاکم روم حملے کا ارادہ کر رہا ہے، سرور عالمؐ کا حکم ہوا کہ عسکر اسلام ملک روم کے رحلے کے لئے آمادہ ہو!

وہ سال اہل اسلام کے لئے کڑا رہا اس لئے کہ اس سے اگلے سال گراں سالی رہی اور وہ موسم کٹائی کا موسم رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اس معرکے کے لئے لوگ کھلے دل سے اموال دے کر اللہ کے آگے کامگار و مسرور ہوں!

ہمدم مکرم اور اسلام کے حاکم اول گھر کا سارا مال اور عمر مکرم گھر کا آدھا مال لے کر آئے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد اک آسودہ حال سوداگر رہے اور اس کا اک سوداگری کا کارواں ملک روم سے مالا مال ہو کر لوٹا، اس لئے وہ اٹھے اور کہا کہ وہ عسکر اسلام کے سہ حصے کر کے اک حصے کو مکمل اسلحہ اور اس کے ہر ہر آدمی کو لدی لادی سواری دے گا۔[3]

---

[1] غزوہ تبوک کو سخت آزمائشی حالات کی وجہ سے غزوہ عسرہ بھی کہتے ہیں۔ عسرہ کے معنی تنگی اور تکلیف کے ہیں۔ (روحی عام) [2] (ایضاً ص ۳۸۴) [3] اسی زمانے میں حضرت عثمان غنیؓ کا تجارتی قافلہ ملک شام سے نفع کثیر کے ساتھ واپس آیا تھا، اس لئے آپ نے اک تہائی فوج کے تمام اخراجات تنہا اپنے ذمے لئے۔ (سیر الصحابہ ج ۱، ص ۱۸۴)

دہرے داماد رسول کی مدح سسر رسول سے

ہمدم مکرم کے وصال کے آگے ہمدم مکرم کے ارادے اور داعی اسلام کی رائے سے

عمر مکرم، ولی الامر ہوئے، اس کا حال اس طرح ہوا کہ ہمدم مکرم کے وصال سے اک عرصہ ادھر ہمدم مکرم کا ارادہ ہوا کہ لوگوں کے واسطے اک رسالہ اس طرح کا لکھوا دوں کہ وہ اسلام کے اگلے حاکم کے اسم کا حامل ہو کہ لوگوں کے لئے حاکم اسلام کا مسئلہ حل ہو، اس لئے ہمدم مکرم اور اسلام حاکم کے دل کا داماد رسول حاکم سوم کو حکم ہوا کہ ہمارے کلام کو لکھو!

حاکم سوم آئے اور کلام کا اک حصہ لکھا اس سے آگے کہ ہمدم مکرم اس آدمی کا اسم لکھوائے کہ وہ لوگوں کے واسطے اسلام کا اگلا حاکم ہوگا، درد کی کسک سے حواس گم کر گئے[1]

داماد رسول اسلام کے حاکم سوم کو الہامی طور سے معلوم ہوا کہ وہ آدمی کہ اگلا حاکم اسلام ہوگا، وہ عمر مکرم ہی ہے۔ اس لئے عمر مکرم کا اسم لکھ کر رک گئے، کئی لمحے اسی طرح رہ کر ہمدم مکرم اٹھے اور کہا:

"ہمارے آگے ہو کس طرح لکھا ہے؟"

حاکم سوم سے عمر مکرم کا اسم مسموع کر کے دل سے مسرور ہوئے اور رسول اللہ کے دہرے داماد کی مدح کی[2] اس کے آگے عمر مکرم حاکم اسلام ہوئے اور دس سال حاکم اسلام رہ کر دار السلام کو سدھارے اور دو کم آٹھ لوگوں کا اسم لے کر کہا:

"وہ اور اک کم نو کا گروہ ہے کسی اک کو حاکم اسلام کر لو!"

عمر مکرم کے امور خلد کو مکمل کر کے دو کم آٹھ لوگوں کا گروہ اکٹھا ہوا کہ اولی الامر کا مسئلہ حل

---

[1] حضرت ابوبکر صدیقؓ آخری وقت عمرؓ کا وصیت نامہ حضرت عثمان غنیؓ سے لکھوا رہے تھے، دوران کتابت کسی خلیفہ کا نام لکھنے سے قبل حضرت ابوبکر صدیقؓ پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی عقل و فراست سے کام لے کر اپنی طرف سے حضرت عمر فاروقؓ کا نام لکھ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہوش آیا تو کہا کیا لکھا ہے پڑھ کر سناؤ؟ انہوں نے سنانا شروع کیا اور جب حضرت عمرؓ کا نام لیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ بے اختیار اللہ اکبر پکار اٹھے اور حضرت عثمانؓ کی اس فہم و فراست کی بہت تعریف و توصیف کی[2] (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۱۸۳)

ہو، سارے لوگوں سے آگے والد محمد[1] کھڑے ہوئے اور کہا کہ کوئی ہے کہ کہے کہ وہ اولی الامر کی والے معاملے سے الگ ہے اور کسی کے لئے وہ اولی الامری کا حکم کردے؟ اس کا حکم مسلّم ہوگا۔

اس کلام کو مسموع کر کے سارے لوگ رد کلام سے رکے رہے۔

کئی لمحے ٹھہر کر والد محمد کا کلام ہوا کہ وہ اولی الامری والے معاملے سے الگ ہے اور آمادہ ہے کہ کسی اک کے لئے اولی الامری کا حکم کرے، مگر عہد کرو کہ حکم عدولی سے دور رہو گے!

اس کلام کو مسموع کر کے سارے لوگوں کا رد کلام ہوا کہ ہم آمادہ ہوئے، مگر ہمدم علی کرمہ اللہ رد کلام سے رکے رہے۔

والد محمد کا کلام ہوا:

"اے علی! کلام کرو!"

ہمدم علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا کہ آمادہ ہوں، مگر عہد کرو کہ اسلام اور اہل اسلام ہی کی اصلاح کو آگے رکھ کر حکم کرو گے! کہا:

"ہمارا عہد ہے کہ اسی طرح ہوگا۔"

اس کلام کو مسموع کر کے ہمدم علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا کہ کسی کے لئے اولی الامری کا حکم کرو، ہم سارے حکم عدولی سے دور رہوں گے!

مآل کار اگلی سحر سحر کی عماد اسلام ادا کر کے والد محمد کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہا کہ لوگو! حاکم اسلام رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے داماد ہوں گے۔

لوگ آگے آئے اور اک اک کر کے عہد کر کے لوٹے۔ ہمدم علی کرمہ اللہ اول اول عہد سے رکے

---

[1] حضرت عبدالرحمٰن بن عوف "(صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ کوئی ہے جو خلافت سے دست بردار ہو جائے تو اس کو یہ حق ملے گا کہ وہ جس کیلئے بھی خلافت کا حکم کریگا دوسرے اس کا حکم مانیں گے؟ بالآخر عبدالرحمٰن بن عوف خود ہی خلافت سے دستبردار ہو گئے اور فرمایا کہ میں انتخاب خلیفہ کے کام کو انجام دینے کیلئے تیار ہوں۔ (تاریخ اسلام از اکبر شاہ، ج:۱،ص ۳۲۶)

اور ادھر سے ہٹے مگر معمولی عرصہ ٹھہر کر دوڑ کر آئے اور عہد کر کے لوٹے [1]

اس طرح محرم کی دعا اور دو کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد مسلمہ طور سے سارے اہل اسلام کے حاکم ہو گئے۔ (اللہ اس سے مسرور رہو)

اسلام کے حاکم سوم کی درگاہ کا اول معاملہ

عمر مکرم کے وصال سے کئی سحر ادھر والد لولو اک دھاری دار آلے کے ہمراہ کسروی سردار [2] کے آگے وارد ہوا، ادھر اک مملوک روح اللہ رسول کے مسلک کا راہرو [3] اس سردار کا ہمراہی رہا۔ والد لولو کئی لمحے ہر دو سے ہم کلام رہا۔ [4]

اس گروہ کی ہم کلامی کا مطالعہ کرتے حاکم اول کا لڑکا محمد ادھر راہی ہوا، والد لولو کو معلوم ہوا کہ محمد ولد حاکم اول کا ارادہ ادھر ہی کا ہے، وہ اٹھا اسی لمحے اس کا دھاری دار آلہ گرا، والد لولو کو دوا اور اس کو اٹھا کر آگے رواں ہوا۔

اس لمحے حاکم اول کا لڑکا محمد، ہر طرح کے وساوس سے دور رہا مگر عمر مکرم کے وصال کے آگے معلوم ہوا کہ وہ دھاری دار آلہ کہ عمر مکرم اس سے ہلاک ہوئے، وہی ہے کہ کئی سحر آگے والد لولو اس کا حامل رہا۔

حاکم اول کا لڑکا اٹھا اور والد لولو، کسروی سردار اور مملوک کی ہم کلامی اور دھاری دار آلے کا حال لوگوں کے آگے کہا۔ عمر مکرم کے اک لڑکے [5] کا دل صدمۂ دم [6] کی آگ سے معمور ہوا، وہ اٹھا اور صمصام کے وار سے کسروی سردار کو گھائل کر کے رہا، سردار گھائل ہو کر گرا، عمر مکرم

---

[1] حضرت علیؓ کو دل اول اس نظارہ سے کچھ دل گرفتگی ہوئی اور مسجد سے اٹھ کر باہر جانے لگے، لیکن پھر کچھ خیال آیا تو فوراً بڑی عجلت و بے تابی کے ساتھ صفوں کو چیرتے ہوئے بڑھے اور حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (تاریخ اسلام بحوالہ اکبر شاہ ج ۱ ص ۳۷۹) [2] ہرمزان [3] جفینہ عیسائی غلام [4] ابو لولو، ہرمزان اور عیسائی تمام جفینہ سے باتیں کر رہے تھے محمد بن ابوبکرؓ کو دیکھ کر اٹھ کر چل دیا۔ اٹھتے وقت اس کا خنجر نیچے گرا اس نے فوراً اس کو اٹھا لیا یہ سارا منظر محمد بن ابوبکرؓ نے دیکھا۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ ج ۱ ص ۳۷۹) [5] حضرت عبید اللہ بن عمرؓ [6] انتقام۔

کاؤس کا مملوک کی ہلاکی کے واسطے ادھر دوڑا، مگر اس کی ہلاکی سے اول ہمدم سعد آگے آگئے اور ولد عمر کو محصور کر کے ہمدم رومی[1] کے آگے لائے۔[2] ہمدم رومی اک اور دو سحر کے لئے حاکم اسلام ہوئے، اس لئے اس کا حکم ہوا اس کو محصور کردو! وہ آدمی کہ اسلام کا حاکم ہوگا وہی اس مسئلے کو حل کرے گا۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد حاکم اسلام ہوئے، سارے معاملوں سے اول ولد عمر کا معاملہ اسلام کے حاکم سوم کے آگے ہوا۔

دامادِ رسول حاکم سوم کا ولد عمر سے سوال ہوا کہ کسروی سردار، ولد عمر ہی کی صمصام سے ہلاک ہوا ہے؟ کہا: ہاں![3]

اسلام کے حاکم سوم کا لوگوں سے کلام ہوا: لوگو! ہم کو اس مسئلے کے حل کے واسطے رائے دو!

دامادِ رسول علی کی رائے ہوئی کہ ولد عمر کے سر سردار کسریٰ کا لہو ہے اس لئے ولد عمر کو مار دو!

مگر عمرو ولد عاص کی رائے اور ہوئی، اس کا کلام ہوا کہ لوگوں کو معلوم ہے کہ اک دو سحر ہی ہوئی کہ اس کے والد مارے گئے۔ کہاں کا عدل ہے کہ اس کو ہلاک کر دو؟ مری رائے ہے کہ اس کی ہلاکی

---

[1] حضرت صہیب رومیؓ۔ [2] حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے عبیداللہ بن عمرؓ کو گرفتار کر لیا اور عارضی خلیفہ حضرت صہیب رومیؓ کے آگے لے گئے۔ (ایضاً) انتہائی غور کا مقام ہے کہ صحابہ کرامؓ اسلامی تعلیمات پر کس طرح سختی سے عمل پیرا تھے کہ ایک طرف مسلمان ہے دوسری طرف عیسائی مگر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ کوئی مسلمان خواہ وہ خلیفہ رسول عمرؓ کا فرزند ہی کیوں نہ ہو کسی عیسائی پر بھی ظلم کرے، فوراً اس کو گرفتار کر لیا۔ اس سے بڑھ کر قابل غور امر یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد تین دن انتخاب خلیفہ میں لگے یہ مدت خواہ قلیل ہی کی مگر صحابہ کرامؓ نے اپنا عارضی خلیفہ رومی باشندے حضرت صہیب رومیؓ کو منتخب فرمایا۔ سبحان اللہ! (رضی اللہ عنہم اجمعین) از مؤلف۔

[3] حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عبیداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ تم نے ہی ہرمزان کو قتل کیا ہے؟ حضرت عبیداللہؓ نے اقرار کر لیا۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ص ۳۷۹)

سے دور ہوا کئی لوگ ہمدم عمرو کی رائے کے ہم رائے ہوئے۔

حاکم سوم کے واسطے مسئلے کا حل گراں[1] ہوا مگر اس لمحہ کہا، ولد عمر کا مسئلہ عمر مکرم اور ہمارے دور کے علاوہ کا ہے، اس لئے اس مسئلے کا حل ہمارے سر کہاں؟ اس کے آگے اس مسئلے کے حل کے واسطے اک عمدہ سعی کی۔[2]

وہ اس طرح کہ داماد رسول حاکم سوم ولد عمر کے ولی ہوئے اور اس کے مال دم کی ادائے گی کر دی۔ سارے لوگ اس عمل سے کمال مسرور ہوئے اور ولد عمر کو صلائے دم سے رہائی ملی۔

علو اسلام اور کامگاری کے احوال

عمر مکرم کا عہد، عہد کامگاری رہا، اس دور کو روم، مصر اور ملک کسریٰ ممالک محروسہ کا حصہ ہوئے، عمر مکرم ملکی کاروار کے لئے عمدہ اصول دے کر گئے، اس لئے حاکم سوم کے لئے راہ ہموار رہی، وہ ہمدم مکرم کا ساحاکم دل لے کر، عمر مکرم کے ملکی اصولوں کے عامل رہے، اک سال کا عرصہ اسی طرح مکمل ہوا۔ ہاں اک ہمدم رسول[3] کو اس کے عہدے سے ہٹا کر ادھر ہمدم سعد کو والی و حاکم طے کر کے کہا:

”عمر مکرم کا ارادہ اسی طرح کا رہا۔“

---

[1] اصحاب کرام کی رائے چونکہ مختلف تھی، اس لئے سیدنا عثمان غنیؓ تشویش میں مبتلا ہوگئے مگر پھر فرمایا یہ واقعہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کا ہے اور نہ میرے عہد خلافت کا، کیونکہ میرے خلیفہ ہونے سے پہلے یہ واقعہ ظہور میں آ چکا تھا، میں اس کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ [2] سیدنا عثمان غنیؓ نے خود عبید اللہ بن عمرؓ کا ولی بن کر اپنے پاس سے اس کی دیت ادا کر دی اور منبر پر بیٹھ کر ایک پر اثر تقریر کی۔ تمام لوگ اس فیصلے سے خوش ہو گئے۔ (تاریخ اسلام اکبر شاہ، ج ۱، ص: ۳۸۰) [3] مغیرہ بن شعبہؓ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو مغیرہ بن شعبہؓ کی جگہ کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا، لوگوں نے اس تقرری اور برطرفی کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: مغیرہ کو کسی خطا پر معزول نہیں کیا گیا، بلکہ میں نے یہ انتظام وصیت فاروقی کے مطابق کیا ہے، کیونکہ حضرت فاروق اعظمؓ اپنے منشا کو مجھ سے فرما چکے تھے۔ (تاریخ اسلام اکبر شاہ، ج ۱، ص: ۳۸۰)

اہل اسلام اس اطلاع کو لے کر ادھر آئے۔ راہ کے آگے نکل عسکر روم اور عسکر اسلام کا ٹکراؤ ہوا اور معرکہ عام ہوا۔ اس معرکہ آرائی سے عسکر اعداء کا سالار اعلیٰ ہلاک ہوا۔ اس سے عسکر روم حوصلہ ہارا اور رسوائی کو گلے لگا کر دوڑا۔ کئی رومی واصل دارالآلام ہوئے۔ عسکر اسلام کے سالار اعلیٰ عمرو ولد عاص معاہد ملک کے لوگوں کے آگے آئے اور وہ گھوڑے لے کر لوگوں کو عسکر روم سے ملے اس کی ادائیگی کر کے لوٹے۔[1]

اہل رے و ہمدان کی حکم عدولی

عمر مکرم کے وصال کا حال مسموع کر کے ہی اہل روم کو اہل اسلام کے معاہد ملک[2] کی حملہ آوری کا حوصلہ ہوا۔ اس اطلاع کو لے کر اہل رے اور اہل ہمدان حکم عدولی کا علم لے کر اٹھے۔

اسلام کے حاکم سوم کو اس کی اطلاع ملی۔ والد موسیٰ[3] اور دو اور مسلم سرداروں کو حاکم سوم کا حکم ہوا:

''ادھر کے لوگوں کو حکم عدولی سے دور رکھو!''

مسلم سردار اس حکم کے عامل ہوئے اور معمولی معرکہ آرائی سے لوگ حکم عدولی سے رک گئے۔

عسکر روم سے معرکہ اور کامگاری[4]

رسول اکرمؐ کے سالے[5] کے حکم سے ولد[6] مسلمہ اہل روم کے ممالک محروسہ کے اک

۱۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے رومیوں کو لکھا کہ سکندریہ والوں اسکندریہ کے باشندوں کے تمام ان نقصانات کی تحقیق کر دی جو رومی فوج کے ذریعے ہوا تھا۔ ان تمام نقصانات کو حضرت عمرو بن عاصؓ نے پورا کیا کیونکہ وہ رومیوں کی حفاظت اور ان کو نقصانات سے بچانے کا ذمہ دار اپنے آپ کو سمجھتے تھے۔ (تاریخ اسلام ص ۳۸۱ ج۱) ۲۔ سکندریہ۔
۳۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، براء بن عازبؓ اور قرظہ بن کعبؓ کو حضرت عثمان غنیؓ نے ان بغاوتوں کے فرو کرنے پر مامور فرمایا۔ (تاریخ اسلام) ۴۔ فتح آرمینیا، بعہد امیر معاویہؓ ۵۔ حبیب بن مسلمہ۔

ملک کی کامگاری کے واسطے عسکر اسلام کے ہمراہ ادھر گئے، رومی لوگ طوعاً و کرھاً مالِ صلح[1] کی ادائگی کے لئے آمادہ ہو گئے۔

اس اطلاع سے حاکم روم[2] کا دل صدمہ کی آگ سے معمور رہا۔

اس کے حکم سے کئی ممالک کے عساکر اکٹھے ہوئے اور دس دس سو کے اسی گروہوں[3] کا عسکرِ طرار، ہمدم مسلمہ کے عسکر سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں ہوا۔

ہمدم مسلمہ کے حکم سے اس حال کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے[4] کو دی گئی، اس کے واسطے سے حاکم سوم کو عسکر گراں کا حال معلوم ہوا۔

حاکم سوم کا اک مسلم سردار[5] کو حکم ملا کہ دس دس سو کے دس گروہوں سے ہمدم مسلمہ کی مدد کرو!

وہ اسی حکم کے عامل ہوئے اور اک عسکر کے ہمراہ ہمدم مسلمہ کے عسکر سے آملے اور اکٹھے ہو کر عسکر روم سے معرکہ آراء ہوئے۔ اللہ کے کرم سے سارے ملک کی کامگاری حاصل کر کے لوٹے۔

مصر کے احوال

ولد سعد[6] کہ وہ والد سرح کے اسم سے معلوم ہوئے۔ وہ اسلام کے حاکم سوم کے دودھ کے واسطے سے ولد ام رہے۔

رسول اکرمؐ کے عہد کو اسلام لا کر اسلام سے روگرداں ہو گئے، مگر دہرا کر دل سے اسلام لائے اور ساری عمر مسلم رہے۔

وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد کے حکم سے مصر اور اس کے دارالمال کے

---

[1] جارو ناچار[2] قیصر قسطنطین[3] اسی ہزار[4] سیدنا امیر معاویہ[5] گورنر کوفہ ولید بن عقبہ[6] حضرت عبداللہ بن سعد المعروف بہ ابن ابی سرح حضرت عثمان غنیؓ کے رضاعی بھائی تھے۔ (تاریخ اسلام ج ۱، ص ۳۸۳)

والی ہوئے اور عمرو ولد عاص عسکری امور کے والی رہے۔[1] اس دو عملی سے ملکی اور عسکری صدر اک دوسرے سے دور ہوئے، اس سے ماحول مکدر رہوا۔ حاکم سوم کو اس کی اطلاع ملی، حاکم سوم کے حکم سے عمرو ولد عاص عسکری عہدے سے الگ ہوئے اور ولد سعد ملکی وعسکری عہدوں کے مالک ہوئے۔[2]

گو کہ ولد سعد حوصلہ ور گھڑسوار رہے مگر معرکہ آرائی کے اطوار کا علم عمرو ولد عاص سے کم ہی رہا اور وہ اس سے محروم رہے کہ اہل مصر کے دلوں کو گھر کرے اور اہل مصر کو اس سے صدمہ ہوا کہ عمرو ولد عاص معطل کئے گئے، اس لئے وہ ولد سعد کی حکم عدولی کے لئے آمادہ ہوئے۔

اس حال کا مطالعہ کر کے حاکم روم[3] کا ارادہ ہوا کہ اک عسکر کو مصر سے ملے ہوئے اک ملک[4] کی کامگاری کے واسطے رواں کرے، اس لئے اس کے حکم سے اہل روم کا اک عسکر طرار ساگر کی راہ سے اس ملک کے ساحل آلگا اور معمولی سی لڑائی لڑ کر اس ملک کا مالک ہوا۔

اسلام کے حاکم سوم کو اس حال کی اطلاع ہوئی، اس کے حکم سے عمرو ولد عاص دہرا کر حاکم مصر ہوئے[5] اور اسی لئے عسکر روم سے معرکہ آرائی کے واسطے آمادہ ہوئے اور عسکر روم سے اس طرح لڑائی لڑی کہ رومی حوصلہ ہار گئے اور عسکرگاہ سے دوڑے اور وہ اسلامی ملک دہرا کر اہل اسلام کی ملک ہوا، اس کے آگے عمرو ولد عاص دہرا کر عہدے سے معطل کئے گئے اور ولد سعد دہرا کر حاکم مصر ہوئے، اس سے عمرو ولد عاص دکھی ہوئے۔

عمرو ولد عاص کی معطلی کا حال دوسرے علماء سے اس طرح مروی ہے کہ عمر مکرم، اسلام کے حاکم دوم کے دور کو مصر کے حاکم عمرو ولد عاص رہے اور اک معمولی حصہ کی اولی الامری

---

[1] حضرت عمرو بن عاصؓ فوجی افسر تھے۔ [2] ۲۷ھ میں سیدنا عثمان غنیؓ نے ان کو معزول کر کے عبداللہ بن سعد کو مصر و اسکندریہ کا کلی اختیارات دے دیئے۔ [3] قیصر قسطنطین [4] اسکندریہ [5] بغاوت اور اسکندریہ پر رومی فوج کے قبضے کو سن کر حضرت عثمان غنیؓ نے عمرو بن العاص کو پھر مصر کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا۔ (تاریخ اسلام)

اک صحرائی ملک کی کامگاری[۱]

ولد سعد حاکم سوم کی رائے سے اک صحرائی ملک کی کامگاری کے واسطے راہی ہوئے اور ادھر کے سرحدی رؤسا ء وامراء سے معرکہ آراء ہوئے، وہ مال صلح کی ادائے گی کے واسطے آمادہ ہوئے۔[۲]

اس کے آگے عسکر اسلام ملک کے وسطی حصے وارد ہوا، ادھر حاکم سوم کے حکم سے اک کمک معمورہ رسول سے رواں ہوئی اور مصر سے ہوکر عسکر اسلام سے آملی اس سے عسکر اسلام کا عدد سوا ہوا۔

رومی لوگوں سے معرکہ[۳]

رومی لوگ عسکر اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے آئے مگر وہ اہل اسلام کی حوصلہ وری کی سہار سے محروم رہے۔

اور ہار کر دوڑے، ادھر کی کامگاری[۴] حاصل کر کے عسکر اسلام صحرائی[۵] ملک وارد ہوا اور صحرائی ملک کی کامگاری حاصل کی۔

اک اور ملک کی کامگاری[۶]

صحرائی ملک کی کامگاری سے اک اور ملک کی کامگاری کا در کھلا، اس لئے حاکم سوم کی رائے سے اسلامی عسکر آگے رواں ہوا اور کئی ملکوں کی کامگاری حاصل کرلی مگر وہ مہم ادھوری

۱۔ فتح افریقہ۔ اس زمانہ میں افریقہ ایک براعظم کا نام ہے، مگر صحابہ کے دور میں افریقہ نام کی ایک ریاست بھی تھی جو طرابلس اور طنجہ کے درمیانی علاقے پر پھیلی ہوئی تھی، لیکن اس زمانے میں افریقہ ان ملکوں کے مجموعے پر بھی بولا جاتا تھا جو آج کل براعظم افریقہ کے شمالی حصہ میں واقع ہیں یعنی طرابلس، الجیریا، تیونس، مراکو وغیرہ۔ (تاریخ اسلام ج:۱ص:۲۸۴) ۲۔ فتح طرابلس۔ ۳۔ طرابلس پر قبضہ مکمل کر کے لشکر اسلام خاص ریاست افریقہ کی جانب بڑھا۔ (تاریخ اسلام ج:۱ص:۲۸۴) ۴۔ فتح افریقہ۔ ۵۔ عبداللہ بن سعدؓ نے دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مصر سے خروج کیا اور علاقہ برقہ میں سرحدی رئیسوں کو مغلوب کر کے جزیہ کی ادائیگی پر مجبور کیا ایضاً۔ ۶۔ سپین کے بعض علاقے فتح کئے۔ (سیر الصحابہؓ۔ ج ۱ص:۸۸)

روک دی گئی۔ والی سعد[1] مصر لوٹ آئے اور اک دوسرا آدمی[2] صحرائی ملک کا والی طے ہوا۔

ساگر[3] کی مہموں کے احوال

اول اول اہل اسلام ساگر کی مہموں سے لاعلم رہے، اس لئے کہ ساگر کی مہموں سے سدا دور رہے۔

عمر مکرم کے دور کو حاکم روم کے سارے ٹھاٹ مٹی ہوئے، اس کے ملک کے سارے اہم حصے اہل اسلام کی ملک ہوئے مگر کئی ساحلی ممالک اسی کی ملک رہے۔

روڈس اور اس سے ملے ہوئے ملک کی کامگاری[4]

رسول اکرم صلی اللہ علیٰ آلہٖ رسولہٖ وسلم کے اک سالے[5] کا عمر مکرم کے دور سے ہی ارادہ رہا کہ وہ ساحلی ملکوں کی کامگاری کے واسطے عسکر اسلام کے ہمراہ راہی ہو، مگر عمر مکرم آمادگی سے سدا دور رہے۔

عمر مکرم کے وصال کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ آلہٖ رسولہٖ وسلم کے سالے کا حاکم سوم[6] سے کلام ہوا: "اے داماد رسول! ساحلی ملکوں کی کامگاری کا ارادہ ہے۔ ساگر کی مہموں کے واسطے آمادہ ہوں۔ اس کے لئے حاکم سوم کی رائے درکار ہے اور معلوم رہے کہ ساگر کی مہموں والا معاملہ سہل ہی ہے، محال کہاں"؟[7]

اس کلام کو سوچ کر کے حاکم سوم کا رد کلام ہوا: "اگر معاملہ سہل ہے، ہماری رائے ہے کہ اک عسکر ساگر کی مہم کے واسطے راہی ہو، مگر اس عسکر کے ہمراہی وہی لوگ ہوں کہ وہ دل سے آمادہ ہوں"۔[8]

---

۱ عبداللہ بن سعد المعروف بہ ابن ابی سرح ۲ عبداللہ بن نافع بن عبد قیس افریقیہ کے حاکم مقرر کئے گئے ۳ بحری جنگیں ۴ جزیرہ قبرص ۵ امیر معاویہ ۶ سیدنا عثمان غنی ۷ حضرت امیر معاویہ نے سیدنا عثمان غنی کو اطمینان دلایا کہ بحری جنگ کو جس قدر خوفناک سمجھا جاتا ہے اس قدر خوفناک نہیں ہے۔ (سیر صحابہ ج ۱ ص ۲۸۹) ۸ سیدنا عثمان غنی نے اجازت تو دی مگر فرمایا کہ اس مہم میں کسی کو شریک نہ کیا جائے جو اپنی خوشی سے شرکت نہ کرے۔ (ایضاً)

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے کی سعی سے ایک گروہ سائرس کی مہم کے واسطے آمادہ ہوا۔ ام حرام اور اس کا مرد اسی گروہ کے ہمراہی ہوئے۔

اہل مطالعہ کو علم ہوگا کہ سائرس کی مہموں کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمادگی معلوم رہی۔

علماء کرام سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ ایک مرتبہ آدھی سحر کے لئے ام حرام کے گھر آئے اور آکر سو گئے ایک عرصہ سو کر اٹھے اور مسکرائے۔ ام حرام کا سوال ہوا:

"اے اللہ کے رسول! کس لئے مسکرا رہے ہو؟"

رسول اکرمؐ کا کلام ہوا: "ہم کو سوئے ہوئے معلوم ہوا کہ اہل اسلام کا ایک گروہ امراء و رؤساء کی طرح ٹھاٹ سے ساگر کے راہوار[1] کا سوار ہو کر رواں دواں ہے۔ اے ام حرام! وہ سارا گروہ دارالسلام والا ہوگا۔"

ام حرام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام ہوا۔

"اے اللہ کے رسول! دعا کرو کہ ام حرام اسی گروہ کے ہمراہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہوا کہ ام حرام اسی گروہ کے ہمراہ ہوگی۔"[2]

آگے مسطور ہوا کہ ام حرام اور اس کا مرد اس گروہ کے ہمراہ ساگر کی مہم کے واسطے راہی ہوئے۔ راہ کے ایک محل ام حرام کا گھوڑا کودا۔ اس سے وہ گھوڑے سے گری اور گر کر دارالسلام کو سدھار گئی اور اس کو ادھر ہی مٹی دی گئی اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا اک اک کلمہ مکمل ہو کے رہا۔

دوسرا عسکر اسلام آگے رواں ہوا۔ اللہ کا حکم اس طرح ہوا کہ اس ساگر والی مہم کا سالار علی[3] راہ کے اک محل راہی ملک عدم ہوا۔ لوگوں کی رائے سے اک دوسرا آدمی[4] سالار

---

[1] سمندری جہاز۔ [2] صحیح بخاری۔ [3] عبداللہ بن قیس۔ [4] سفیان بن عوف ازدی۔ (سیر الصحابہ ج: ۱ ص ۱۸۹)

عسکر ہوا اور عسکر اسلام صحرائی ملک وارد ہوا۔

حاکم روم[1] کہ اسی صحرائی ملک کو دارالامارہ کئے ہوئے رہا، وہ معرکہ آرائی کے حوصلے سے محروم ہو کر رہ گیا اور وہ صحرائی ملک اہل اسلام کی ملک ہوا۔

ادھر کی کامگاری مکمل کر کے عسکر اسلام مرو اس کی کامگاری کے واسطے راہی ہوا، ادھر کڑی معرکہ آرائی ہوئی۔

مآل کار روداس کی کامگاری اہل اسلام کو حاصل ہوئی۔

والد موسیٰ کی معطلی

والد موسیٰ عمر محترم[2] کے عہد سے ہی ممالک کسریٰ کے اک ملک[3] کے والی رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دہرا داماد والی الامر ہوا اور والد موسیٰ کو وہ کم آٹھ سال کا عرصہ اسی طرح والی رکھا مگر ادھر کے کئی لوگ حاکم سوم کی درگاہ آئے اور کہا والد موسیٰ کو اس کے عہدے سے ہٹا کر ادھر کسی دوسرے آدمی کو حاکم کر دو!

اس لئے حاکم سوم کے حکم سے والد موسیٰ معطل ہوئے اور ولد عامر[4] اس ملک کے حاکم ہوئے۔

موسم احرام

حاکم سوم کو حاکم اسلام ہوئے ہوئے کم آٹھ سال ہوئے، اس کا ارادہ ہوا کہ وہ اسی سال عمرہ و احرام کے احکام کی ادائیگی کرے، اس لئے ہمدموں اور مددگاروں کے اک گروہ کے ہمراہ سوئے مکہ راہی ہوئے۔

حاکم سوم اول ہی سے داد و عطا کے عادی رہے، اس لئے راہ کے اک مرحلے سارے کارواں کو روک کر کہا کہ ادھر ہی ٹھہرو اور ہمارا ارادہ ہے کہ سارے کارواں کو اکل و طعام سے مالا مال کروں۔ اسی طرح سارے لوگ حاکم سوم کی داد و عطا سے مالا مال ہوئے۔

---

[1] [illegible] ١٠٩

راہ کے ایک مرحلے ایک ہمدمہ حاکم سوم کے آگے لائی گئی، لوگوں کا اس ہمدمہ کے لئے کلام ہوا کہ وہ حرام کاری کی حامل ہوئی ہے، اس لئے کہ وہ ہمدمہ ایک عرصہ دودھ سے محروم رہتی اور اس کی دوسری عروسی کو آدھا سال ہی ہوا ہے کہ وہ ایک لڑکے کی ماں ہو گئی۔

کئی لوگوں کا کلام مسموع کر کے حاکم سوم کا حکم ہوا کہ اس ہمدمہ کو مرمر کے ٹکڑوں سے مار مار کر ہلاک کر دو۔[1]

داماد رسول علی کرمہ اللہ کو اس کا علم ہوا، وہ آئے اور حاکم سوم سے کہا کہ اسلامی رو سے محال ہے کہ کوئی اس ہمدمہ کو مرمر کے ٹکڑوں سے ہلاک کرے۔[2] اس لئے کہ کلام اللہ گواہ کہ اک ہمدمہ کا عرصہ حمل کم سے کم آدھا سال ہوگا۔

کلام الٰہی ہے:

''اور اس کے حمل اور دودھ سے دوری کا عرصہ ڈھائی سال ہے۔''

اور کلام الٰہی سے ہی معلوم ہوا ہے کہ دودھ کا عرصہ دو سال ہے۔

اللہ کا کلام ہے:

''اور ماں اولاد کو دو سال مکمل دودھ دے۔''[3]

ڈھائی سال سے دو سال دودھ کا عرصہ ہے، ادھر حمل کا عرصہ آدھا سال رہا، اس لئے وہ ہمدمہ حرام کاری کی حامل کہاں ہوتی؟

اس کلام کو مسموع کر کے حاکم سوم کا اک آدمی کو حکم ہوا کہ دوڑ دو اور لوگوں کو اس ہمدمہ کی ہلاکی سے دور رکھو! مگر اس آدمی کے ورود سے آگے ہی وہ ہمدمہ مرمر کے ٹکڑوں سے ماری گئی اور ہلاک ہوئی

---

[1] نصاب شہادت اور علامات کو دیکھتے ہوئے سیدنا عثمان غنیؓ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ [2] حضرت علیؓ نے فرمایا: کلام اللہ کی رو سے وہ عورت بالیقین زانیہ نہیں ہے۔ وحمله وفصاله ثلثون شهرا۔ (الاحقاف ۱۵)

[3] والوالدات يرضعن اولادهن حولين كاملين۔ (البقرہ ۲۳۳)

حاکم سوم کو سدا اس کا ملال رہا۔[1]

علماء سے مروی ہے کہ اگر لوگ اسلامی علوم کے کسی ماہر عالم کی رائے کے عامل ہوں اور وہ رائے عمدہ ہو تو اس عالم کے لئے دو حصے ہوں گے اور اگر وہ رائے سوء ہو تو اس کو ایک حصہ ملا کرے گا۔[2]

اسی سال حاکم سوم کے حکم سے حرم رسول کا احاطہ اور کھلا ہوا۔

ایک حاکم[3] کو کوڑے اور اس کی معطلی

مکار لوگ سدا اس امر کے لئے ساعی رہے کہ مکاری کی راہ سے اسلام کو اور اہل اسلام کو رسوا کر کے مسرور ہوں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی وہ ہے کہ ایک اسلامی ملک[4] کے حاکم کے لئے لوگوں کا گمان ہوا کہ وہ ماء مسکر[5] کا عادی ہے۔

حاکم سوم کے حکم سے وہ والی لائے گئے اور لوگوں سے کہا کہ کوئی گواہ ہے؟ لہذا اگر محال ہوا کہ کوئی گواہی دے کہ وہ والی ماء مسکر کا عادی ہے۔

ایک عرصہ ٹھہر کر لوگوں کا کلام ہوا کہ ہاں! ہم لوگ اس طرح کے گواہ سے محروم ہوئے کہ کوئی گواہی دے کہ وہ والی ماء حرام کا عادی ہے مگر ہمارے آگے اس والی کو ماء مسکر کی الٹی آئی ہے۔

الحاصل حاکم سوم کا حکم ہوا کہ اس والی کو اسی کوڑے لگاؤ! اگر آدھے کوڑے لگے کہ داماد رسول علی کھڑے ہوئے اور کہا کہ رکو!

ہمدم علی کا کلام ہوا کہ ہم کو معلوم ہے ماء مسکر کے عادی کے واسطے عمر محرم کا عمل اسی کوڑوں کا ہی ہے مگر ہم کو اس معاملے کے واسطے اسلام کے حاکم اول کا عمل عمدہ لگا ہے۔ ماء مسکر کے عادی کے

---

[1] تاریخ اسلام ج ۱ ص ۲۹۰ [2] تحقیقی رائے اگر درست ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور اگر رائے غلط ہو ایک اجر

[3] ولید بن عقبہ [4] کوفہ [5] شراب۔

واسطے اس کا حکم اسی کوڑوں کا آدھا ہے[1]

الحاصل حاکم سوم کی اولی الامری کو دو کم آٹھ سال ہوئے، وہ والی معطل کیے گئے اور ادھر ولد عاص والی ہوئے۔

اک سروی ملک کی کامگاری[2]

اسلامی ملکوں کے دو سردار ولد عامر[3] اور ولد عاص[4] الگ الگ راہ سے کرمنا لک کسری کی کامگاری کے واسطے رواں ہوئے۔

ولد عاص کے ہمراہ دامادِ رسول علی کرمہ اللہ کے دو ولد کے رہے[5] کہ وہ دار السلام والے لڑکوں کے سردار ہوں گے۔ اسی طرح ولد عمر[6] و ولد عمرو[7] و ولد ولد عوام[8] اور رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے عم مکرم کا لڑکا[9] عسکر کے ہمراہ رہے۔

ولد عاص عسکر اسلام کو لے کر آگے آئے۔ اس سے اول کہ ولد عامر ادھر آئے، ولد عاص کا عسکر اعداء اسلام سے معرکہ ہوا اور اس ملک کی کامگاری حاصل کر لی[10] ادھر ولد عامر عسکر اسلام کو لئے ہوئے اور آگے گئے اور کئی ملکوں کی کامگاری حاصل کر کے سوئے مورد رسول لوٹے[11]

---

۱ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگرچہ فاروق اعظمؓ نے شراب خور کے اسی کوڑے لگائے ہیں مگر وہ بھی درست ہیں، لیکن صدیق اکبرؓ نے شراب خور کو چالیس کوڑے لگائے ہیں اور مجھ کو اس معاملہ میں صدیق اکبرؓ کی تقلید زیادہ محبوب ہے۔ (تاریخ اسلام ج ۱، ص ۲۹۰) ۲ فتح طبرستان ۳ عبداللہ بن عامر بصرے کے نئے والی ۴ سعید بن عاصؓ ۵ حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ۔ آپ کا ارشاد ہے "الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ" ۶ عبداللہ بن عمرؓ ۷ عبداللہ بن عمروؓ ۸ عبداللہ بن زبیر بن العوامؓ ۹ عبداللہ بن عباسؓ۔ (ایضاً ص ۲۹۲، سیر الصحابہ ج ۱، ص ۹۱) ۱۰ (سیر الخلفاء ج ۱، ص ۱۹۱) ۱۱ عبداللہ بن عامر نے اپنی مہم کو جاری رکھا اور ہرات، کابل اور سیستان کو فتح کرتے ہوئے نیشاپور کا رخ کیا اور بہت اشتداد کے بعد خواف، اسفرائن، ارغیان وغیرہ کو فتح کرتے ہوئے نیشاپور پہنچے۔ (ایضاً)

اک ہمدم رسولؐ[1] کا حال

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اک معلم ہمدم، رسول اکرمؐ کے اک سالے، محرر وحی کے ملک ٹھہرا رہا، کلام اللہ کے اک حصے[2] کی مراد کے واسطے اس ہمدم کی رائے وہاں کے حاکم اور دوسرے لوگوں سے الگ تھی رہی کہ: کسی مسلم کے لئے روا ہوں کہ وہ مال اکٹھا کرے؟ اور وہاں کے حاکم کی رائے رہی: وہ مال کہ اس سے محروموں کو حصہ ملا ہو، روا ہے کہ مسلم آدمی اس کو اکٹھا کر کے رکھے۔

لوگوں کو اس ہمدم رسول کے مسلک کا علم ہوا، لوگ آئے اور ٹھہر کر کے مسرور ہوئے۔

اس حال کی اطلاع حاکم سوم کو دی گئی، اس کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کو حکم ہوا کہ اس ہمدم رسول کو اکرام سے معمورۂ رسول رواں کر دو!

معمورۂ رسول آ کر اس کا حال اسی طرح رہا، اس لئے حاکم سوم کی رائے سے وہ ہمدم معمورۂ رسول سے دور اک گاؤں[3] آ کر ٹھہرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی مُہر

رسول اللہؐ کی وہ مہر کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ملوک عالم کو ارسال کردہ مراسلے مہر کئے گئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وصال مسعود کے آگے عروس مطہرہؓ کو ملی اور حاکم اول اولی الامر ہوئے، وہ مہر اس کو دے دی، اس کے آگے وہ مہر عمر مکرم کو ملی۔

---

[1] حضرت ابوذر غفاریؓ۔ [2] والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولاینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ اس آیت کے معانی و مطالب میں حضرت ابوذر غفاریؓ کا امیر معاویہؓ سے اختلاف تھا۔ [3] حضرت ابوذر غفاریؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کے مشورے سے مدینے سے تین میل کے فاصلے پر مقام موضع ربذہ میں سکونت اختیار کی۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص ۳۹۳) [4] سیدہ عائشہ صدیقہؓ۔

رائے کے قائل ہوئے۔

کلام اللہ کا معاملہ

اک ہمدم[1] کا حاکم سوم سے کلام ہوا کہ تمام اسلام کا کلام الہی سے کس طرح کا معاملہ ہے؟ کہ ہر ہر ملک کے لوگوں کا الگ الگ کلام الہی ہے۔ ہماری رائے ہے کہ سارے عالم اسلام کو اک ہی طرح کے کلام الہی کا عادی کر دو۔ حاکم سوم کا کلام ہوا: لوگو! ہم کو رائے دو!

سارے لوگ ہمدم رسول کی رائے کے ہم رائے ہوئے، اس لئے حاکم سوم کے حکم سے کلام الہی کے کئی رسالے اک ہی طرح کے لکھوا کر ملکوں کو رسال کئے گئے۔[2]

کسری[3] کی ہلاکی

کسری کے کئی ملک عمر کرم کے عہد کو ہی اسلام کے ممالک محروسہ کا حصہ ہوئے اور کئی ساحلی ملک اک اک کر کے حاکم سوم کے عہد کو اہل اسلام کو ملے اور کسری کا حال دگر ہوا کہ وہ گاہ رے کو دوڑ رہا ہے اور گاہ اس ملک گاہ اس ملک۔[4]

لوگوں کا اک گروہ اس آس کو لے کر سدا اس کا ہمراہی رہا کہ کسی سحر وہ ہرا کر وہ سارے ملکوں کا مالک ہوگا، اسی لئے ممالک کسری کے لوگ حکم عدولی کے عادی رہے۔ مگر کسری کے احوال اک اک سحر کرکے ادوار دگر ہوئے۔

اک سحر، الگ لگا کر کسری اک آنے والے[1] کے ہاں وارد ہوا۔ آنے والے کا دل مائل

---

[1] حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا: عجیب بات ہے کہ عراق والے قرآن مجید کو الگ قرات میں پڑھتے ہیں اور شام والے دوسری قرآت کو پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح بصرہ، کوفہ اور فارس والوں کی قرآت الگ الگ ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب کو ایک ہی قرآت پر جمع کیا جائے۔ (ایضاً، ج ۱، ص۔ ۳۹۳) [2] اس طرح سیدنا عثمان غنیؓ نے جمع قرآن کا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔ [3] یزدجرد شاہ فارس۔ [4] اس کی حالت یہ تھی کہ کبھی رے میں ہے، کبھی بلخ میں ہے، کبھی مرو میں ہے تو کبھی اصفہان میں، کبھی اصطخر میں ہے تو کبھی جیحون کو عبور کر کے ترکستان چلا گیا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص: ۳۹۴)

کی طمع سے معمور ہوا اور اس کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح کسریٰ کا سارا مال حاصل کر لے۔

اک سحر کسریٰ آٹے والے کے گھر محو آرام ہوا، آٹے والا صمصام لے کر اٹھا اور اس

کے اک ہی وار سے کسریٰ ہلاک ہو کر واصل دار الآلام ہوا۔

آٹے والا اس کے مال، اسلحہ اور حلے کا مالک ہوا اور اس کے مردہ دھڑ کو ساگر کے حوالے کر کے

لوٹا۔ اس طرح ممالک کسریٰ کی تھم عدولی کے در مسدود ہوئے۔

کسریٰ کے دوا اور دو سال عمدہ حالی کے رہے اور سولہ سال دکھوں اور آوارگی سے کٹے۔[1]

دورِ مکارہ[2]

آگے مسطور ہوا کہ وہ ملک کہ ہمدم علی کے واسطے دار الامارہ رہا، اس ملک کے حاکم

ولد عاص[3] ہوئے اور عمدہ اطوار سے ملکی کارواں لے کر رواں دواں رہے، لوگ اس سے

مسرور ہوئے۔

مالک[4]، اسود[5]، عروہ[6]، صعصعہ، اولادِ مسعود عدی[7]، اور کئی دوسرے لوگوں کا ولد عاص کے ہاں آ کر ہم

کلامی کا معمول رہا۔

اک سحر ولد عاص کہہ گئے کہ وہ ملک کہ ولد عاص اس کا والی ہے ہمارا ہی ہے گل کدہ ہے۔[9]

اس کلام کو مسموع کر کے مالک کا کلام ہوا: اس طرح کہاں؟ وہ ملک ہمارے اسلحہ سے حاصل

ہوا ہے۔ اس طرح کے کلام کو طول ملا اور لوگوں کی صداؤں سے ماحول مکدر ہوا۔

اسدی[10] اسم کا اک آدمی اٹھا اور لوگوں سے کہا: رکو! لوگ اٹھے اور اسدی کو اس طرح مارا کہ

---

[1] کسریٰ نے بھاگ کر اک پن چکی والے کے ہاں پناہ لی۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۹۳) [2] (ایضاً) [3] مکارہ بہ بیاں۔ مراد فتنے ہیں۔ [4] سعید بن العاص۔ [5] مالک بن حارث جو مالک بن اشتر کے نام سے مشہور تھا۔ [6] اسود بن یزید۔ [7] عروہ بن الجعد۔ [8] کمیل بن زیاد وغیرہم۔ [9] سعید بن العاص کی زبان سے نکلا کہ یہ علاقہ تو قریش کا باغ ہے۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۹۵) [10] عبدالرحمٰن اسدی۔ (ایضاً)

محروم رکھا۔ معمولی عرصہ ہوا ہوگا کہ سارا گروہ راہ ھدیٰ کا راہ رو ہوا۔

اس حال کی اطلاع حاکم سوم کو دی گئی۔ حاکم سوم کا حکم ہوا کہ اس گروہ کو رہائی دو، کسی محل رہے۔[1]

ولد سوداء[2]

اک اسرائلی مردود، ولد سوداء، سدا سے اسلام اور اہل اسلام کا عدو رہا اور ہر دم ساعی رہا کہ اسلام اور اہل اسلام کے ٹکڑے کرے۔

وہ اسی ارادے کو لے کر معمورہ رسول وارد ہوا[3] اور اک عرصہ اہل اسلام کے احوال کا مطالعہ کرکے لائحہ عمل کے لئے اگلے ملک راہی ہوا اور لوگوں کے آگے طرح طرح کا کلام کرکے لوگوں کی گمراہی کے واسطے ساعی ہوا۔

کم علم لوگوں کا اک گروہ اس کے گرد ہوا۔ اس کا لوگوں سے اس طرح کا کلام ہوا:

''اہل اسلام کا معاملہ کس طرح کا ہے کہ روح اللہ رسول لوٹ کر اس دار آئے گا، مگر محمدؐ عود سے محروم رہے گا؟''[4]

اور کہا کہ:

''ہر رسول کا کوئی اک وصی رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا وصی ہمدم علی ہے اور اہل اسلام کی سوء عملی ہے کہ ہمدم علی کے علاوہ دوسرے لوگ اولی الامر ہو گئے، اس لئے اٹھو اور ہمدم علی کی مدد کرو اور دوسرے اولی الامر کو ہلاک کر دو! کم سے کم معطل ہی کر دو۔''[5]

ولد سوداء اک گروہ کو ہم مسلک کرکے اگلے مصر راہی ہوا اور اک اک کرکے کئی ملک وارد ہوا

---

[1] حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا اگر یہ لوگ کوفہ جانا چاہیں تو ان کو جانے دو۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۹۲) [2] عبداللہ بن سبا المعروف بہ ابن السوداء۔ [3] اس نے مدینہ میں رہ کر مسلمانوں کی اندرونی اور داخلی کمزوریوں کو خوب جانچا اور مخالف اسلام تدابیر کو سوچا۔ [4] بصرہ۔ وہ کہتا مجھے تعجب ہے کہ مسلمان اس بات کے تو قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں آئیں گے، لیکن اس بات کو نہیں مانتے کہ حضرت محمدؐ بھی دنیا میں ضرور آئیں گے۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص:۳۹۷) [5] (ایضاً)

اور ہر ملک سے ایک ایک گروہ کو اس کام کے واسطے آمادہ کر کے رہا۔[1]

اس مردود کا اگلا کام اس طرح ہوا کہ ایک مصر کے عامل کا گلہ دوسرے مصر کے عامل سے اور دوسرے کا دوسرے سے اور سارے عاملوں کا گلہ معمورۂ رسول والوں سے کہ کسی طرح لوگوں کے دل حاکم سوم اور اس کے بنائے گروہ عمال کے حسد سے معمور ہوں اور کسی طرح اہل اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہوں۔[2]

ہمدم عمار سارے احوال کی اطلاع کے واسطے حاکم سوم کے حکم سے ملک مصر راہی ہوئے مگر وہ لوگوں کے ہم مسلک ہو گئے اور مصر ہی رک گئے۔[3]

دو گروہوں کی کاروائی ایک ایک کر کے حد سے سوا ہوئی، اس لئے ولد عاص[4] احوال کی اطلاع لے کر معمورۂ رسول راہی ہوئے اور دو گروہوں کا ایک گروہ[5] معمورۂ رسول اس مکروہ ارادے سے راہی ہوا کہ وہ حاکم سوم کو اولی الامری سے معطل کرے۔

ولد عمرو[6] گرز لے آئے۔ اس گروہ سے لڑائی ہوئی۔

مآل کار اس گروہ کا سالار محصور ہوا مگر جو کے سے رہائی حاصل کر لی اور رہا ہو کر دوبارہ معمورۂ رسول راہی ہوا۔

حاکم سوم کے حکم سے اسلامی ملکوں کے عمال موسم احرام کے لئے معمورۂ رسول آ کر

---

[1] عبداللہ بن سبا پہلے بصرہ آیا یہاں اپنی ہم خیال جماعت بنا کر کوفہ پہنچا اس کے بعد شام، پھر مصر آیا اور ہر جگہ اپنے ہم خیال لوگ چھوڑتا جاتا۔ (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۳۹۸) [2] اس کا اگلا مشن یہ تھا کہ ہر ایک ملک کے عامل کو دوسرے ملک کے عوام کے مظالم بھیجیں اس لئے اس جماعت کے لوگوں نے اپنے اپنے حاکم کی شکایتیں دوسرے عمال اور مدینہ میں بھیجنا شروع کیں ہر ایک یہی سمجھتا کہ شاید ہم سے زیادہ ظلم دوسرے ملک ہو رہا ہے۔ [3] آپ نے تحقیق حال کیلئے عمار بن یاسر کو مصر کی جانب بھیجا کہ وہاں کے حالات دیکھ کر آئیں اور صحیح اطلاع دیں عمار بن یاسر جب مصر پہنچے تو عبداللہ بن سبا کے ساتھیوں نے ان کو اپنا ہم نوا بنا لیا اور مدینہ جانے سے روک دیا (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۳۹۹) [4] سعید بن العاص۔ [5] اس گروہ کا سالار یزید بن قیس تھا۔ [6] قعقاع بن عمرو۔

اکٹھے ہوئے۔ سارے احوال کہہ کر ہر کسی سے رائے لی گئی مگر اس سے محرومی رہی کہ کوئی اکٹھا حل طے ہو۔[1]

سارے عمال لوٹ گئے، ولد عاص[2] کو راہ کے اک مرحلے مسلح عدوی والوں[3] کا عسکر ملا اور کہا کہ معمورۂ رسول لوٹو اور حاکم سوم سے کہو ہمارا عامل والد موسیٰ کو طے کر دے۔

ولد عاص معمورۂ رسول لوٹ آئے اور سارا حال حاکم سوم سے کہا۔ حاکم سوم کی رحم دلی کا مطالعہ کرو کہ اسی لئے ولد عاص کو معطل کر کے والد موسیٰ کو حکم ہوا کہ وہ اس گروہ کے مصر کا عامل ہو اور گمراہوں کے واسطے حاکم سوم کا کلام ہوا کہ سدا اصلاح کے لئے ساعی رہوں گا۔

حاکم سوم کی سعی رہی کہ کسی طرح روگرداں کی اصلاح ہو مگر ہر راہ سے محرومی ہوئی۔

ہمدم طلحہ ؓ کی رائے

ہمدم طلحہ کا حاکم سوم سے کلام ہوا کہ ہماری رائے ہے کہ اہل اسلام سے اک گروہ ادھر ادھر کے ملکوں کو راہی ہو اور اصل احوال کی اطلاع لائے۔ حاکم سوم کو ہمدم طلحہ کی رائے عمدہ لگی اور کئی گروہ اس مہم کے واسطے رواں ہوئے۔

روگرداں کی مکروہ سعی

ادھر روگرداں کی اصلاح کے لئے رائے دہی کا سلسلہ ہے، ادھر روگرداں کے کئی گروہ موسم احرام کے لئے اس ارادے سے راہی ہوئے کہ وہ معمورۂ رسول آ کر حاکم سوم سے طوعاً و کرہاً سارے حلال و حرام معاملے طے کروائے۔

---

[1] حضرت عثمان غنی کے حکم سے اکثر ملکوں کے گورنر آئے اور موجودہ حالات پر رائے لی گئی مگر کوئی متفقہ تجویز یا لائحہ عمل نہیں سوچا گیا۔ اور سب لوگ واپس لوٹ گئے۔ [2] سعید بن العاص۔ [3] اس لشکر میں مالک بن اشتر بھی شامل ہو گیا تھا اس نے سعید کو کوفہ سے روکا اور مدینہ واپسی پر مجبور کیا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۴۰۱) ملخصاً۔

[4] (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۰۳)

روزگردوں کا گروہ "منصورؤ رسول" سے دوسروں کو دور ہی رکھا۔ اس گروہ کے سرکردہ لوگ منصورؤ رسول آئے اور الگ الگ محمد بن علی، محمد بن طلحہ، ولد عوام اور محمد بن سعد سے ملے۔ اور کہا کہ ہمارا معاملہ حل کرواؤ!

مگر ہر کوئی اس معاملے سے دور ہی رہا۔ حاکم سوم کا ارادہ اول ہی سے اصلاح کا رہا۔ اس لئے محمد علی سے کہا کہ وہ روزگردوں سے مل کر اس معاملے کو حل کرے۔ اس گروہ کا ہر اسلامی امر وصول ہوگا۔[1]

محمد علی اٹھے اور جا کر اس گروہ سے ہمکلام ہوئے اور کسی طرح اس گروہ کو آمادہ کر کے لوٹا لائے۔ سارے لوگ مسرور ہو گئے کہ لڑائی ٹل گئی اور دوبارہ اسلامی کارواں رواں دواں ہو گا۔ مگر اللہ کا حکم اور ہی رہا کہ اک سحر منصورؤ رسول کے محلوں سے اللہ کے اسم اور گھوڑوں کے سموں کی صدا اٹھی۔ لوگ ڈر کر گھروں سے آگئے۔ معلوم ہوا کہ وہی روزگردوں کا گروہ ہے اور "حملہ حملہ" کی صدا دے رہا ہے۔

محمد علی آگے آئے اور کہا: "کس لئے لوٹے ہو؟"

اہل مصر کا رد کلام ہوا کہ راہ کے اک مرحلے حاکم سوم کا ہرکارہ ملا۔ معلوم ہوا کہ وہ مصر ہی کو رواں دواں ہے۔ ہم کو اس کے حال احوال سے محسوس ہوا کہ اس کے ہمراہ ہمارے لئے والی مصر کو کوئی حکم ارسال ہوا ہو گا۔ اس لئے اس کو روک کر ٹٹولا۔ ہم کو اس سے اک مراسلہ ملا، لکھا ہے:

"حاکم سوم کا والی مصر کو حکم ہے، اس گروہ کے سر کاٹ دو۔"

اس لئے ہمارا گروہ اس سوء عہدی کا حساب لے کر ہی رہے گا۔ حاکم سوم کو اس کی اطلاع دی گئی۔ حاکم سوم کا کلام ہوا:

---

[1] آپ نے حضرت علیؓ کو بلا کر کہا کہ آپ اس جماعت کو راضی کر کے واپس کر دیجئے میں ان کے مطالبات پورے کرنے کیلئے تیار ہوں۔ (سیر صحابہ ج ۱ ص ۲۱۴)

''واللہ! ہم اس مراسلے سے ناعلم رہے۔''

حاکم سوم کے اس کھرے کلام سے لوگوں کو گماں ہوا کہ لامحالہ وہ ولد حکم[1] کا کام ہے۔

روگرداں کا کلام ہوا:

''وہ آدمی کس طرح اہل اسلام کا حاکم ہوگا کہ وہ اس طرح کے اہم امور سے ناعلم ہے؟ اس لئے حاکم سوم اہل اسلام کی اولی الامری سے معطل ہو۔''

حاکم سوم کا کلام ہوا:

''وہ اس حلے کو کہ وہ اللہ کی عطا ہے، اوڑھے رہے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو لے کر سارے دکھوں کو سہہ لے گا۔''[2]

محاصرہ

حاکم سوم کا کلام مسموع کر کے روگرداں اٹھے اور حاکم سوم کے گھر کا محاصرہ کر کے کھڑے ہوئے۔

وہ محاصرہ اک ماہ اور دس سحر رہا، اس عرصہ حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دہرا داماد ہر طرح کے ماء وطعام سے محروم رہا۔[3]

اہل اسلام کی ماں،[4] رسول اللہ کی عروس، ساعی ہوئی کہ کسی طرح ماء وطعام حاکم سوم کو دے آئے۔ مگر مردودوں کو کہاں گوارا؟ اس لئے وہ لوٹ آئی۔

حاکم سوم کی رحم دلی سے روگرداں کو اس حد حوصلہ ہوا کہ ہمدموں اور مددگاروں کے ہر طرح کے کلام کو رد کر کے اسی طرح محاصرہ کر کے کھڑے رہے۔[5]

حاکم سوم کا ہمدم علی کے واسطے کلام ہوا کہ ہمارے گھر آؤ! ہمدم علی اٹھے، مگر روک رے

---

۱. مروان بن حکم۔ ۲. (تاریخ اسلام، ج ۱، ص: ۳۱۳، سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۱۵) ۳. البتہ ہمسایہ گھروں سے کبھی کبھی رسد اور پانی کی امداد پہنچ جاتی تھی۔ ۴. ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ۔ ۵. حضرت عبداللہ بن سلام، ابوہریرہ، سعد بن ابی وقاصؓ اور زید بن ثابتؓ جیسے اکابر صحابہ تک کی کسی نے نہ سنی۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۱۶)

گئے۔[1]

ہمدم علی کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح اس حال کی اطلاع حاکم سوم کو دوں۔ اس لیے سر سے کالا عمامہ کھولا اور اطلاع رساں کو دے کہا:

”لو! مرا عمامہ حاکم سوم کو دکھا کر کہو: علی کی ہر راہ مسدود ہے، کس طرح آئے؟“

کئی ہمدم و مددگار معمورۂ رسول سے الگ ہو گئے اور اہل اسلام کی ماں عروس رسول، حاکم اول کی لڑکی[2] موسم احرام کی ادائے گی کے واسطے سوئے مکہ راہی ہوئی۔ اہل رائے کے سہ آدمی ہی معمورۂ رسول رہ گئے۔ اول: ہمدم علی۔ دوم: ہمدم طلحہ۔ سوم: ولد عوام۔

ہر اک ساعی رہا کہ کسی طرح اس معاملے کا حل ہو، مگر محرومی ہوئی۔

مگر لڑکوں کو حکم ہوا کہ حاکم سوم کے گھر کے آگے کھڑے ہو کر رکھوالی کرو اور روگردوں کو حاکم سوم سے دور رکھو۔[3]

حاکم سوم کا روگردوں سے کلام

اک سحر حاکم سوم گھر کے عالی حصے سے روگردوں سے اس طرح ہمکلام ہوئے: لوگو! معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معمورۂ رسول آئے، حرم رسول[4] اہل اسلام کے لیے کم ہوا، رسول اللہ کا کلام ہوا:

”کوئی ہے کہ اک حصہ مٹی کا مول لے کر حرم رسول کے لیے کر دے؟ اس کو دار السلام کا عمدہ گھر ملے گا۔“

اس لیے حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کے عامل ہوئے اور اس صحرا کی

---

[1] (سیر الصحابہ ج ا ص ۲۲۶) [2] حضرت عائشہؓ حج کے ارادے سے مکہ معظمہ چلی گئی تھیں۔ [3] چنانچہ حضرت علیؓ نے حضرات حسنینؓ کو اور حضرت زبیرؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو حضرت عثمان غنیؓ کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ (سیر الصحابہ ج ا ص ۲۱۶) [4] مسجد نبوی۔

حرم بر رسول آکر عنادا اسلام کی ادائیگی سے ہم کو روک رہے ہو۔

لوگو! اللہ سے عہد کر کے کہو کیا معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معمور کہ رسول آئے،

لوگ باطاہر سے محروم ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہوا:

"کوئی ہے کہ ماہرومہ کو صوبی لے کر اللہ کی راہ ہم سے دے؟ اللہ اس کو

دارالسلام کا مادہ دے گا۔"

حاکم سوم ہی اور اس کمال کے حامل ہوئے۔ اور اسی ماہرومہ سے اس کو محروم کر رہے ہو۔

لوگو! معلوم ہے کہ جیش عسرہ کو حاکم سوم ہی سے اموال ملے؟ سارے لوگوں کا اکٹھا رد کلام ہوا:

ہاں! واللہ! اسی طرح ہے۔

حاکم سوم کا دوہرا کر کلام ہوا: لوگو! معلوم ہے کہ اک دم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوہ حرا گئے

، وہ کوہ ہلا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوہ حرا کو حکم ہوا:

"اے کوہ! ٹھہر! اس لئے کہ اک اللہ کا رسول، اک ہمدم رسول اور اک کو[1]

اس کوہ کا سوار ہے۔

اور اس لمحے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ حاکم سوم ہی رہا؟

لوگوں کا رد کلام ہوا کہ ہاں! اسی طرح ہے۔

اور کہا: لوگو! اگر معلوم ہے، اللہ کے واسطے ہم سے کہو: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم

سے معرکہ صلح کے لئے ہم ہی اطلاع لے کر اہل مکہ کے آگے گئے؟ لوگوں کا رد کلام

ہوا: ہاں! معلوم ہے۔

مگر اس سارے کلام سے مردودوں، ودکردوں کے دل رحم دلی سے عاری رہے

اور وہ اسی طرح محاصرہ کر کے کھڑے رہے۔

محاصرہ طول ہوا اور گمردوں کا اک دوسرے سے کلام ہوا:

---

[1] شہید۔

"اے اہلِ اسلام کے حاکم! ہمارے ہمراہ اہلِ اسلام کا ایک عسکر ہے، اگر حکم ہو تو دشمنوں سے لڑوں۔"

حاکم سوم کا رد کلام ہوا:

"لوگو! اللہ کا واسطہ ہے لڑائی سے دور رہو! ہم کو گوارا نہیں کہ کوئی آدمی ہمارے لئے ہلاک ہو؟"

اور اس نے اٹھارہ اور دو مملوکوں کو رہائی دی۔

ایک دوسرے ہمدم آگئے اور کہا:

"اے داماد رسول! مددگاروں کا گروہ کھڑا ہے کہ اگر فرمائے تو وہ دشمنوں سے لڑائی کرے۔"

حاکم سوم کا کلام ہوا:

"ہمارا مددگار وہی ہے کہ وہ لڑائی سے دور رہے۔"

حاکم سوم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام کی رو سے معلوم ہو کر مطمئن رہا کہ وہ لمحہ اس کی گواہی[2] اور ملک عدم سے رحلت کا ہے، اس لئے سارے دکھ والم سہہ کر مسرور رہے اور ہر دم گواہی کے واسطے آمادہ۔

گواہی کی سحر حاکم سوم صائم رہے، گواہی سے ایک سحر آگے حاکم سوم کو سوئے ہوئے معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حاکم اول اور حاکم دوم سے ملے، رسول اللہ کا کلام ہوا:

"اے میرے دہرے داماد! روزہ کھولو اور طعام صوم ہمارے[3] ہمراہ کھاؤ!"

سو کر اٹھے اور سارا حال لوگوں سے کہا اور گھر والی سے کہا کہ:

"ہماری گواہی کا وعدہ آ لگا ہے، دشمنوں کا گروہ ہم کو ہلاک کر کے ہی رہے گا۔[4]" وہ اٹھے اور کلام الہی کھول کر آگے رکھا اور سارا گھر کلام الہی کی صدا سے معمور ہوا۔

---

۱ حضرت [illegible] شہادت [illegible] (۲۱۹)

گواہی[1]

شورش گرد گھر کے دوسرے حصے[2] سے گھس گئے اور آکر حملہ آور ہوئے۔ ہمدم علی کے لڑکے اور دو لوگ کہ گھر کے اگلے حصے کے گرد کھڑے رہے، وہ اس کارروائی سے لاعلم رہے۔
ہمدم محترم حاکم اول کا لڑکا محمد آگے ہوا اور آکر داماد رسول کی داڑھی کس کے ہلائی۔ حاکم سوم کا اس سے کلام ہوا:

"اے لڑکے! اگر حاکم اول اس حال کو ملاحظہ کرتے، لامحالہ وہ دکھی ہوتے"

اس کلام سے حاکم اول کے لڑکے کو عار آئی اور وہ وہاں سے ہٹا اور ایک دوسرا مردود آگے ہوا اور لوہے کی لاٹ ماری۔ اس سے حاکم سوم گھائل ہو گئے۔ ایک اور آدمی صمصام لے کر حملہ آور ہوا۔ حاکم سوم کی گھر والی اٹھی اور اس کے حملے کو روکا۔ اس سے اس کی انگلی کا اگلا حصہ کٹ کر گرا۔ دوسرا مردود دوبارہ آکر حملہ آور ہوا۔ اس سے حاکم سوم دار السلام کو سدھارے اور رسول اللہ اور حاکم اول و دوم کے مہمان ہوئے۔ (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا۔)

گواہی کے لئے حاکم سوم کے آگے کلام الہی کھلا رہا اور حاکم سوم کا لہو کلام الہی کے اس حصہ کو لگا "لوگوں کے واسطے اللہ ہی ہے، وہ سامع ہے اور علم والا ہے۔"
گواہی کو دو سحر مکمل ہوئی، حاکم سوم کا دھڑ گور[3] سے محروم رہا۔ ہر آدمی رو گردوں کے ڈر سے اس حوصلہ سے محروم رہا کہ اس کو مٹی دے۔

تا آنکہ دوسری سحر مکمل ہوئی، محدود لوگ حوصلہ کر کے آئے اور حاکم سوم کا دھڑ اٹھا کر لے گئے۔ رکوع سے عاری عماد اسلام کے امام ولد مطعم[4] ہوئے اور دو ایک محل طور

اشارات: ۱ ۔ ۲ یعنی گھر کی پچھلی طرف سے ہو کر ۔ (تاریخ اسلام ص ۳۴۲) ۳ قبر ۴ حضرت جبیر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (تاریخ اسلام ص ۳۰۵)

اللہ کے اسم سے کہ وہ عمومی رحم و کرم والا ہے

مطالعہ

داماد رسول، مسلم اول[1]، ولد عم رسول، حاکم اہل اسلام، در علم[2]، اسامۃ[3] اسد اللہ[4] علی کرمہ اللہ۔

اسم و اسرہ

داماد رسول کا اسم علی (کرمہ اللہ) ہے۔ داماد رسول علی کرمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ولد عم[5] رہے ہے، اس لئے علی کرمہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اسرہ اک ہی ہے۔

اسرۂ علی کرمہ اللہ سرداری اور دار اللہ کے کام کاراور رکھوالی کے کمال کا حامل رہا۔

ہمدم علی کرمہ اللہ کے والد[6]

علی کے والد مکرم مکہ کے اہل رائے آدمی رہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے والد مکرم کے وصال کے آگے رسول اللہ کو گود لے کر اس عمدہ کمال سے مالا مال ہوئے اور اعلاء اسلام کے لئے سدا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حامی رہے، اس لئے ہمدم علی کے والد اور اس کے اسرہ کے لوگوں کو مکہ کے گمراہوں سے دکھ اور الم ملے۔

وہ اک گھاٹی[7] کے محصور کئے گئے اور ہر طرح سے ماء و طعام سے محروم کئے گئے، مگر محال ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی مدد سے روگرداں ہوئے ہوں۔

رسول اللہ کی دلی آس رہی کہ عم مکرم[8] والد علی اسلام لا کر دار السلام کے حصہ دار ہوں، مگر وہ وصول اسلام سے محروم رہے کہ لمحہ وصال آ گیا۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علی کل

---

[1] روایت ہے کہ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ ایمان لائے۔ (سیر الصحابہ، ج: ا، ص: ۲۵۰) [2] آپؐ نے ارشاد فرمایا: انا مدینۃ العلم و علی بابھا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ [3] حیدر، شیر۔ [4] اللہ کا شیر، یہ آپؓ کا لقب ہے۔ [5] چچا کے لڑکے۔ [6] آپؓ کے والد محترم کا نام عبد مناف ہے اور بعضوں نے عمران لکھا ہے لیکن آپ اپنی کنیت ابو طالب کے ساتھ مشہور ہیں۔ (سیرت علیؓ، ص: ۴۱) [7] شعب ابی طالب۔ [8] ابو طالب۔

رسلہ وسلم کا اک دوسرے عم[1] سے کلام ہوا! اے عم! والد علی کی مدد کرو! وہ اس طرح کہ اس کے اک لڑکے کو گود لے لو!

وہ آمادہ ہو گئے اور والد علی کے اک لڑکے کو گھر لے آئے اور علی کرمہ اللہ کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم گھر لے آئے۔

اس طرح علی کرمہ اللہ کو رسول اللہ کی ہمراہی کا دائمی کمال حاصل ہوا[2]۔

اسلام

داماد رسول علی کرمہ اللہ کی عمر دس سال کی ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو امر وحی عطا ہوا۔ علی کرمہ اللہ رسول اللہ ہی کے گھر کے آدمی رہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے سارے احوال اسلامی مطالعہ ہوئے۔

اک سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور عروس محرمہ کی عماد اسلام کا مطالعہ کرکے سائل ہوئے کہ کس عمل کے عامل ہو؟[3]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اٹھے اور کہا:

"اے علی! اللہ کا رسول ہوں۔ اے علی! اسلام لے آؤ!"

ہمدم علی کے لئے وہ اک الگ راہ رہی، اس لئے کہا:

"اس کے لئے والد مکرم سے رائے لوں گا۔"

مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا:

"اے علی! اس لمحے اس سے دوری رہو کہ ہمارے اس عمل کی اطلاع کسی کو کرو!"[4]

---

[1] حضرت عباسؓ۔ [2] (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۲۵) [3] حضرت علیؓ نے آپؐ اور ام المومنین حضرت خدیجہؓ کو مصروف عبادت دیکھا تو پوچھا آپ دونوں یہ کیا کر رہے تھے۔ (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۲۵) [4] چونکہ آپؐ کو ابھی اعلان منظور نہ تھا اس لئے فرمایا کہ اگر تمہیں تامل ہے تو خود غور کرو لیکن کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۲۵)

اگلی سحر کو علی کرمہ اللہ رسول اللہؐ کے آگے آئے اور اسلام لائے[1]

مکی دور

ہمدم علی اسلام لا کر سہ کم سولہ سال مکہ مکرمہ رہے اور ہر دم ہر محل رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

عمر مکرم کے وصول اسلام سے آگے اہل اسلام اس سے محروم رہے کہ وہ کھل کر احکام اسلام کے عامل ہوں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور ہمدم علی کرمہ اللہ اور دوسرے اہل اسلام لک لک کر اعمال اسلام کے عامل رہے۔

اک سحر علی کرمہ اللہ کے والد ادھر آئے اور علی کرمہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے احوال[2] اسلام کا مطالعہ کر کے سائل ہوئے کہ کس عمل کے عامل ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اٹھے اور اسلام کے اساسی امور آگے رکھے اور وصول اسلام کا کہا۔

علی کرمہ اللہ کے والد کا رد کلام ہوا کہ گو کہ عمدہ راہ ہے، مگر ہم اس کی راہ روی سے دور ہوئے۔

موسم[3] احرام کے لمحے علی کرمہ اللہ گاہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے اور گاہ رسول اللہ کے ہمراہ دار اللہ وارد ہو کر منی کے اٹھوں کے ٹکڑے کئے۔

اہم امور[4] کی حوالگی

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو امر وحی عطا ہوئے ۔ سال کا عرصہ ہوا، ہادی اکرم کھلم کھلا اعلائے اسلام سے دور رہے[5]۔ اگلے سال حکم الہی ہوا کہ کھلم کھلا اعلائے اسلام کرو! کلام

---

[1] آپؓ کی پرورش سے فطرت سنبھل چکی تھی، اس لئے زیادہ غور و فکر کی ضرورت پیش نہ آئی اور دوسرے ہی دن بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے۔ (ایضاً) [2] آپؐ اور حضرت علیؓ مصروف عبادت تھے ابوطالب نے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۵۱) [3] ایام حج۔ [4] انتظام دعوت۔ [5] ابھی تک کھلم کھلا تبلیغ اسلام کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

الٰہی ہے:

"اور اسرہ کے لوگوں کو اللہ سے ڈرا دیجئے[1]"

اس حکم کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم ایک کوہ کے سرے آئے اور اسرہ کے لوگوں کو صدا دی، لوگ آ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم آگے ہوئے اور لوگوں کو وصول اسلام کا کہا مگر وہ لوگ وصول اسلام سے محروم رہے۔

اس کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کا ارادہ ہوا کہ لوگوں کو طعام کے واسطے اکٹھا کر کے وصول اسلام کا کہوں۔

اس لئے دہرا کر اسرہ والوں کو کہا:

"وہ محمد کے گھر آ کر طعام سے مالا مال ہوں!"

لوگ اکٹھے ہو گئے، اس گھڑی لوگوں کو طعام رسائی کے امور علی کرم اللہ کے حوالے ہوئے کہ علی کرم اللہ کم عمر ہے مگر طعام رسائی کے سارے امور عمدہ طور سے مکمل کئے۔

سارے لوگ طعام کھا کر مالا مال ہوئے، اس گھڑی رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کھڑے ہوئے اور کہا:

"لوگو! اللہ کا رسول ہوں اور ہر دو عالم کے کاموں سے عمدہ کام کا داعی ہوں۔ کوئی ہے کہ وہ اللہ کے رسول کا مددگار ہو؟"

سارے لوگ رد کلام سے رکے رہے مگر ہمدم علی کھڑے ہوئے اور کہا:

"گو کم عمر ہوں مگر اللہ کے رسول کا مددگار رہوں گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کا علی کے لئے کلام ہوا کہ ہاں!

لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کا دہرا کر اسی طرح کا کلام ہوا، مگر لوگ رد کلام سے محروم رہے اور ہمدم علی کرم اللہ کا اسی طرح کا رد کلام ہوا۔

---

[1] و انذر عشیرتک الاقربین۔ الشعراء: ۲۱۴ (ابن اسحاق ج ۱ ص ۲۵۰)

اس سال کا مظاہرہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم مسرور ہوئے اور کہا کہ یہ ابھی ہمارا والد امام ہے اور حصہ دار ہے۔ [1]

وداعِ مکہ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو عمر وحی سے کم سوا سال ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور رسول اللہ کے ہمدموں کی مسلسل مساعی سے ارد گرد کے لوگوں کو راہ ھدی ملی۔

اس حال سے گمراہوں کے دلوں سے حسد کا دھواں اٹھا، وہ اہل اسلام کے اور سوا عدو ہو کر اہل اسلام کی رسوائی اور الم دہی کے لئے ہر ہر گام ساعی ہوئے۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے مکہ مکرمہ کی وادی آلام اور دکھوں کا گھر ہو کر رہ گئی۔ [3]

اس لئے اللہ کا حکم ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو وحی آئی کہ مکہ مکرمہ کے ہمدم اور اہل اسلام معمورۂ احمد کو اک اک کر کے روانہ ہوں۔

اہل اسلام کو اس حکم کی اطلاع دی گئی، وہ اس حکم الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم کے عمل کے لئے آمادہ ہوئے۔

سارے لوگ اہل اسلام کے ہر طرح آڑے آئے مگر مکہ مکرمہ کے اہل اسلام اک اک کر کے معمورۂ رسول روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ کے صدہا گھر مالکوں سے محروم ہو گئے۔

وہی معدودے لوگ مکہ مکرمہ رہ گئے کہ وہ گمراہوں کے مملوک رہے اور مال سے محروم۔

مکے کے سردار اس حال سے کمال ملول ہوئے اور دل مسوس کر رہے۔

---

1. آپ نے فرمایا علی بیٹا جان تو میرا بھائی اور میرا وارث ہے (سیرۃ الصحابہ ج ۱ ص ۱۵۲؛ طبری ج ۲ ص ۱۲۰، مسند احمد ج ۱ ص ۱۵۹) [2] (تاریخ ج ۳) (تاریخ اسلام ص ۹۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، علی کرم اللہ اور ہمدم مکرم، اللہ کے حکم سے مکہ مکرمہ ہی رکے رہے۔

مکے کے سرداروں کو اس حال سے کمال دکھ ہوا اور احساس ہوا کہ رسول اللہ کے سارے ہمدم مکہ مکرمہ سے راہی ہوئے، اسی طرح کسی لمحے محمدؐ مکہ مکرمہ الوداع کہہ کر راہی ہوں گے اور معمورۂ رسول اسلام کا اک حصار ہو کر گمراہوں کی راہ کھوٹی کرے گا۔ اس ڈر کو لے کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کے عدو ہو گئے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہلاکی کی رائے ہوئی، مگر اللہ کا حکم دوسرا ہی رہا اور وحی الٰہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہوں کے ارادے کی اطلاع ملی اور وداع مکہ کا حکم ہوا۔[1]

علی کرم اللہ کی دلدادگی

ادھر سارے سردار طے کردہ معاملے کی رو سے مسلح ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے اردگرد اکٹھے ہو گئے اور رسول اللہؐ کے گھر کو محصور کر کے کھڑے ہو گئے کہ کس لمحے سارے سردار مل کر حملہ آور ہوں۔

اللہ کی درگاہ سے ہادی اکرمؐ کو اس امر کی اطلاع دی گئی، رسول اکرمؐ اٹھے اور علی کرم اللہ کو حکم ہوا:

"اے علی! اللہ کے رسول کو حکم ہوا ہے کہ وہ ہمدم مکرمؓ کو لے کر سوئے معمورہ رسول راہی ہو اور حرم مکہ کو الوداع کہے۔ مکے کے سرداروں کا گروہ گھر کے ادھر اس ارادے سے کھڑا ہے کہ وہ اللہ کے رسول کو مار ڈالے، اس لئے ہماری رائے ہے کہ مکہ مکرمہ ہی رکے رہو اور اہل مکہ کے رکھوائے ہوئے اموال ہم سے لے لو! مالکوں کو اموال لوٹا دو اور معمورۂ رسولؐ آ کر ہم سے ملو اور اے علی! ہماری ہری ردا اوڑھ کر سو رہو! اللہ کا وعدہ ہے کہ سرداروں کے آلام سے دور رہو گے۔"

---

[1] (ہادی عالم، ص: ۱۴۷) ہم سیدنا ابوبکر صدیق۔

علی کرم اللہ کو اس طرح مامور کر کے رسول اللہؐ گھر سے آ گئے آئے اور ہمدم محترم کے گھر آ گئے اور سارے احوال کہے اور پھر ان کھڑکی کی راہ سے ہمدم محترم کو ہمراہ لے کر رواں ہوئے۔[1]

اللہ کے حکم سے سارے سردار جو اس گم کردہ گھڑے کے کھڑے رہ گئے۔

سحر ہوئی مکہ کے گمراہ سردار رسول اللہؐ کی ہلاکی کا ارادہ لے کر رسول اللہؐ کے گھر آئے اور اس حال کا مطالعہ کر کے رسوا ہوئے کہ رسول اللہؐ کے کمل میں علی دراز ہو کر سوئے رہے اور رسول اللہؐ کو اک عرصہ ہوا کہ وہاں سے رواں ہو گئے۔

اس لئے مکہ کے لوگ ساعی ہوئے کہ کسی طرح رسول اللہؐ اور ہمدم محترم کو اس رحلے سے روک کر کامگار ہوں۔

مگر اللہ کا حکم سدا حاوی ہے اور سدا حاوی رہے گا گمراہوں کے سارے ارادے مکر و حسد کے سارے ولولے مٹی ہو کر رہے۔

علی کرم اللہ وہ، سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے مکہ مکرمہ میں رہ گئے۔ سارے اموال مکہ والوں کو لوٹا کر او وعدہ کے گاؤں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملے۔

رسول اللہؐ کے حکم سے ہمدموں اور مددگاروں کا عمدہ سلوک کا معاہدہ[2] ہوا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وہ امام، ہمدم علی ہوئے۔[3]

---

۱ (بخاری و مسلم بہ اختصار میں ۳۱۰،۳۱) ۲ مواخات ہوا ۳ آپؐ نے حضرت علی کو اپنا بھائی بنایا۔ (سیر الصحابہ ج ۱ ص
۳۵۹)

اللہ کے گھر کے معماری[1]

معمورۂ رسول اسلام کا حصار ہوا اور اہل اسلام مکمل کر احکام اسلام کے عامل ہوئے۔ اس لئے ایک ایک کر کے اہل اسلام کا عدد سوا ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے ہوئی کہ اللہ کا ایک گھر ہو کہ لوگ وہاں آکر کھڑے ہوں اور اللہ واحد کی حمد کے لئے اکٹھے ہوں۔

اس لئے وداعِ مکہ کو ایک کم آٹھ سال ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اللہ کے گھر کی اساس رکھی گئی۔ رسول اکرمؐ کے ہمراہ سارے ہمدم و مددگار، روح و دل سے اللہ کے گھر کی معماری کے کام سے لگے رہے۔ اس لئے ہمدم علی گارا اور مٹی کے ڈھیلے لا لا کر اللہ کے گھر کی معماری کے حصے دار ہوئے اور کمال ولولے سے اس طرح کے مصرعے کہے:[2]

''وہ آدمی کہ دکھ و الم کو سہہ کر ہر حال اللہ کے گھر کی معماری کرے اور وہ کہ دھول مٹی سے معصوم رہ کر اس کام سے دور رہے، اک طرح کے کہاں؟''[3]

---

[1] تعمیر مسجد[2] دورانِ تعمیر حضرت علیؓ رجز پڑھ رہے تھے، رجز حضرت علیؓ یوں کہہ رہے تھے: لا یستوی من یعمر المساجد یدأب فیه قائما وقاعدا ومن یری عن الغبار حائدا۔ ترجمہ: جو مسجد تعمیر کرتا ہے کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اس مشقت کو برداشت کرتا ہے اور جو گرد و غبار کے باعث اس کام سے بچ جاتا ہے وہ برابر نہیں ہو سکتے۔

(سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۵۴)

دوسرے دو حصے دار۔

اس طرح اللہ والوں کا محدود گروہ معصومِ رسول سے راضی ہو کر دوسرے مرحلے کے اعتراف کی شکل رونما

کر رہا تھا۔ اس لشکرِ اسلام کا ایک علم علی کرم اللہ کو ملا۔

راہ کے ایک مرحلے پر آ کر رسول اللہ کا علی کرم اللہ وجہہ کو حکم ہوا کہ اے علی! ایک گروہ کو لے

کر آگے روانہ ہو اور مکے والوں کے کاروان کے احوال سے مطلع کرو!

علی کرم اللہ گئے اور کمال عمدگی سے اس کام کو مکمل کر کے لوٹے۔[1]

اسلامی صدی کے دوسرے سال کے ماہِ صوم کی سولہ تھی۔ اسلحہ و عدد سے محروم، ماہِ صوم

کے احکام کی رو سے اکل و طعام سے دور، مگر اللہ اور اس کے رسول کے سہارے کو اصل سہارا کہتے

ہوئے اور اللہ کی مدد کے احساس سے مسلح، اللہ والوں کا گروہ معصومِ رسول سے ساتھ کوہ

دور ایک کہساری حصے آ کر رکا۔ اہلِ اسلام کو مٹی والا حصہ ملا اور وہی لشکرِ اسلامی کی وردگاہ ہوا۔

گمراہوں کا لشکر ایک کہساری اور عمدہ حصے کو وردگاہ کر کے وہاں اول ہی سے

ٹھہرا رہا اور وہاں آ کر سلسلۂ ماء کا مالک ہوا۔

اس طرح اہلِ اسلام ماء کے وسائل سے محروم ہو گئے۔ مگر اللہ کا حکم ہوا اور ایک گھٹا اٹھی اور امطارِ کرم

کا سلسلہ لگا۔ اہلِ اسلام اٹھے اور گڑھے کھود کر ماءِ مطہر کو اکٹھا کر کے اللہ کی حمد کی۔

اس ماءِ مطہر سے اہلِ اسلام کی وردگاہ کی مٹی سوکھ کر محکم ہو گئی کہ اللہ والوں کی راہ روی سہل ہو۔

اگلی سحر ہوئی۔ دو گروہ لڑائی کے لئے آمادہ ہو کر ایک دوسرے کے آگے آ کر ڈٹ گئے،

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اول حملہ اعداء ہی کے لشکر سے ہو۔ اس لئے اللہ

والے لڑائی سے رکے رہے۔

لڑائی کی رسم کی رو سے اول اول گمراہوں کے سردار الگ الگ لشکر سے آگے آئے

---

[1] سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۵۵ [illegible]

علی کرم اللہ اس ہمدم رسول کو اٹھا کر رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے لائے رسول اکرمؐ اس کے لئے دعا گو ہوئے۔ اس طرح وہ رسول اللہ کو دلدادہ اللہ کے رسول کی دعا ہمراہ لے کر دارالسلام کی دائمی آرامگاہ کو روانہ ہوا (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے گھر لوٹے گا)[1]

علمِ رسول

اس معرکہ کا اک علم علی کرم اللہ کو عطا ہوا[2] اس کے آگے معرکہ عام کا سلسلہ ہوا۔ علی کرم اللہ اس طرح دل کھول کر دلاوری اور ولولہ کاری سے لڑے کہ اہل مکہ کے سارے ولولے دھرے رہ گئے۔

اللہ کے کرم سے اہل اسلام کو کامگاری حاصل ہوئی گمراہوں کے عسکر طرار کو رسوائی ملی اور ہار ہی گلے کا ہار ہوئی۔

گمراہوں کے کل ساٹھ اور دس لوگ مع سرداروں کے مارے گئے اور اہل اسلام سے کل دو کم سولہ آدمی روح و دل سے اللہ کی گواہی دے کے اللہ کے گھر کو سدھارے۔

اور ساٹھ اور دس گمراہ، اہل اسلام کے محصور ہوئے۔ مال کامگاری سے علی کرم اللہ کو اک حسام، اک لوہے کی صدری اور اک سواری ملی۔[3]

دامادیٔ رسول کا عالی اکرام[4]

اسلامی صدی کے دوسرے سال رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے علی کرم اللہ کی عروسی رسول اللہ کی لاڈلی لڑکی ملکۂ دارالسلامؓ سے ہوئی۔ اس طرح ہمدم علی کرم اللہ رسول اللہ کے داماد ہو گئے۔

---

۱ (ہادی عالم ص ۱۸۹) ۲ (سیرت علی ص ۵۳) ۳ (سیرت علی ص ۵۴، ہادی عالم ص ۱۹۲) ۴ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح۔ ۵ حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی۔

ملکۂ دارالسلام سے عروسی کی آس حاکم اول اور حاکم دوم کو اول ہی سے رہی اور دوہ اس کے لئے الگ الگ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملے، مگر رسول اللہ کا ارادہ رہا کہ ملکۂ دارالسلام کی عروسی علی کرمہ اللہ سے ہو۔

اس لئے علی کرمہ اللہ سے عروسی کی آس مسموع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ سے کلام ہوا: "اے علی! مہر ہے؟"

کہا: "اک گھوڑا اور اک لوہے کی صدری ہے۔" رسول اللہ کا کلام ہوا کہ گھوڑا لڑائی کے لئے رکھو اور لوہے کی صدری کسی کو مول دے کر دام وصول کرو اور مہر ادا کرو!

علی کرمہ اللہ لوہے کی صدری لے کر اسلام کے حاکم سوم[1] کے آگے گئے اور لوہے کی صدری اس کو دے کر دام وصول کر لائے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اک ہمدم[3] کو درہم دے کر حکم ہوا کہ عطر مول لے آؤ اور اللہ کی حمد کہہ کر عروسی علی کے سارے امور مکمل کئے اور دعا دی۔

عروسی کو دس ماہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ اک دوسرا گھر لے لو۔ علی کرمہ اللہ اس حکم کے عامل ہوئے اور اک دوسرا گھر لے کر ملکۂ دارالسلام کو اس گھر لے آئے[4] اور لوگ علی کرمہ اللہ کے گھر طعام عروسی[5] کے واسطے مدعو کئے گئے۔

---

[1] سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ [2] (سیر الصحابہ ج ۱، ص ۲۵۱) [3] موذن رسول سیدنا بلالؓ۔ [4] حضرت حارث بن نعمانؓ نے اپنا مکان ہدیۃً دے دیا اور کہا: یا رسول اللہ! میں اور میرا مال اللہ اور اس کے رسول کیلئے حاضر ہیں۔ جو مکان آپ مجھ سے حاصل فرمائیں گے وہ میرے لئے اس مکان سے زیادہ پسندیدہ ہوگا جو آپ میرے لئے چھوڑ دیں گے تو آپ نے ان کا مکان حضرت علی و فاطمہؓ کیلئے قبول فرمایا اور دعائے خیر کے کلمات کہے۔ (سیرت علی ص ۵۷)

[5] ولیمہ جس میں جو کی روٹی کچھ کھجور اور پنیر تھا۔

سبحان اللہ! کیا ہی متبرک ولیمہ تھا، جس میں نہ تکلف تھا نہ تصنع اور سادگی تھی تو قابل تقلید نظیر تھی۔ (ایضاً ص ۵۸)

معرکۂ احد اور داماد رسول علی کرم اللہ

اسلامی صدی کے دو سال مکمل ہوئے تھے کہ معرکۂ احد ہوا۔ اس معرکے کے اول اول اہل اسلام اعدائے اسلام کے آگے ڈٹ کر حاوی رہے مگر گھاٹی والوں کی حکم عدولی سے اہل اسلام کی کامگاری ادھوری رہ گئی اور اہل اسلام اعدائے اسلام سے گھر گئے اور سارا عسکر اسلامی کئی حصے ہو کر ادھر ادھر ہوا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال حوصلے اور دلاوری سے اعداء کے آگے ڈٹے رہے اور اعداء سے معرکہ آرا رہے۔

گمراہوں کے مسلسل حملے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھ ٹوٹ کر گری اور روئے مسعود گھائل ہوا اور رسول اللہ لڑکھڑا کر گر گئے۔

گمراہوں کے لوگ مسلح ہو کر ادھر آئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حملہ آور ہوں مگر علمدار اسلام[1] آڑے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کمال حوصلے سے لڑے اور لڑ کر گھائل ہوئے اور قاتل کا ... رسول اکرم ہی کے آگے اللہ کے گھر کو سدھارے (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہمارا ہر آدمی اللہ ہی کے گھر لوٹے گا) علمدار اسلام کے وصال کے آگے علی کرم اللہ آگے آئے اور علم اٹھا کر اعدائے اسلام کے آگے ڈٹ گئے۔ اسی لمحے والد سعد[2] آگے ہوا اور لڑائی کے واسطے للکار دی۔

علی کرم اللہ آگے آ کر حملہ آور ہوئے اور اک کاری وار مارا کہ وہ اللہ کا عدو گھائل ہو کر گرا اور مٹی آلود ہوا اور وہ حواس گم کردہ حملے سے محروم ہوا۔ رحم کھا کر علی کرم اللہ اس کو اسی حال رکھ کر لوٹ آئے۔

علی کرم اللہ اور ہمدم طلحہ اور دوسرے ہمدم آگے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دے کر کھڑے ہوئے اور احد کی اک کھوہ آگئے کہ اللہ کا رسول ادھر آرام کر لے۔

---

۱ مصعب بن عمیر۔ ۲ ابو سعد بن ابی طلحہ۔

علی کرمہ اللہ ڈھال کی مدد سے ماء طاہر لائے اور معلّمۂ دارالسلام کی مدد سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ و سلم کے گھاؤ کو دھو کر مرہم لگائی۔[۱]

اس کے آگے گمراہوں کے اک سردار[۲] کا اہل اسلام سے مکالمہ ہوا اور اس کا کلام ہوا:

"اگلے سال معرکہ اول کے گاؤں لڑائی کا وعدہ ہے۔"

اور وہ اگلے سال لڑائی کی دھمکی دے کر وہاں سے لوٹا۔ علی کرمہ اللہ کو حکم رسول ہوا کہ معلوم کرو کہ گمراہوں کا عسکر کدھر کو راہی ہوا ہے، اگر وہ معمورہ رسول کے لئے رواں ہو رہا ہے، ہم اس کو روک کر حملہ آور ہوں گے۔

علی کرمہ اللہ گئے اور معلوم کر کے آئے کہ اعدائے اسلام کا سارا عسکر سوئے مکہ مکرمہ راہی ہوا ہے۔

اس لڑائی سے رسول اکرمؐ کے کل ساتھی اور دس مددگار اللہ کی راہ کے لئے سر کٹا کر دارالسلام کو راہی ہوئے۔[۳]

اک اسرائلی گروہ سے معرکہ[۴]

اک اسرائلی گروہ کہ وہ اہل اسلام کا معاہد رہا، اس سے سوء عہدی ہوئی،[۵] رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ و سلم کے حکم سے وہ گروہ ملک سے محروم ہوا۔[۶] اس لمحے علی کرمہ اللہ اس کاروائی کے لئے علمدار رہے۔[۷]

---

۱ (سیرت علی، ص: ۴۰) ۲ ابوسفیان جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ۳ (ہادی عالم، ص: ۲۲۸) ۴ غزوہ بنونضیر۔ ۵ آپؐ بنونضیر سے دو افراد کے قتل کی دیت کے معاملے میں گفتگو کرنے ان کے ہاں تشریف لے گئے، اکابر بنونضیر بظاہر خوش اسلوبی سے پیش آئے مگر در پردہ انہوں نے آپؐ پر پتھر گرا کر آپؐ کو شہید کرنے کی سازش کی۔ (سیرت علی، ص: ۹۵) ۶ آپؐ نے ان کو جلاوطن کر دیا۔ (سیرت الصحابہ، ج: ۱، ص: ۲۵۸) ۷ (سیرت علی، ص: ۹۵)

کھائی[۱] والا معرکہ

آگے مسطور ہوا کہ اک اسرائلی[۲] گروہ سوءِ عہدی کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم معمورۂ رسول سے محروم ہوا، وہ وہاں سے دو سو کوس دور اک مصر آکر ٹھہرا۔ اس کی سعی رہی کہ اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرے، اس گروہ کا سردار[۳] "حی" کئی سرکردہ لوگوں کو لے کر مکہ مکرمہ آکر مکے کے سرداروں سے ملا اور کہا:

"لڑائی کے واسطے آمادہ رہو! ہم طرح طرح کے والوں کے حامی و مددگار رہوں گے۔"

اسی طرح وہ اسرائلی سردار دوسرے گروہ کے سرداروں سے ملا۔ اس طرح سارا ملک مکے والوں کا حامی ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور گمراہوں کا ٹڈی دل کالی گھٹا کی طرح سوئے معمورۂ رسول رواں ہوا۔

اک ہمدم رسول[۴] کہ کسریٰ کے ملک سے آکر اسلام لائے، اس کی رائے سے کوہ سلع کے آگے اک گہری کھائی کی کھدائی کی گئی۔ اس سے گمراہوں کے لئے معمورۂ رسول کی ہر راہ مسدود ہوئی۔

گمراہوں کا وہ ٹڈی دل حملے کے ارادے سے کوہ سلع کے آگے وارد ہوا، گمراہوں کے عسکر کو ادھر گہری کھائی دکھائی دی اور اہل اسلام کی اس کارگردگی سے اک ہول سی اٹھی گمراہوں کے عسکر کی ورودگاہ کھائی کے ورے رہی اور کھائی سے ادھر رسول اکرمؐ عسکر اسلامی کے ہمراہ آگئے۔

گمراہوں کا عسکر عسکرِ اسلام کا محاصرہ کرکے وہاں رہا۔ آدھے ماہ کا عرصہ اسی طرح سے ہوا اور ہر دو عسکر لڑائی سے دور ہے۔[۵] تا آں کہ گمراہوں کے عسکر سے مکے کے کئی سردار کھائی سے

---

۱ غزوہ خندق ۲ یہود بنو نضیر ۳ حیی بن اخطب ۴ حضرت سلمان فارسیؓ ۵ (ہادیٔ عالم، سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۲۵۸)

ہو کر ادھر آئے اور انگ انگ لڑائی کے لئے للکار دی۔

مملوک ود کا لڑکا عمرو[1] کھائی کے ادھر آ کھڑا ہوا۔ علی کرم اللہ اس کے لئے آگے آئے، اس کا کلام ہوا[2] کہ عمرو کو جہاں گوارا کہ وہ علی کو ہلاک کرے؟

علی کرم اللہ وجہ کا کلام ہوا:

"ہاں! مگر علی کو گوارا ہے کہ وہ عمرو کو ہلاک کرے۔"

اس کلام کو مسموع کر کے وہ کھول اٹھا اور لڑائی کے ارادے سے آگے آ کر حملہ آور ہوا۔ علی کرم اللہ اس کا وار ڈھال سے روک کر ادھر ہوئے، مگر اک معمولی سا گھاؤ علی کرم اللہ کو لگا۔ اللہ کا اسم لے کر علی کرم اللہ حملہ آور ہوئے، اسی حملے سے اللہ اور رسول کے اس عدو کو گھائل کر کے مار ڈالا۔ اللہ اکبر کی صدائیں اٹھیں اور اہل اسلام کے حوصلے سوا ہوئے۔

اللہ کی مدد آئی اور وہ گرد آلود ہوا مسلط ہوئی کہ گمراہوں کے دل ڈر سے معمور ہوئے اور گمراہوں کے سارے عساکر حواس گم کر کے اور حوصلے ہار کے رواں ہوئے۔ عسکر اسلامی کامگار ہو کر معمورۂ رسول لوٹا[3]

دوسرے اسرائیلی گروہ سے معرکہ[4]

اک اسرائیلی گروہ کہ وہ اہل اسلام کا معاہد رہا، مگر کھائی والے معرکے کے سمے وہ گروہ کھلم کھلا معاہدے سے روگرداں ہو کر مکے والوں کے ہمراہ لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔

کھائی والے معرکے سے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم معمورۂ رسول لوٹے۔

مگر اللہ کا حکم ہوا:

"اللہ کا رسول اور اہل اسلام کو اسے اسرائیلی گروہ کے لئے حملہ آور ہو۔"

اس لئے اہل اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ مسلح ہو کر اسرائیلی محلے کے لئے

---

[1] (عمرو بن عبدود) [2] (سیر الصحابہ ج ا ص ۲۵۸) [3] (ہادی عالم) [4] غزوہ بنو قریظہ۔

راہی ہوں۔

عسکر اسلامی کا علم علی کرم اللہ کو ملا۔ علی کرمہ اللہ آگے ہوئے اور رسول اللہؐ کے عہد کی رو سے حصار کی کامگاری حاصل کر کے اس کے عرصہ آ کر عصر کی نماز اسلام ادا کی[1]

اولا د سعدؓ کے لئے علی کرمہ اللہ کی مہم

اسلامی صدی کا دو کم آٹھواں سال ہے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے مہم علی کرمہ اللہ ارسال ہوئی۔

اس کا مکمل حال اس طرح ہے کہ رسول اکرمؐ کو اطلاع ملی کہ اولاد سعد کے لوگ اور دگر کے گروہوں کو اکٹھا کر کے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ ہادی کاملؐ کا حکم علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ وہ دو سو آدمی ہمراہ لے کر اولاد سعد کے مصر کے لئے رواں ہوں۔

وہ دو سو اہل اسلام کا اک عسکر لے کر اولاد سعد کے لئے اس طرح رواں ہوئے کہ لوگ اس عسکر کی آمد سے لاعلم ہوں۔

راہ کے اک مرحلے آ کر اک آدمی ملا اس کو ڈرا دھمکا کے معلوم ہوا کہ وہ اولاد سعد کا آدمی ہے اور اہل اسلام کے احوال کے علم کے لئے ادھر آ رہا ہے، اس سے کہا کہ اگر اولاد سعد کے احوال اور اس کا محل ہم سے کہو، ہلاکی سے دور رہو گے!

اس سے اولاد سعد کی راہ اور دوسرے احوال معلوم ہوئے اور اولاد سعد کے مصر آ کر اہل اسلام حملہ آور ہوئے۔

اولاد سعد حوصلہ ہار کر معرکہ گاہ سے موں موڑ کر دوڑ گئے، مگر کئی سو سواری اور دوسرے اموال وہاں رہ گئے۔

اہل اسلام سارے گلے اور اموال لے کر وہاں سے سوئے معمورۂ رسول لوٹ آئے[3]

---

[1] (سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۲۵۸) [2] ذو سعد [3] (ہادی عالم، ص: ۴۸۹، سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۲۵۸، سیرت علی، ص: ۱۸)

معاہدہ صلح اور داماد رسول علی کرمہ اللہ

وداع مکہ کو دو کم آٹھ سال ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم دو سو کم سو لہ سو اللہ والوں کو ہمراہ لے کر عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے۔ راہ کے اک مرحلے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مکے والے ہر طرح سے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور اہل اسلام کا ارادہ لڑائی سے دور رہ کر عمرے ہی کا رہا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے داماد رسول اسلام کے حاکم سوء مکہ مکرمہ گئے کہ وہ اہل مکہ کو اہل اسلام کے ارادے سے آگاہ کرے، وہ مکہ آئے اور ادھر روک لئے گئے۔

اہل اسلام کو کسی طرح اطلاع ملی کہ داماد رسول مارے گئے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے اہل اسلام کا عہد ہوا کہ ہمارا ہر آدمی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ اعداء اسلام سے لڑے گا۔

اس لئے علی کرمہ اللہ کا اسی طرح کا عہد ہوا، مگر اک عرصہ ہوا کہ اہل اسلام کو اطلاع ملی کہ ہمدم داماد رسول ہلاکی سے دور رہے اور وہ اہل اسلام کی ورود سے گاہ آ گئے۔

مآل کار مکے والے صلح کے لئے آمادہ ہو گئے اور داماد رسول علی کرمہ اللہ کو حکم رسول ہوا کہ وہ معاہدے کے سارے امور لکھ لے!

اس طرح علی کرمہ اللہ معاہدے کی لکھائی کے لئے مامور ہوئے اور سارے امور سے اول اللہ کے اسم کا حامل وہ کلمہ تھا کہ اہل اسلام ہر کام سے اول اس کلمے کے عادی رہے وہ کلمہ اس طرح ہے:

"اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا کمال رحم والا ہے۔"

ولد عمرو کھڑا ہوا اور کہا ہمارے لئے وہ کلمہ لا معلوم ہے، اس لئے "اسمک اللھم"

کا کلمہ لکھو کہ وہی کلمہ ہمارا معمول رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ اسی طرح لکھو سو وہ کلمہ اسی طرح لکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اسم گرامی مع رسول اللہ کے لکھا وہ عمر دکھڑا ہوا اور کہا:

"اہل اسلام سے ہماری ساری لڑائی کی اساس وہی کلمہ ہے کہ محمد، اللہ کا رسول ہے اور اسی کلمے کے لئے عمرے سے روکے گئے ہو، اس لئے معاہدے سے اس کلمہ کو ہٹا کر "محمد" کا اسم اس کے والد کے حوالے سے لکھو!"

علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ اس کلمہ کو محو کردو! علی کرمہ اللہ کو اس امر سے دکھ ہوا اور اس کو مکروہ معلوم ہوا کہ وہ کلمہ "رسول اللہ" کو محو کرے، اس لئے سرور عالم اٹھے اور اس کلمے کو محو کر کے علی کرمہ اللہ سے کہا:

"ہمارا اسم مع والد کے اسم کے لکھو!"

اس طرح سارا معاہدہ مکمل طور سے مسطور ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اہل اسلام کو لے کر معمورۂ رسول لوٹ آئے۔[1]

اسرائلی گروہ سے اک اہم معرکہ[2]

وداع مکہ کو اک کم آٹھ سال ہوئے، اس سال اک اسرائلی گروہ سے اہل اسلام کا معرکہ ہوا۔

اس کا حال اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو حکم ہوا کہ وہ معمورۂ رسول سے دو سو کوس ادھر اسرائلی لوگوں کے مصر آ کر حملہ آور ہوں! وہ اسرائلی گروہ کئی محکم حصاروں کا مالک رہا۔ عسکر اسلام، اسرائلی حصاروں کے آگے وارد ہوا۔

سارے اسرائلی حصاروں کے کواڑ لگا کر محصور ہو گئے۔ اہل اسلام کے مسلسل حملوں سے اک محکم

---

[1] ہادیٔ عالم، ص ۲۹۵ [2] غزوۂ خیبر۔

حصار[1] ٹوٹا اور معمولی لڑائی سے اہل اسلام اس حصار کے مالک ہوئے۔

اہل اسلام کو حصار اول سے کامگاری ملی، ہادی کاملؐ کا اہل اسلام کو حکم ہوا کہ دوسرے حصار کے لئے حملہ آور ہوں اور اس مہم کے لئے مسر رسول، ہمدم مکرم کو علم عطا ہوا۔

ہمدم مکرم اہل اسلام کو لے کر حملہ آور ہوئے اور کمال سعی کی کہ وہ حصار محکم ٹوٹے مگر کامگاری سے محروم لوٹے۔

دوسری سحر کو عمر مکرم کو حکم ہوا کہ وہ اہل اسلام کے علمدار ہو کر حملہ آور ہوں! عمر مکرم کمال حوصلے اور ولولے سے حملہ آور ہوئے، مگر کامگاری سے محروم رہے۔

رسول اکرمؐ سارے احوال سے مطلع ہوئے اور کہا کہ کل عسکر اسلامی کا علم اس آدمی کو ملے گا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا دلدادہ ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کا دلدادہ ہے۔ اسی کے حملے سے وہ حصار ٹوٹے گا اور اہل اسلام کو کامگاری حاصل ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اس کلام سے سارے لوگوں کے دل دھڑک اٹھے اور اک دوسرے سے کہا کہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ اہم اکرم کس کو حاصل ہوگا۔[2]

الحاصل اگلی سحر ہوئی ہر آدمی کی دلی آس رہی کہ وہ اہم اکرام اسے ہی ملے۔

ہادی کاملؐ کا سوال ہوا:

''علی کہاں ہے؟''

لوگ علی کرم اللہ کے لئے دوڑے کہ رسول اکرمؐ کا حکم ہوا ہے کہ آکر ہم سے ملو۔ وہ رسول اللہؐ کے آگے آئے رسول اکرمؐ کا حکم ہوا:

''اے علی! اللہ کی مدد کا آسرا لے کر علم اٹھاؤ اور اس محکم حصار کے لئے حملہ آور ہو، مگر اول اس گروہ کے لوگوں کو اسلام کی راہ دکھاؤ! اے علی! اگر اس

---

[1] اس قلعہ کا نام ماعم تھا۔ (ہادی عالم، ص ۳۲۹) [2] (ایضاً)

صرف ایک آدمی اسلام لے آئے وہ ہر کامگاری سے اعلیٰ کامگاری ہے۔"

علی کرم اللہ اہل اسلام کو لے کر راہی ہوئے۔ اس حصار کا مالک[1] اس گروہ کے سارے لوگوں سے سوا دلاور اور حوصلہ ور رہا۔ اس کو معلوم ہوا کہ علی کرم اللہ لڑائی کے لئے آمادہ ہو کر آگئے وہ آگے ہوا اور للکار کر کہا:

"لڑائی کا ماہر ہوں، دل اور حوصلے والا ہوں، اگر حوصلہ ہو آ کر لڑ لو!"

اور اکثر سے معمور مصرعوں والا کلام کہا۔[2] علی کرم اللہ اسی طور سے رد کلام کر کے اس سردار کے آگے آڑے اور دوڑ کر اس کے لئے حملہ آور ہوئے۔ علی کرم اللہ کا وار اس طرح کاری ہوا کہ اس سردار کا سر کٹ کر وہاں گرا اور وہ اسی دم ہلاک ہو کر واصل دار الآلام ہوا۔

الحاصل اس محکم حصار کے لئے آدھے ماہ سے سوا عسکر اسلامی محاصرہ کر کے وہاں رہا اور لڑائی کا سلسلہ رہا۔

آل کار اہل اسلام کی حوصلہ وری اور علی کرم اللہ کی دلاوری سے وہ حصار ٹوٹا اور اہل اسلام اس کے مالک ہوئے۔[3]

---

[1] مرحب۔ [2] مرحب بڑے جوش و خروش سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا۔ قد علمت خیبر انی مرحب، شاکی السلاح بطل مجرب، اذا الحروب اقبلت تلہب۔ خیبر مجھ کو جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، تیغ پوش ہوں، بہادر ہوں، تجربہ کار ہوں، جب کہ لڑائی کی آگ بھڑکتی ہے۔ فاتح خیبر متکبرانہ رجز کا جواب دیتے ہوئے بڑھے۔ انا الذی سمتنی امی حیدرہ، کلیث غابات کریہ المنظرہ، اوفیہم بالصاع کیل السندرہ۔ میں وہ ہوں میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے، جھاڑی کی شیر کی طرح مہیب اور ڈراؤنا، میں دشمنوں کو نہایت سرعت سے قتل کر دیتا ہوں۔ (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۲۹۰) [3] (ہادی عالم)

معرکہ مکہ مکرمہ[1]

اسلامی صدی کا آٹھواں سال ہے، اہل مکہ سے بد عہدی ہوئی[2] اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ہوا کہ مکہ حملہ آور ہوں۔

اہل اسلام کو حکم ہوا کہ لڑائی کے واسطے آمادہ رہو! اہل اسلام لاعلم رہے کہ کدھر کا ارادہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے اطلاع ملی کہ ایک نادام سارہ اہل اسلام کے حملے کی اطلاع سے معمور ایک مراسلہ لے کر سوئے مکہ راہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علی کرم اللہ، ولد عوام[3] اور ولد اسود[4] کو حکم ہوا کہ دوڑ کر نادام سارہ کو روک کر اس سے وہ مراسلہ لے آؤ!

علی کرم اللہ دوسرے ہمدموں کو ہمراہ لے ادھر گئے اور نادام سارہ کو روک کر کہا:

"وہ مراسلہ ہمارے حوالے کر دو!"

وہ مکر گئی اور کہا، کس مراسلے کا کہہ رہے ہو؟ وہ مراسلے کی حامل کہاں؟ علی کرم اللہ کا کلام ہوا۔

"محال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کھوٹی ہو" اور اس کو ذرا دھمکا کر کہا کہ وہ مراسلہ دے دو! ہمارا ہر ایک آدمی وہ مراسلہ ٹٹول کر ہی رہے گا۔ وہ ڈر گئی اور اس نے سر کی گرہ کھولی اور مراسلہ لے کر علی کرم اللہ کے آگے رکھا۔

علی کرم اللہ اس مراسلے کو لے کر معمورہ رسول آئے اور اس مراسلے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ مراسلہ کھولا۔ معلوم

---

[1] فتح مکہ۔ [2] قریش کے دو قبیلے بنو خزاعہ اور بنو بکر ایک دوسرے کے دشمن تھے صلح حدیبیہ میں بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف ہوگئے اور بنو بکر اہل مکہ کے حلیف ہوگئے۔ بنو بکر نے مسلمانوں کے حلیف بنو خزاعہ پر اچانک حملہ کیا اور اہل مکہ نے ان کی مدد کی۔ [3] حضرت زبیر بن عوام۔ [4] مقداد بن اسود۔

ہوا کہ اس مراسلے کا محرر معرکہ اول والا اک معلوم ہمدم رسول ہے۔[1]

رسول اللہؐ کا اس سے کلام ہوا۔

'' اے ہمدم! وہ مراسلہ اسی کا ہے؟ اور کس لئے لکھا ہے؟''

ہمدم رسول آگے ہوئے اور کہا:

'' اے اللہ کے رسول! مسلم ہوں اور اسلام کی روگردی سے دور ہوں۔ معاملہ اس طرح ہے کہ ہر ہر ہمدم کا اہل مکہ سے اسروی واسطہ ہے[2] اس سے واسطے کی رو سے معرکہ مکہ کے لئے ہر ہر ہمدم کی اولاد و گھر والوں کی رکھوالی ہوگی، مگر وہ اس طرح کے اسروی واسطے سے محروم ہے۔ دل سے کہا کہ اگر اس کے واسطے سے اہل مکہ کو معرکہ مکہ مکرمہ کی اطلاع ملے گی، لامحالہ معرکہ کے لئے اس کے گھر والے معصوم ہوں گے۔ واللہ! اس کے علاوہ ہر طرح کے ارادہ سے دور ہوں۔''

عمر مکرم حسام نے اٹھے اور کہا:

'' اے اللہ کے رسول! اگر حکم ہو اس مکار کا سر اڑا دوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہوا:

'' اے عمر! معلوم ہے کہ وہ ہمدم معرکہ اول والا ہے[3] اور معرکہ اول والوں کے سارے معاصی محو ہوئے۔

الحاصل! وداع مکہ کو آٹھ سال ہوئے، ماہ صوم کی دس کو رسول اللہؐ کے حکم سے دس دس سو کے دس گروہ اکٹھے ہو کر رسول اکرمؐ کے ہمراہ مکے کے لئے رواں ہوئے۔

اک عامد دار اسلام، مددگار سعد کا اس طرح کا کلام ہوا:

'' وہ لمحہ معرکہ آرائی کا لمحہ ہے، اس لئے دار اللہ کے ناطے لوگوں کی ہلاکی روا ہے۔''

۱؎ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ۔ ۲؎ قرابتی تعلق ہے۔ ۳؎ آپؐ نے فرمایا: اے عمر! یہ بدری ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بدریوں کے تمام گناہ معاف ہیں؟ (سیرۃ طیبہ ج ۱ ص ۲۶۱)

مددگار سعد سے اس طرح کا کلام مسموع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا:

"اے سعد! اس طرح مہو کہ وہ لمحہ دار اللہ کے علو کا لمحہ ہے۔"

اور علی کرمہ اللہ سے کہا کہ ہمدم سعد سے علم لے لو! علی کرمہ اللہ علم لے کر محلہ کدا ء سے مکہ وارد ہوئے اور اہل اسلام مکہ کے مالک ہوئے۔[1]

دار اللہ کا احاطہ سہ صد اور ساٹھ مٹی[2] کے الہوں سے اٹا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم ادھر گئے اور اک لکڑی مٹی کے الہوں کو لگا لگا کر کلام الہی کا اک حصہ کہا[3] اس سے وہ مٹی کے الہ گر گئے۔ لوہے کی سل لگا مٹی کا اک الہ دوسرے الہوں سے سوا محکم رہا، رسول اللہ صلی اللہ کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا:

"اے علی! اللہ کے رسول کو اٹھاؤ کہ وہ مٹی کے اس الہ کو گرائے!"

علی کرمہ اللہ محروم رہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو اٹھا سکے[4] اس لئے رسول اللہ آگے ہوئے اور علی کرمہ اللہ کو اٹھا کر کہا کہ اس مٹی کے اس الہ کو گرا دو!

علی کرمہ اللہ حکم رسول کے عامل ہوئے اور اس مٹی کے الہ کو لوہے کی سل سے اکھاڑا۔

اس طرح دار اللہ مٹی کے الہوں سے طاہر ہوا۔

مہم حسام اللہ[5] اور علی کرمہ اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اک ہمدم کہ وہ حسام اللہ کے اسم سے موسوم ہے اس کو حکم ہوا کہ وہ اعلائے اسلام کے لئے اک گروہ کے آگے راہی ہو!

---

[1] (سیرالمصطفیٰ ج ۱ ص ۲۶۲) [2] بت [3] آپ جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا پڑھتے جاتے خانہ کعبہ کے گرد رکھے گئے بتوں کو چھڑی سے اشارہ کرتے جاتے۔ (حوالہ بالا) [4] حضرت علی بار نبوت نہ اٹھا سکے، اس لئے آپ نے حضرت علی کو شانہ اقدس پر چڑھا کر اس بت کو گرانے کا حکم دیا۔ (سیرالمصطفیٰ ج ۱ ص ۲۶۳)

[5] خالد بن ولید۔

حسام اللہ گئے اور اس گروہ کو وصول اسلام کا کہا۔ وہ گروہ اسی لمحے مسلم ہوا مگر لاعلمی سے اس طرح کا کلمہ کہا کہ حسام اللہ کو لگا کہ وہ گروہ اسلام سے روگردانی کر رہا ہے، اس لیے حسام اللہ کے حکم سے اس گروہ کے کئی لوگ ہلاک اور کئی محصور کیے گئے۔

رسول اللہ کو اس کی اطلاع ملی اس اطلاع سے رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو گہرا دکھ ہوا، اسی لمحے علی کرم اللہ کو حکم ہوا:

”اے علی ادھر ادھر راہی ہو اور ہلاک کیے گئے ہر ہر آدمی کا مال دم ادا کرو اور محصوروں کو رہا کر دو!“

علی کرم اللہ ادھر گئے اور اسی طرح کر کے لوٹے[1]

معرکہ وادی اوطاس[2]

اس معرکے اہل اسلام کے دس دس سو کے دس اور دو گروہ[3] ماہ صوم کی آٹھ کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رواں ہوئے۔

عسکر اسلام کے اس سواعدد سے مسرور ہو کر عسکر کا کوئی آدمی کہہ اٹھا کہ محال ہے کہ عسکر کی کمی کی رو سے ہم کو رسوائی ملے۔ اللہ کو وہ کلمہ مکروہ لگا، اسی لیے اول اول اہل اسلام کی اس معرکے سے ہوا اکھڑ گئی اور وہ اس حد گراں حال ہوئے کہ سرور عالم کے گرد کوئی دس آدمی رہ گئے: ہمدم مکرم عمر مکرم، علی کرم اللہ، ہمدم اسامہ، اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے عم مکرم رسول اللہ کے ہمراہ رہے[4]

علی کرم اللہ حوصلہ وری اور دلاوری سے حملہ آور ہوئے اور اعداء کے سالار کو حملہ

---

[1] سیر الصحابہ ج ۲ ص ۲۶۳ [2] غزوہ حنین: حنین طائف اور مکہ کے درمیان اس وادی کا نام ہے اور اوطاس ایک مقام کا نام ہے جہاں غزوہ حنین میں ابو عامر اشعری دشمنوں کے تعاقب میں گئے اور ان کو زیر کر کے لوٹے (ہادی عالم ص ۲۷۰) [3] غزوہ حنین میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی، دس ہزار تو وہ صحابہ تھے جو مدینہ سے آئے تھے اس کے علاوہ دو ہزار مکہ کے [illegible] [4] (سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۶۳)

کر کے مار ڈالا۔

تمام کار اہل اسلام کا مکار رہے اور گروہ اعداء کے حد سے سوا اموال اہل اسلام کو ملے۔[1]

معرکۂ عسرہ[2] اور علی کرمہ اللہ کا اکرام

اس معرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علی کرمہ اللہ کے لئے حکم ہوا۔ اے علی! معمورۂ رسول رہ کر ہمارے گھر والوں کی رکھوالی کرو!

علی کرمہ اللہ اس معرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی سے محروم رہ کر دکھی ہوئے۔ مگر رسول اللہ کے حکم کی رو سے رسول اللہ کے گھر والوں کی رکھوالی کے لئے معمورۂ رسول رک گئے۔

ادھر مکاروں[3] کی مکروہ کہی سے گھبرائے ہوئے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آئے اور سارا حال کہا۔ رسول اللہ کا علی کرمہ اللہ کی دلداری کے لئے کلام ہوا۔

اے علی! مسرور ہو کہ اللہ کے رسول کے لئے علی اسی طرح ہے کہ موسیٰ رسول کے لئے اس کا ولد ام۔؟ ہاں مگر حال ہے کہ رسول اللہ کے سوا امر وحی کسی اور کو عطا ہوئے۔[4]

۱؎ (سیر مصطفیٰ ج ۳ ص ۲۳۱ تاریخ اسلام) ۲؎ غزوہ تبوک جو سخت آزمائش حالات کی وجہ سے غزوہ عسرہ بھی کہتے ہیں۔ عسرہ کے معنی تنگی اور تکلیف کے ہیں۔ ۳؎ منافقوں نے علی کی نسبت یہ کہنا شروع کیا کہ آنحضرت کو ان کی کچھ پرواہ نہیں اس لئے ان کو مدینہ میں چھوڑ دیا ہے۔ حضرت علی سے یہ برداشت نہ ہو سکا [illegible] مدینہ سے نکل دیئے اور مقام جرف میں مدینہ سے کوس بھر کے فاصلے پر آپ سے ملے اور منافقوں کی [illegible] کے بارے میں بتایا۔ آپ نے فرمایا اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدی (مشکوۃ شریف ص ۵۶۳) یعنی اے علی! کیا آپ پسند نہیں کرتے کہ آپ میری طرف سے اس مرتبہ پر ہوں جس مرتبہ پر حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی طرف سے تھے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی منصب نبوت نہیں ہے (سیرت علی ص ۹۵)

ہمسائے[1] ملک کے لئے مہم علی کرمہ اللہ

وداع مکہ کو دسواں سال ہوا اس سال سرور عالمؐ کے حکم سے کئی ہمدم و مددگار ادھر گرد کے امصار کے لئے مہم لے کر گئے اور اللہ کے کرم سے کامگار لوٹے۔

اسی طرح علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ وہ ہمسائے ملک کے لئے اہل اسلام کے اک گروہ کو لے کر راہی ہو اور وہاں کے لوگوں کو کلمۂ اسلام کا محکم کر کے ساروں کو راہ ھدیٰ دکھائے!

وہ اس مہم کے لئے رواں ہوئے اور کئی گروں سے صلح کر کے اور کئی لوگوں کو مسلم کر کے اور اموال واملاک لے کر لوٹے۔

گروہ طے کے لئے مہم علی

علی کرمہ اللہ سرور عالمؐ کے حکم سے اک مہم گروہ طے کے لئے لے کر گئے وہاں کے سردار عدی ولد طائی کو معلوم ہوا کہ اہل اسلام کی کوئی مہم ادھر آرہی ہے وہ ڈر کر وہاں سے دوڑا اور ملک روم آ کر ٹھہرا علی کرمہ اللہ اول کلمۂ اسلام کہہ کر مصر ہوئے کہ دو اسلام لے آؤ!

مآل کار معمولی معرکہ آرائی کا سلسلہ ہوا اور اس گروہ کے کئی لوگوں کو محصور کر کے لائے۔ اس ملک کا اک سرکردہ گروہ علی کرمہ اللہ کی سعی سے مسلم ہوا اور اس گروہ کے واسطے سے وہاں کے کئی گروہ اسلام لائے۔

احکام الٰہی کی اطلاع رسائی

اس سال کے موسم احرام حج کی آمد آمد ہوئی، گروہوں کی آمد کا سلسلہ حد سے سوا رہا، اس لئے رسول اللہ کے لئے محال ہوا کہ وہ اس سال عمرہ واحرام کے لئے مکۂ مکرمہ راہی ہوں۔

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ ہمدم مکرم اہل اسلام کو لے کر سوئے مکہ راہی ہوں اور وہی سارے امور عمرہ واحرام کے معلم ہوں۔ اس طرح سے صد اہل اسلام ہمدم مکرم

---

[1] ملک یمن ہے (ہادی عالم ص: ۳۹۳) مع حج۔

کے ہمراہ سوئے مکہ راہی ہوئے۔

ادھر سرورِ عالم کو کلام الٰہی کی اک سورۃ وحی کی گئی۔ اللہ کا حکم ہوا کہ گمراہوں کو اطلاع کردو۔[1]

"اللہ کا حکم وارد ہوا ہے کہ اس سال کے علاوہ سارے گمراہ سدا کے لئے حرم سے دور رہوں۔"

اس کے علاوہ عمرہ واحرام کے دوسرے کئی امور کا حکم ہوا۔

ہمدم علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ دوڑ کر راہی ہو اور عمرہ واحرام کے سارے احکام ادا کر کے گمراہوں کو اطلاع کردو کہ اللہ کا حکم اس طرح ہوا ہے۔ ہمدم علی کرمہ اللہ معمورۂ رسول سے راہی ہو کر راہ کے اک مرحلے آ کر ہمدم مکرم سے ملے اور سارا حال کہا اور کہا کہ مامور ہوں کہ احکام احرام ادا کر کے گمراہوں کو اکٹھا کروں اور کلام الٰہی کا وہ حصہ سارے لوگوں کے آگے کہوں۔

اس طرح علی کرمہ اللہ ہمدم مکرم اور دوسرے اہل اسلام کے ہمراہ مکہ مکرمہ راہی ہوئے اور سارے احکام ادا کر کے لوگوں سے کہا کہ گمراہوں کے سارے گروہ اکٹھے ہوں۔

مکے اور اردگرد کے گروہ اکٹھے ہو گئے۔ ہمدم علی کرمہ اللہ آگے آئے اور کلام الٰہی کا وہ سارا حصہ لوگوں کے آگے کہا۔

اس طرح سارے لوگوں کو حکم الٰہی سے مطلع کر کے علی کرمہ اللہ اور ہمدم مکرم اہل اسلام کو ہمراہ لے کر معمورۂ رسول لوٹ آئے۔[2]

احرام الوداع[3] اور علی کرمہ اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم احرام و عمرہ کے لئے سوئے مکہ راہی ہوئے۔ علی

---

[1] سورہ توبہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جس میں یہ حکم تھا کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں گے اور ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کریں وغیرہ (ہادی عالم ص ۲۹۵) [2] (ایضاً) [3] حجۃ الوداع۔

کرم اللہ کو اس کی اطلاع ملی، وہ یمن سے مکہ مکرمہ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور عمرہ واحرام کے امور کے علاوہ دوسرے کئی اہم امور ادا کیے۔[1]

رسول اللہؐ کا وصال مسعود اور علی کرم اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے لوٹ کر معمورۂ رسولؐ آئے، وداع مکہ کا دسواں سال مکمل ہوا۔ اگلے سال کے ماہ محرم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درد سر کا سلسلہ ہوا اور اسی سے محموم ہوئے۔ لگ بھگ بے دردی کمی محسوس ہوئی، عماد اسلام کی ادائیگی کے واسطے عم رسولؐ اور علی کرم اللہ کے سہارے حرم رسول آئے۔

مآل کار درد حد سے سوا ہوا اور سرور عالمؐ کے لئے محال ہوا کہ وہ حرم رسول آ کر عماد اسلام کے لئے کھڑے ہوں۔

اک سحر علی کرم اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے جا کر لوگوں سے ملے، لوگوں کا سوال ہوا کہ:

"اے علی! رسول اللہؐ کا حال کس طرح ہے؟"

علی کرم اللہ کا ردِ کلام ہوا:

"الحمد للہ! عمدہ ہے۔"

عم رسولؐ اٹھے اور علی کرم اللہ کے ہاتھ کا مطالعہ کر کے کہا:

"واللہ! ہم کو اسرہ کے لوگوں کے موں سے ہی معلوم رہا ہے کہ وہ لمحہ وصال

---

[1] حضرت علیؓ کو جس وقت رسول اللہؐ کے حجۃ الوداع کی اطلاع ملی تو آپؓ اس وقت یمن میں تھے فوراً وہاں سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حج کے ارادے سے مکہ پہنچے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوائگی حج کے بعد آپؐ نے ۶۳ اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح کئے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کو ارشاد فرمایا کہ بقایا اونٹوں کو آپ ذبح کریں اپنے انہوں نے اس پر عمل درآمد کیا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۲۵، سیرت علی، ص: ۱۱۲) [2] بحوالہ [3] حضرت عباسؓ۔

کا لمحہ ہے، اس لئے ہمارے ہمراہ رسول اللہ کے آگے آؤ کہ ہم رسول اللہ سے ولی عہدی کے سائل ہوں۔"

علی کرمہ اللہ کا رد کلام ہوا:

"وہ اس امر سے دور ہی رہے گا۔ واللہ! اگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے ولی عہدی سے محرومی ہوئی، معدوم رہے کہ سدا کے لئے محرومی ہوگی۔"[1]

تمال کار گئی سحر مغموم رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم دار السلام کو راہی ہوئے اور اللہ واحد سے آ ملے اور اللہ کا رسول، اللہ کے حکم سے اس عالم مادی سے سدھارا۔

(ہم سارے کا اللہ مالک ہے اور ہمارا ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا)[2]

علی کرمہ اللہ رسول اکرمؐ کے اسرہ اور گھروالے رہے۔ اس لئے سارے امور لحد[3] علی کرمہ اللہ سے ہی مکمل ہوئے۔

حاکم اول ہمدم مکرم اور علی کرمہ اللہ

وصال رسول کے آگے سارے لوگوں کا حاکم اول سے عہد ہوا۔ علی کرمہ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے لحد کے امور مکمل کر کے آئے اور اسی لمحے اس کا ہمدم مکرم سے عہد ہوا[4] اور ساری عمر ہمدم مکرم، عماد اسلام کے لئے علی کرمہ اللہ کے امام رہے۔[5]

ہمدم مکرم سے علی کرمہ اللہ کا لگاؤ

حاکم اول کی رائے ہوئی کہ صحرائی لوگوں[6] سے معرکہ آرائی ہو، وہ سواری لے کر نکلے

۱؎ (بخاری باب مرض النبیؐ، مستدرک حاکم، ج: ۳، ص: ۱۱۱) ۲؎ ہادی عالم، بالاختصار و التغییر ۳؎ تجہیز و تکفین ۴؎ بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی یہ بالکل غلط ہے اور راویوں کی طرف سے روایت میں ادراج ہے بر قبول نہیں تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں رحماء بینھم۔ (حصہ صدیقی، ج دوم، ص: ۲۲۸ تا ۲۴۲) اور سیرت علی المرتضیٰ مولفہ محمد نافع دخلہ، ص: ۱۳۱) ۵؎ سیرت علی، ص: ۱۵۱) ۶؎ جنگلی قبائل۔

اور صحرائی لوگوں سے لڑائی کے واسطے سوئے وادی[1] راہی ہوئے۔

علی کرمہ اللہ کو معلوم ہوا وہ دوڑ کر آئے اور حاکم اول کی سواری کی لگام لے کر کہا۔

"حاکم اول سے ہمارا کلام اسی طرح کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معرکہ احد کو ہوا۔"[2]

اے حاکم اسلام! حسام کو ڈھک لو اور اہل اسلام کو ہر طرح کی الم رسائی سے دور رکھو! واللہ! اگر ہلاک ہو گئے تو اسلامی کارواں ٹکڑے ٹکڑے ہوگا۔ علی ہر طرح کی مدد کے لئے آمادہ ہے۔

علی کرمہ اللہ کے اس کلام سے حاکم اول معمورہ رسول لوٹ آئے اور دوسرا عسکر سوئے وادی رواں ہوا۔

اسی طرح دوسرے اہم اسلامی امور کے واسطے علی کرمہ اللہ حاکم اول کے ہمراہ رہے۔[3]

عمر مکرم اور علی کرمہ اللہ

حاکم اول کے وصال کا لمحہ آگا ہوا، ولی عہدی کا ایک مراسلہ لکھوا کر حاکم اول کا لوگوں سے کلام ہوا:

"لوگو! ہم سے کہو کہ ہمارے اس عہد کے حامی ہوگے؟"

لوگوں کا ردکلام ہوا: ہاں! حامی ہوں گے۔

علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

"اگر اولوالامر عمر ہوں گے ہم کو وصول ہے۔"

---

1. وادی القصہ۔ 2. حضرت علیؓ نے فرمایا میں آپ کو وہی بات یاد دلاتا ہوں جو رسول اللہؐ نے احد کے دن فرمائی تھی کہ آپ اپنی تلوار نیام میں کر لیں اور اپنی ذات کے متعلق ہمیں کسی پریشانی میں نہ ڈالیں۔ اللہ کی قسم! اگر ہمیں آپ کی ذات کے متعلق کوئی مصیبت پہنچی تو آپ کے بعد اسلام کیلئے کوئی نظم و نسق قائم نہ رہ سکے گا۔ (سیرت علی ص ۱۵۳) 3. جیسے تعلیم اصول فقہ، اہم دینی مسائل میں مشاورت اور تدوین قرآن وغیرہ۔

اور وہ عہد عمر مکرم ہی کے لئے رہے[1]

عہد عمر اور عہدہ علی کرمہ اللہ

عمر مکرم کے دور کو علی کرمہ اللہ لوگوں کے واسطے اک عمدہ حکم گر ہے۔

اہم امور کے لئے علی کرمہ اللہ سے رائے

عمر مکرم اہم امور کے لئے علی کرمہ اللہ سے رائے لے کے اس رائے کے عامل رہے۔[3]

عمر مکرم کی ولی عہدی[4]

عمر مکرم کے ہاں علی کرمہ اللہ سدا اہل رائے رہے، اس لئے اگر کسی مہم عمر مکرم کا ارادہ کسی محل کے رحلہ کا ہوا، علی کو ولی عہد کر کے گئے۔

علی کرمہ اللہ عمر مکرم کے سسر

علی کرمہ اللہ کا عمر مکرم اسر وی واسطہ رہا، علی کرمہ اللہ کی اک لڑکی[5] کی عروسی، علی کرمہ اللہ کے حکم سے عمر مکرم سے ہوئی۔

اس طرح عمر مکرم، علی کرمہ اللہ کے داماد ہو گئے اور علی کرمہ اللہ عمر مکرم کے سسر ہو گئے اور اللہ کے کرم سے عمر مکرم کو اس لڑکی سے اولاد عطا ہوئی۔[6]

---

۱ سبحان اللہ! سیدنا علیؓ بھی ابوبکر صدیقؓ کے بعد عمر فاروقؓ کی خلافت کے قائل تھے۔ (سیرت علی، ص: ۱۲۷) ۲ قاضی۔ ۳ یہ درست ہے کہ عہد فاروقی میں حضرت علیؓ کے مخلصانہ مشوروں کو ہمیشہ اہمیت دی گئی اور بیشتر ان کی رائے کی موافقت میں فیصلے کئے گئے مثلاً (۱) حاصل شدہ اموال میں وقتی طور پر صدقہ ادا کرنے کے متعلق مشورہ۔ (۲) ادیت میں مشورہ۔ (۳) بدفعلی کی سزا میں احراق کا مشورہ۔ (۴) شراب خوری کی سزا میں اضافے کا مشورہ۔ (۵) تیسری چوری کی سزا کا مشورہ۔ (۶) فاروق اعظمؓ کے مشاہرہ اور تعین کا مشورہ۔ (۷) سن ہجری کے اجراء کے بارے میں مشورہ۔ (۸) علاقہ نہاوند کی طرف اقدام کرنے میں خروج خلیفہ کے بارے میں مشورہ۔ (۹) غزوہ روم میں خلیفہ ثانی کے بذات خود تشریف نہ لے جانے کے متعلق مشورہ۔ (۱۰) مال غنائم کی تقسیم کے بعد بقایا مال کو پس انداز کرنے کا مشورہ۔ (حوالہ بالا) ۴ نیابت فاروقی۔ ۵ ام کلثومؓ جن کی والدہ سیدہ فاطمہؓ ہیں۔ ۶ ایک لڑکا زید اور ایک لڑکی رقیہ۔

وصال عمر اور ولی عہدی کے لئے اسم علی کرمہ اللہ

عمر مکرم کے وصال کا لمحہ آ گیا، عمر مکرم کے حکم سے اہل رائے لوگوں کا اک گروہ ولی عہدی کے لئے طے ہوا، اس گروہ کو حکم ہوا کہ وہ رائے سے کسی اک کو حاکم اسلام طے کر لے۔ علی کرمہ اللہ اسی گروہ کے آدمی رہے۔

عمر مکرم کی علی کرمہ اللہ کو داد و عطا

عمر مکرم کے عہد کو عمر مکرم کے حکم سے علی کرمہ اللہ کو مٹی کا اک عمدہ حصہ علاوہ حصہ مال ظاہر کا حاصل رہا اور علی کرمہ اللہ کے لئے کمائی کا واسطہ ہوا۔[1]

علی کرمہ اللہ کے موں سے عمر مکرم کے رسالۂ اعمال کی مدح سرائی

عمر مکرم کا وصال ہوا، اس کو اک ردا اوڑھائی گئی، علی کرمہ اللہ آئے اور کہا:

"عمر مکرم سے عمدہ ہمارے آگے اور کوئی کہاں؟ اللہ کرے، علی کا رسالۂ اعمال، عمر مکرم کے رسالۂ اعمال کی طرح ہو۔"[2][3]

لحدِ عمر مکرم کے لئے علی کرمہ اللہ کی مددگاری

عمر مکرم کے وصال کے آگے امور لحد کے لئے علی کرمہ اللہ دوسرے ہمدموں[4] کے ہمراہ رہے۔

دورِ عمر کے واسطے علی کرمہ اللہ کا کلام

عمر مکرم کے دور کے لئے علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

"دورِ عمر کے سارے امور کمال عمدہ رہے اور عمر مکرم اک اعلیٰ حاکم رہے۔

واللہ! ہم اس سے دور ہوں گے کہ عمر مکرم کے لاگو کردہ امور محو ہوں۔"

---

[1] (سیرت علی، ص: ۱۶۷) [2] نامہ اعمال۔ [3] (سیرت علی، ص: ۱۸۱) [4] عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت زبیرؓ وغیرہم۔

ہر طرح سے ساتھی رہے، مگر محال ہوا کہ روگرداں کا محاصرہ ٹوٹے، اس لئے علی کرمہ اللہ کا لڑکوں[1] کو حکم ہوا کہ وہ رکھوالی کے لئے حاکم سوم کے گھر آگے کھڑے ہوں۔

حاکم سوم کی گواہی اور علی کرمہ اللہ کا ردعمل

حاکم سوم روگرداں کے حملے سے اللہ کے گھر کو سدھارے، علی کرمہ اللہ کو اس کی اطلاع ہوئی، اسی لئے کہا:

''اے اللہ! علی حاکم سوم کی ہلاکی کے معاملے سے الگ ہے۔''

اور آکر لڑکوں کو مارا کہ کس طرح کی رکھوالی کی کہ حاکم سوم ہلاک کر دیے گئے۔[2]

حاکم سوم کے امور لحد علی کے حکم سے

حاکم سوم کے وصال کو دو سحر سے سوا عرصہ ہوا، روگرداں کے ڈر سے لوگ حاکم سوم کے امور لحد سے محروم رہے، مگر علی کرمہ اللہ اٹھے اور اس کے حکم سے حاکم سوم کو مٹی دی گئی۔[3]

عہد علوی

حاکم سوم کے وصال کے آگے سہ سحر لوگ حاکم اسلام سے محروم رہے، اس عرصے لوگوں کا علی کرمہ اللہ سے اصرار رہا کہ وہ اہل اسلام کے لئے ''اولوالامر'' ہوں، مگر علی کرمہ اللہ اس سے روگرداں رہے۔

تمام کارہمدموں اور مددگاروں کی رائے سے طوعاً وکرھاً اولوالامری کے لئے آمادہ ہو کر حرم رسول آئے اور لوگوں کا علی سے عہد ہوا۔[4]

اول معاملہ

اولوالامر ہو کر علی کرمہ اللہ کے لئے اہم معاملہ وہ رہا کہ وہ حاکم سوم کے مہلکوں[5]

---

[1] حضرات حسنین رضی اللہ عنہما۔ [2] (سیر الصحابہ ج:۱، ص:۲۶۸) [3] (تاریخ اسلام ج:۱، ص:۲۱۵) [4] (سیرت علی ص:۲۲۸، ص:۲۲۹) [5] قاتلوں۔

کو معلوم کر کے صلہ دمٔ کی وصولی کرے، مگر معاملہ اس لئے گراں ہوا کہ حاکم سوم کی گواہی کے لیے اک حاکم سوم کی گھر والی ہی گواہ ہوئی۔[۱]

حاکم سوم کی گھر والی سے معلوم ہوا کہ حاکم سوم کی گواہی کے لیے محمد ولد ہمدم مکرم اور دو اور لامعلوم آدمی گھر آئے۔

علی کرمہ اللہ کا محمد ولد ہمدم مکرم سے سوال ہوا:

''اے محمد! ہم سے کہو کہ وہ حاکم سوم کا مہلک[۲] ہے''؟

محمد کا ردِ کلام ہوا:

''واللہ! وہ حاکم سوم کے گھر گھسا، مگر حاکم سوم کا کلام مسموع کر کے عار آئی اور وہ وہاں سے لوٹا، اس لئے وہ لاعلم ہے کہ حاکم سوم کا مہلک کس اسم سے موسوم ہے؟''

حاکم سوم کی گھر والی محمد ولد ہمدم مکرم کے اس کلام کی گواہ ہوئی۔ اس طرح حاکم سوم کے مہلک لامعلوم رہے اور علی کرمہ اللہ کے لئے گراں ہوا کہ وہ کوئی کاروائی کرے۔[۳]

عمال و حکام کی معطلی

علی کرمہ اللہ کو معلوم رہا کہ لوگوں کی حاکم سوم سے روگردی اور حاکم سوم کی ہلاکی کی راہ حاکم سوم کے طے کردہ عمال کی سوءِ راہ روی سے ہموار ہوئی۔[۴] اس لئے اولوالامر ہو کر علی کرمہ اللہ کے حکم سے حاکم سوم کے دور کے کئی عامل معطل ہوئے اور دوسرے عامل طے کئے گئے۔

---

[۱] قصاص۔ [۲] قاتلوں کے علاوہ اس وقت گھر میں صرف سیدنا عثمان غنیؓ کی اہلیہ حضرت نائلہؓ ہی تھیں۔ [۳] حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر سے پوچھا کہ آیا وہ بھی قاتلین عثمانؓ میں شامل تھا، اس نے انکار کیا، جس کی تائید سیدنا عثمان غنیؓ کی اہلیہ حضرت نائلہؓ نے کی۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۲۶۹) [۳] کیونکہ تحقیق و تفتیش کے باوجود بھی قاتلوں کا پتہ نہ چلا تھا۔ [۴] حضرت علیؓ کے نزدیک شہادت عثمانؓ کا اصلی سبب عمال کی بے اعتدالیاں تھیں، اس لئے آپ نے تمام عثمانی عمال کو معزول کر کے دوسرے لوگوں کو طے کیا۔

سہل کو حکم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے[1] محرروحیؓ کے ملک[2] کا عامل ہوکر ادھر راہی ہو!

وہ علی کرمہ اللہ کے حکم سے ادھر رواں ہوئے، مگر راہ کے اک مرحلے محرروحی کے سوار آڑے آئے اور اس کو روکا، اس لئے سہل معمورہ رسول لوٹ آئے اور آکر سارا حال علی کرمہ اللہ سے کہا۔

اس اطلاع کو مسموع کر کے علی کرمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ اس کا عہد معرکہ آرائی سے معمور ہوگا۔

علی کرمہ اللہ کے حکم سے محرروحی کو اک مراسلہ ارسال ہوا اس کا ماحاصل اس طرح ہے:

''سارے ہمدموں اور مددگاروں کا ہم سے عہد ہوا ہے، اس لئے آکر ہم سے عہد کرو اور روگردی سے دور رہو! روگردی کروگے، معرکہ آرائی ہوگی۔''

محرروحی کا ردِّ کلام ہوا:

''اے علی! اول حاکم سوم کے مہلکوں سے صلۂ دم وصول کرو اس کے اس کے آگے ہمارا عہد ہوگا۔''

مگر علی کرمہ اللہ کا اصرار رہا: اول ہم سے عہد کرو! اس کے آگے دادرسی کے لئے ہم سے کہو! اللہ کے حکم سے حاکم سوم کے مہلکوں سے صلۂ دم لے کر رہوں گا۔

علی کرمہ اللہ، محرروحی کے ہاں

اہل مطالعہ کو معلوم رہے کہ محرروحی اولوالامری کے ارادے سے دور رہے اور اس کو معلوم رہا کہ علی کرمہ اللہ ہی اولوالامری کا اہل ہے، مگر عہد علی سے روگرداں اسی لئے رہے کہ اس کا مدعا رہا کہ علی کرمہ اللہ اول حاکم سوم کا صلۂ دم لے۔

اللہ کا حکم اسی طرح رہا کہ علی کرمہ اللہ سے طوعاً و کرہاً کئی امور اس طرح کے صادر ہوئے کہ لوگ اک اک کر کے علی کرمہ اللہ سے روگرداں ہوئے۔ امر اول: حاکم سوم کے

---

[1] سیدنا امیر معاویہ۔ [2] کاتب وحی۔ [3] شام۔ (سیر الصحابہ، ج:۱، ص:۲۶۹)

مہلک لا معلوم رہے۔ امر دوم: حاکم سوم کے اعداء اور مہلک علی کرمہ اللہ کے عسکر کا حصہ ہو کر اس کے مددگار ہوئے۔ امر سوم: حاکم سوم کے طے کردہ عمال و حکام کی معطلی۔[1]
اسی لئے اہم اہم لوگوں کے دل وساوس سے معمور ہوئے۔

ہمدم طلحہ و ولد عوام کا مکے کا ارادہ

ہمدم طلحہ و ولد عوام علی کرمہ اللہ سے عہد کر کے عمرہ و احرام کی ادائے گی کے لئے سوئے مکہ راہی ہوئے۔ عروس مطہرہؓ کہ اول ہی سے احرام کی ادائے گی کے لئے مکہ رواں رہی، اس سے آکر ملے اور سارا حال کہا۔

جب کہ ملک[2] کا اک والی کہ وہ حاکم سوم کے دور کا اس ملک کا والی رہا اور علی کرمہ اللہ کے حکم سے معطل ہوا، وہ اسی لمحے مکہ وارد ہوا اور مسطورہ لوگوں سے ملا اور اس کی سعی سے مسطورہ لوگ حاکم سوم کے صلۂ دم کے لئے آمادہ ہوئے اور رائے آئی کہ سارے لوگ اک گروہ ہو کر دوسرے اسلامی ملک[3] کے راہی ہوں کہ وہاں کے لوگوں کو ہمراہ کر کے اکٹھے صلۂ دم کے لئے آمادہ ہوں۔
اس طرح حاکم سوم کے مہلکوں سے صلۂ دم کی وصولی عمل ہوگی۔ اس طرح مکے کے سارے لوگ عروس مطہرہ کے آگے آئے اور کہا کہ اے اہل اسلام کی ماں! ہمارے ہمراہ اس ملک کے لئے راہی ہو کہ کسی طرح اہل اسلام دہرا کر اک دل اور ہر طرح کی لڑائی سے دور ہوں۔[4]

عروس مطہرہ اصلاح احوال کے ارادہ سے ہمراہ ہوئی

عروس مطہرہ اصلاح احوال کے لئے اس گروہ کی ہمراہی کے لئے آمادہ ہوئی اور وہ اس اسلامی ملک رواں ہوئے۔[5]

---

۱ سیدہ معصومہ کہ ان کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے تھے۔ (سیر اصحابیات ص ۵۱۔ ۲۷۰) ۲ سیدہ عائشہ ص ۲۰۲ ۳ یمن کا والی یعلی بن امیہ (خلافت راشدہ ص ۱۷۵ تاریخ اسلام ج ۱ ص ۳۳۰، سیرت سیدنا علی المرتضیٰ ص ۲۲۲) ۴ بصرہ ۵ (سیرت سیدنا علی المرتضیٰ ص ۲۳۹) ۶ (ایضاً)

اسی ملک کے لئے رحلہ علی کرمہ اللہ

علی کرمہ اللہ کو اس حال کی اطلاع ملی، لوگوں سے کہا کہ آمادہ رہو ہمارا اس ملک کا ارادہ ہے۔

کئی ہمدم و ہمدوش آمادہ ہوئے۔ اسی طرح روشن دروں کا وہ گروہ کہ حاکم سوم کا مہلک اور سخی غیور سے علی کرمہ اللہ کا مددگار اور در اصل عدو واسطہ مہر رہا، وہ گروہ علی کے ہمراہ ہوا۔

کئی ہمدم موسیٰ[1] کا علی سے کلام ہوا کہ وہ اس ارادے سے دور رہے اور معمورۂ رسول رہ کر اس لوگوں کو حکم کرے! لوگ معرکہ آرائی کے واسطے راضی ہوں گے۔ مگر علی کرمہ اللہ سارے لوگوں کو ہمراہ لے کر رواں ہوگئے۔

راہ کے اک مرحلے علی کرمہ اللہ کا لڑکے[2] اور ہمدم عمار کو حکم ہوا کہ وہ والد موسیٰ[3] کے ملک راہی ہوں اور کہا کہ وہاں کے لوگوں کو ہماری مدد کے لئے آمادہ کرو!

والد موسیٰ کی اس معاملے رائے اس طرح کی رہی کہ لوگ گھروں کے کواڑ لگا کر ہر طرح کی لڑائی سے الگ رہیں۔

ولد علی اور ہمدم عمار ادھر آئے اور لوگوں سے کہا۔

"لوگو! علی کرمہ اللہ کی مدد کے لئے کھڑے ہوں!"

کئی لوگ آمادہ ہوگئے۔

---

۱ حضرت عبداللہ بن سلامؓ حضرت علیؓ کی سواری کی باگ پکڑ کر کہنے لگے امیر المؤمنین آپ مدینہ طیبہ کی اقامت ترک نہ فرمائیں اگر آپ مدینہ طیبہ سے باہر چلے گئے تو کوئی مسلمانوں کا خلیفہ مدینہ طیبہ کی طرف عود نہ کرے گا۔ (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۴) ۲ اس سے مراد حضرت عقبہ بن عمروؓ ہیں بڑے پایہ کے صحابی، غزوۂ بدر میں رسول اللہ کے ساتھ شریک تھے انصاری ہیں ... اور حضرت علیؓ ... کی طرح صاحب ... (الاصابہ ج ۲ ص ۴۹۰) ۳ حضرت حسنؓ ... ابوموسیٰ اشعریؓ کوفہ کے گورنر تھے۔ (سیرت سیدنا علی المرتضیٰ ص ۲۳۴ ... الاصابہ ج ۲ ص ۳۵۱)

عروس مطہرہ کا اکرام

وہاں ہمدم عمار سامع ہوئے کہ اک آدمی عروس مطہرہ کے لئے مکروہ کلامی کر رہا ہے۔

اسی لمحے اس کو روکا اور کہا کہ او مردود! عروس مطہرہ کے لئے مکروہ کلامی سے دور رہو!

واللہ! عروس مطہرہ، رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کی ہر دو عالم کی عروس ہے[1]

ولد علی اور ہمدم عمار کوئی دس دس سو کے دو گروہ[2] ہمراہ لے کر عسکر علی کرمہ اللہ سے آ ملے۔

علی کرمہ اللہ سارے عسکر کے ہمراہ اسی[3] ملک کے لئے رواں ہوئے کہ عروس رسول، ہمدم طلحہ، اور ولد عوام آکر ٹھہرے۔

علی کرمہ اللہ اور عروس رسول کی دلی آس رہی کہ کسی طرح اہل اسلام لڑائی سے دور ہوں اور کسی طرح صلح ہی سے سارا معاملہ طے ہو، اس لئے عسکر علی سے ولد عمرو[4] صلح کے ارادہ سے عروس رسول کے آگے آئے اور کہا:

''اے اہل اسلام کی ماں! اس ملک کس ارادے سے آئی ہو''؟

عروس رسول کا رد کلام ہوا:

''اصلاح احوال کے لئے آئی ہوں''۔

اسی طرح کا مکالمہ ہمدم طلحہ و ولد عوام سے ہوا۔ ولد عمرو[5] کا کلام ہوا:

''اگر ارادہ اصلاح احوال کا ہے، وہ اس طرح سہل ہوگا کہ علی کرمہ اللہ سے عہد کر لو! سارے لوگ لڑائی سے دور ہوں گے''۔

اس کلام سے عروس مطہرہ، ہمدم طلحہ، ولد عوام، عہد علی کے لئے آمادہ ہو گئے۔[6]

---

[1] اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ دونوں شخصیتوں کے دل کس قدر صاف تھے۔ [2] ہزار [3] بصرہ [4] حضرت قعقاع بن عمروؓ صحابی رسول۔ (سیرت علیؓ ص ۲۵۰) [5] ایضاً ص ۲۵۱ [6] یہ گفتگو سن کر اس بیان کے بعد حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور سیدہ صدیقہؓ نے ارشاد فرمایا احسنت و اصبت فارجع اللہ تعالیٰ آپ نے درست بات کی اور بہتر تجویز بیان کی ہے، ہم لوگ اس بات پر آمادہ ہیں۔ (ایضاً) (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۱۲۴)

لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی، سارے اہل اسلام اس سے مسرور ہوئے۔

روگردوں مکاروں کی مکروہ کاروائی

روگردوں اور حاکم سوم کے ہلکوں کو اس اطلاع سے اک دھکا لگا اور ڈرے کہ اگر صلح ہوگئی، ہمارے کے سارے ہلاک ہوں گے۔

اس لئے طے ہوا کہ اس لمحے کہ سارے لوگ سورہے ہوں گے، ہمارے آدمی ہر دو عسکر کے لئے حملہ آور ہوں گے، اس طرح لڑائی کا سلسلہ ہوگا اور ہم معصوم ہوں گے اور اسی طرح ہوا کہ سحر مکمل ہوئی سارے لوگ سوگئے، روگردوں کا گروہ اٹھا اور دائو کر دو سرے عسکر کے لئے حملہ آور ہوا، ہر اک عسکر کو لگا کہ دوسرا عسکر دھوکہ دہی کی راہ لگ کر حملہ آور ہوا ہے، اس لئے اک دوسرے سے معرکہ آراء ہوگئے۔[۱]

عروس رسول کے لئے اک سواری لوہے کی ڈولی[۲] سے مرصع کی گئی، عروس رسول اسی سواری کی سوار ہوئی، اسی لئے اس معرکہ کا اسم "سواری والا معرکہ" ہوا۔[۳] عروس رسول کی سعی رہی کہ لوگ لڑائی سے دور ہوں، اسی طرح علی کرمہ اللہ ساعی رہے کہ کس طرح لڑائی رکے، مگر روگردوں، مکاروں کی سعی کارگر ہوئی اور لڑائی کی آگ سلگ اٹھی۔[۱]

سواری والا معرکہ

اس سے اول کہ معرکہ ہو، علی کرمہ اللہ آگے آئے اور ولد عوام سے کہا:

"اے ولد عوام! معلوم ہے کہ اک سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اس سے کلام ہوا: اے ولد عوام! علی سے دلی لگاؤ ہے؟ رد کلام ہوا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا: اے ولد عوام! اک سحر آئے گی کہ راہ حد کی سے ہٹ کر علی سے لڑو گے"۔

۱؎ (سیرت علی، ص: ۲۵۹، ۲۵۳، سیر الصحابہ، ج:۱، ص: ۳۰۳، تاریخ اسلام، ج:۱، ص: ۲۵۵، خلافت راشدہ، ص: ۱۸۱)

۲؎ ہودج ۔ ۳؎ جنگ جمل، جمل عربی میں اونٹ کو کہتے ہیں ۔ (خلافت راشدہ، ص: ۱۸۱)

ولد عوام کا کلام ہوا:

"ہاں! ہم کو اسی لئے معلوم ہوا ہے"۔

علی کرم اللہ کے اس کلام سے ولد عوام لڑائی سے الگ ہو گئے اور لڑکے سے کہا:

"اے لڑکے! ہمدم علی، راہ حدیث کا رہرو ہے، اس لئے لڑائی سے الگ

رہو!"

عمر ولد وصول کلام سے دور رہا، اس حال کا مطالعہ کر کے ہمدم طلحہ کا ارادہ ہوا کہ وہ لڑائی سے الگ ہو، مگر عسکر علی سے کسی مردود کا سہم آلود ہمدم طلحہ کو لگا، اس سے وہ دار اسلام کو راہی ہوئے[1] (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا)[2]

اس کے آگے معرکہ عام کا سلسلہ ہوا۔

عروس رسول کی سواری کی رکھوالی کے لئے صد ہا صد لوگ کٹ مرے۔ علی کرم اللہ کو محسوس ہوا کہ اگر عروس رسول کی سواری کھڑی رہے گی لڑائی کا سلسلہ اسی طرح رہے گا، اس لئے اک آدمی کو ملیٹ[3] سے کہا:

"عروس رسول کی سواری کو گھائل کر کے گرا دو! کہ لڑائی رکے۔ وہ آدمی اٹھا اور حسام[4] لے کر حملہ آور ہوا، اس حملے سے وہ سواری گھائل ہو کر گری اور معاً لڑائی رک گئی اور عسکر علی کامگار رہا۔

محمد ولد حاکم اول کو ہمدم علی کا حکم ہوا کہ والدہ کی لڑکی ہم کو اک عمدہ اور الگ محل لے کر راہی ہو اور عسکر کو حکم ہوا:

"دوسرے عسکر کا کوئی آدمی دوڑ رہا ہو، اس کی ہلاکی سے دور رہو!
گھائل لوگوں کی ہلاکی سے دور رہو اور اموال کامگاری[5] سے دور رہو!"

اور آگے آ کر عروس رسول سے احوال معلوم کئے[6]۔

۱۔ سیر الصحابہ ج ۲ ص ۲۳۵ ۲۔ یہ انا للہ وانا الیہ راجعون کا مفہوم ہے۔ ۳۔ اشارہ کیا۔ ۴۔ تلوار ۵۔ یعنی سیدہ صدیقہ۔ ۶۔ مال غنیمت۔ ۷۔ مزاج پرسی کی۔

عروس رسولؐ کا اکرام

علی کرمہ اللہ، سلام کر کے عروس رسول کے آگے آئے، اک آدمی سے اطلاع ملی کہ دو آدمی عروس رسول کو گالی دے کر مکروہ عملی کے عامل ہوئے۔

علی کرمہ اللہ کا اسی لمحے عمرو کو حکم ہوا کہ ہر دو کو لاؤ اور کوڑے لگا کر اسلامی حد مکمل کرو اور کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا:

"لوگو! عروس رسول اسی طرح اکرام والی ہے کہ لڑائی سے الگ رہی۔"[۱]

عروس رسول کا ارادہ ہوا کہ سوئے معمورۂ رسول راہی ہو، اس لیے عروس رسول کو علی کرمہ اللہ سے صد سوا اکرام ملا، سواری عطا ہوئی۔

عروس رسول، ولد امام محمد کے ہمراہ، معمورۂ رسول کو رواں ہوئی اور علی کرمہ اللہ عروس رسول کی سواری کے ہمراہ اکرام کے واسطے کئی کوس آئے اور دار السلام کے سرداروں[۲] کو حکم ہوا کہ وہ عروس رسول کی سواری کے ہمراہ رواں ہوں۔[۳]

اس لمحے عروس رسول کا کلام ہوا:

"اے لڑکو! اسی کی حسد سے دور رہو۔ ہماری لڑائی لاعلمی سے ہوئی، اس سے اول ہم اک دوسرے کی حسد سے سدا دور رہے۔"

علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

"ہاں اسی طرح ہے اور کہا: عروس رسول رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی گھروالی اور ہماری ماں ہے اور مکرمہ ہے۔"[۴]

اس کے آگے علی کرمہ اللہ اس ملک کو رواں ہو گئے کہ وہ علی کے لئے دار الامارہ رہا،[۵] وہاں کے لوگوں کا ارادہ ہوا کہ علی کرمہ اللہ اک اعلیٰ و اولیٰ محل آ کر ٹھہرے مگر علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا کہ

---

[۱] سیرت سیدنا علی المرتضیٰ، ص: ۲۶۷ [۲] حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہما۔ [۳] (سیرت علی، ص: ۲۷۰)

[۴] (سیر الصحابہ، ج: ۱، ص: ۲۷۵) [۵] حضرت علی دار الخلافہ کوفہ لوٹ آئے۔

مدعائے علی ومحرروحی (اللہ ہر دو سے مسرور ہوا)

مدعائے علی کرمہ اللہ اس طرح رہا: مددگاروں، ہمدموں کا علی سے عہد ہوا ہے، اس نے ماتحد ہے کہ محرروحی اور اس کے ملک کے لوگوں کا عہد ہو، اس کے آگے وہ داد رسی کے لئے ہمارے آگے وارد ہوں۔ اس طرح اللہ کے حکم سے حاکم سوم کے ہلکوں سے صدر دوم کی وصولی سہل ہوئی۔

مگر محرروحی کا مدعا رہا: اول صدر دوم وصول ہو، اس کے آگے عہد ہوگا۔

اہل اسلام سے معرکہ دوم[1]

عسکر علی کرمہ اللہ، محرروحی (اللہ اس سے مسرور ہوا) کے ملک کی سرحد طے کرکے

ادھر وارد ہوا۔

ادھر محرروحی (اللہ اس سے مسرور ہوا) کے عسکر سے والد دعوہ بھی آگے ہوئے اور معرکہ آرا ہو کر عسکر علی کرمہ اللہ کو روکا۔ سحر مکمل ہوئی، عسکر علی کے لئے کمک آگئی۔ اس حال کا مطالعہ کرکے والد دعوہ ادھر سے ہٹ گئے اور سارے احوال کی اطلاع محرروحی کو دی، محرروحی کے حکم سے معرکہ گاہ طے ہوا۔

محرروحی کا عسکر ادھر رواں ہوا اور وہاں کے گھاٹ کا مالک ہوا، اس طرح عسکر علی کرمہ اللہ ماء طاہر سے محروم ہوا۔ ادھر حصول ماء کے لئے معرکہ آرائی ہوئی، عسکر علی حاوی ہو کر گھاٹ کا مالک ہوا۔

علی کرمہ اللہ کا حکم ہوا کہ ہر دو عسکر ماء طاہر سے مالا مال ہوں گے اور اس سے دور رہو کہ کسی کو ماء طاہر کی وصولی سے محروم کرو![2]

۱۔ وہ معرکہ صفین ہے (سیر الصحابہ ج: ا، ص ۲۸۰)

صلح کے لئے علی کرمہ اللہ کی اک اور سعی

علی کرمہ اللہ کے حکم سے صلح کی اک اور سعی کی گئی۔ والد عمرؓ[1] کو حکم ہوا کہ دو آدمی ہمراہ لے کر ادھر راہی ہو اور صلح کی سعی کرو۔ وہ گئے مگر محروم لوٹے۔

ہر دو عساکر کے اہل علم لوگ ساعی رہے کہ اہل اسلام لڑائی سے دور رہوں اس لئے سہ ماہ کا عرصہ ہوا کہ لڑائی رکی رہی۔ مگر سہ ماہ کے آگے لڑائی کا سلسلہ ہوا اور مسلسل رہا کہ ماہ حرام[2] کی آمد ہوئی اور ماہ حرام کے اکرام کے واسطے ہر دو عسکر لڑائی سے الگ رہے۔

ماہ حرام مکمل ہوا، دہرا کر لڑائی کا سلسلہ ہوا کہ صدہا لوگ مارے گئے اور صدہا لڑکے والد کے سائے سے محروم ہوئے۔ مگر ہر دو عسکر اک دوسرے کے آگے ڈٹے رہے۔

اس حال کا مطالعہ کرکے علی کرمہ اللہ کا لوگوں سے اس طرح کا کلام ہوا کہ لوگوں کا حوصلہ اور سوا ہوا اور وہ عسکر محرروحی سے اس طرح معرکہ آرا ہوئے کہ اس عسکر کے کئی سورما ڈر کر دوڑے۔

علی کرمہ اللہ کے ہمراہی ہمدم عمار راہی معرکے اللہ کے گھر کو سدھارے۔ اس معرکہ عسکر علی حاوی رہا۔

اک ہمدم رسولؐ ہمراہی علی کا معاملہ

معرکے کے لمحے اک ہمدم رسولؐ، ہمراہی علی کا الگ ہی معاملہ رہا۔ وہ اس طرح کہ اس کا معمول رہا کہ لڑائی اور عماد اسلام کے لمحے علی کرمہ اللہ کے ہمراہی رہے اور طعام کے لمحے محرروحی کے مطعم آکر طعام سے مالا مال ہوئے۔ کسی کا سوال ہوا: کس طرح کے آدمی ہو؟ کہ لڑائی اور عماد اسلام کے لمحے علی کرمہ اللہ کے ہمراہی رہے اور طعام کے لمحے محرروحی کے؟ کہا: عماد اسلام علی کرمہ اللہ کی عمدہ ہے اور وہی حاکم اسلام ہے۔ اس لئے لڑائی اور عماد اسلام کے

۱؎ حضرت بشیر بن عمرو بن محصن انصاری، سعید بن قیس ہمدانی اور شبث بن ربعی کو صلح کیلئے بھیجا۔ (ایضاً) ۲؎ وہ مہینہ جس میں لڑائی حرام ہے یعنی محرم الحرام۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۲۷۴) ۳؎ حضرت ابوہریرہؓ۔

لیے اس کی ہمراہی کا معمول ہے، مگر طعام محروحی کے ہاں کا عمدہ ہے، اس لئے طعام کے لیے ادھر آمد کا معمول ہے۔ اس کلام کو مسموع کر کے محروحی کمال مسکرائے۔[1]

دو حکموں[2] کا مسئلہ

اس معرکے محروحی کے عسکر کے حد سے سوا لوگ کام آئے، اس لئے محروحی کے عسکر سے رائے آئی کہ کسی طرح لڑائی رکے۔

اس لئے عمرو ولد عاص کی رائے سے لوگ کلام الٰہی اٹھا کر لائے اور کہا کہ ہم کو کلام الٰہی کا حکم وصول ہوگا۔

اس طرح لڑائی رکی اور طے ہوا کہ ہر دو عسکر سے اک اک آدمی حکم ہوگا اور دو سو اور دو سو لوگ اس کے ہمراہی ہوں گے۔ حکموں کی رائے سے مسئلہ حل ہوگا اور حکموں کا ہر حکم سارے لوگوں کو وصول ہوگا۔

اس لئے طے ہوا کہ عسکر علی سے والد موسیٰ حکم ہوں گے اور محروحی کے عسکر سے عمرو ولد عاص حکم ہوں گے اور صدور حکم کے لئے دومہ کا محل طے ہوا۔[3]

"الحکم للہ" کی صدا

سارے احوال کا مطالعہ کر کے عسکر علی سے اک گروہ[4] اس دو حکموں والی رائے سے روگرداں ہوا کہ وہ رائے، کلام اللہ سے ٹکرا رہی ہے، اس لئے کہ اللہ کا کلام ہے:

"حکم اک اللہ ہی کے لئے ہے"۔[5]

اس طرح کہہ کر وہ گروہ کہ اس کا عدد دس دس سو کے دس اور دو دو سو سالے رہا، عسکر علی سے الگ ہوا اور مرورا آ کر ٹھہرا۔

۱؎ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۲۵۲) ۲؎ تحکیم حکمین۔ ۳؎ طے ہوا کہ دومۃ الجندل آ کر حکمین اپنا فیصلہ سنائیں گے۔ (سیرت علی المرتضیٰ، ص: ۳۱۸) ۴؎ خارجی۔ ۵؎ یہ اس آیت کا مفہوم ہے۔ ان الحکم الا للہ: (یوسف: ۴۰)

ہر دو عسکر خلاموں کو حلے کر کے گھروں کو لوٹ گئے، مگر عسکر علی دو ٹکڑے ہوا اور محر روحی کا عسکر اسی طرح رہا۔

اس طرح کئی ماہ ہو گئے کہ خلاموں کے خلکم کا لمحہ آ لگا، اس لئے ہر دو خلکم اور صد ہا لوگ طے کردہ محل ''دومہ'' آ گئے۔

محر روحی (اللہ اس سے مسرور ہو) کئی لوگوں کے ہمراہ ادھر آئے مگر علی کرمہ اللہ ''دومہ'' آمد سے دور رہے اور ہمدم رسول[1] ولد عمر کو حکم ہوا کہ وہ دومہ راہی ہوا اور سارے احوال کی اطلاع لائے۔

مآل کار ہر دو حکم اکٹھے ہوئے اور ہر دو کی رائے ہوئی کہ علی کرمہ اللہ اور محر روحی (اللہ اس سے مسرور ہو) ہر دو کو معطل کر کے اولوالامر کا معاملہ اہل اسلام کی رائے سے حل ہو اور اہل اسلام کا حاکم کوئی اور آدمی ہو۔

کئی علماء سے مروی ہے کہ والد موسیٰ کی رائے ہوئی کہ عمر عکرمہ کا لڑکا[2] حاکم اسلام ہو اور عمرو ولد عاص کی رائے ہوئی کہ اسی کا لڑکا[3] والی ہو کہ وہ علم و عمل کے عالی عہدے کا حامل ہے۔

والد موسیٰ کا کلام ہوا کہ ہاں معاملہ اسی طرح ہے، مگر وہ اہل اسلام سے لڑائی کے واسطے محر روحی کا ہمراہی رہا ہے، اس لئے محال ہے کہ وہ حاکم اسلام ہو۔

دوسرے کئی علماء سے اس طرح مروی ہے کہ عمرو ولد عاص کی رائے ہوئی کہ محر روحی حاکم اسلام ہو، مگر والد موسیٰ اس سے دور رہے ہو کر اس رائے کو رد کر گئے۔

مآل کار ہر دو حکم محروم رہے کہ اک رائے اکٹھے ہوں، اس لئے اس وہ مسئلہ ادھورا رہا

---

[1] حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اپنا قائم مقام بنا کر بھیجا۔ (سیرت سیدنا علی المرتضیٰؓ، ص: ۳۲۱) [2] عبداللہ بن عمرؓ۔ (ایضاً ص: ۳۲۲) [3] حضرت عمرو بن العاصؓ کی رائے اپنے لڑکے عبداللہ بن عمروؓ کو والی بنانے کی ہوئی حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ وہ آدمی تو صادق اور سچے ہیں مگر آپؓ نے اپنے فرزند کو ان فتن میں ملوث کر دیا ہے۔ (سیرت علی، ص: ۳۲۲)

اور ہر دو حاکم دوسرے سے الگ ہو گئے۔

اس کے آگے محرر وحی کے لوگوں کا محرر وحی سے اولو الامری کا عہد ہوا، حالانکہ اس سے اول لوگ اس طرح کے عہد سے دور رہے۔

اس طرح اعداء اسلام کی سعی کامگار ہوئی اور اہل اسلام کئی ٹکڑے ہو گئے۔

مراسلۂ علی کرمہ اللہ

اس کے آگے علی کرمہ اللہ کا اک کھلا ہوا مراسلہ ممالک محروسہ کے عمال کے لئے ارسال ہوا، لکھا:

"معلوم رہے کہ ہماری محرر وحی سے لڑائی ہوئی، حالانکہ سارے لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمارا اللہ، رسول، اسلام اک ہی ہے۔ ہر اک مسلم ہے اور اسلام کی رو سے کوئی کسی سے آگے کہاں؟ ہاں! حاکم سوم کی گواہی کے سننے کے لئے ہم دورائے ہوئے مگر ہم حاکم سوم کی ہلاکی سے الگ ہی رہے گئے۔"

محرر وحی کا کلام (اللہ اس سے مسرور ہوا)

محرر وحی اور علی کرمہ اللہ کے دل اک دوسرے کے حسد سے طاہر رہے، اس لئے اہل

---

۱ تحکیم کے موقع پر مؤرخین اور ان کے بعض رواۃ نے جو تعبیریں اختیار کی ہیں، وہ حقائق و واقعات کے خلاف ہیں کیونکہ ان میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے متعلق یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ معاملات میں ظاہر بین تھے اور سیاسی بصیرت کے حامل نہیں تھے نیز وہ معاملہ فہمی میں زیرک نہیں تھے اور کئی مؤرخین حضرت عمرو بن العاصؓ کو واقعہ ہذا میں مدادع اور مکار شخص کی صورت میں پیش کرتے ہیں یہ سب بیان کرنے والوں کی اپنی قبیح تعبیریں ہیں یہ روایات کسی صورت میں صحیح نہیں ہے۔ (سیرت علی از مولانا محمد نافع مدظلہ) ۲ حضرت علیؓ کے اس خط سے واضح ہو گیا کہ اہل صفین و حضرت علیؓ کا اختلاف مذہبی نہ تھا، بلکہ دونوں جماعتوں کا مذہب ایک تھا دونوں جماعتیں مسلمان و مومن تھیں، دونوں کی دعوت دینی ایک تھی، تصدیق ایمانی میں دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے فائق نہیں تھا دونوں کامل ایمان تھے صرف ایک سیاسی مسئلہ باعث اختلاف تھا یعنی دم عثمانؓ کے معاملہ میں باہمی نزاع در پیش تھا۔ (ایضاً)

اسلام کے اس معرکے کے لیے حاکم روم کا ارادہ ہوا کہ وہ اسلامی ملکوں کے لئے حملہ آور ہو، بحر روحی کو اس کی اطلاع ہوئی اسی لیے اس کو لکھا کہ او روحی مردود! اسلامی ملکوں کے حملے کے ارادے سے دور ہی رہ! اگر اس طرح کا ارادہ ہوا، واللہ! ہماری اولاد عم سے صلح ہوگی اور ہم مل کر روم حملہ آور ہوں گے کہ گھر سے محروم ہو گئے[1] اس سے حاکم روم ڈرا اور وہ مکروہ ارادے سے دور رہا۔

"الحکم للّٰہ" والوں[2] کا معاملہ

آگے لکھی گئی سطور سے معلوم ہوا کہ مسئلہ حکم سے روگرداں ہو کر عسکر علی سے اک گروہ "الحکم للّٰہ" کہہ کر الگ ہوا اور حرورا آ کر ٹھہرا، علی کرمہ اللہ ساعی ہوئے کہ وہ گروہ کسی طرح راہ ھدیٰ لگے، اس لئے علی کرمہ اللہ کا ولد عم کو حکم ہوا کہ اس گروہ سے ملو اور اس کو راہ ھدیٰ کی رہروی کا کہو!

وہ اسی حکم کے عامل ہوئے۔ اس گروہ کے معمولی لوگ راہ ھدیٰ لگے، مگر کئی لوگ محروم ہی رہے۔

عمدہ کلمہ کھوٹی مراد[3]

اک سحر علی کرمہ اللہ لوگوں کے آگے اللہ کی حمد کے لئے کھڑے ہوئے کہ "الحکم للّٰہ" والوں کا اک آدمی کھڑا ہوا اور کہا:

"اے علی! اللہ کا کلام ہے: "حکم اللہ ہی کے لئے ہے"[4] اور لوگوں کو حکم کر کے کلام الٰہی سے روگرداں ہوئے ہو۔ دوسرے کئی لوگ اس کے ہم رائے ہوئے اور مل کر "الحکم للّٰہ" کی صدا لگائی۔ علی کرمہ اللہ کا رد کلام ہوا: "کلمہ عمدہ ہے مگر مراد کھوٹی ہے"۔

---

[1] (سیرت علی ص: ۲۲۵) [2] خوارج [3] کلمة حق ارید به الباطل [4] ان الحکم الا للّٰه: (یوسف: ۴۰)

"الحکم للہ" والوں سے علی کرم اللہ کا معاملہ اولاً یکار رہا۔ اس سے اس گروہ کو حوصلہ ملا اور وہ حد سے سوا مکروہ کاموں کے عامل ہوئے۔ علی کرم اللہ کو اطلاع ملی کہ "الحکم للہ" والوں کا گروہ لوٹ مار کی راہ لگا ہے اور اسلامی محرم کو حلال کئے ہوئے ہے۔ اس لئے علی کرم اللہ کا اس گروہ سے لڑائی کا ارادہ ہوا۔

معرکہ آرائی سے اول

علی کرم اللہ ساعی رہے کہ وہ گروہ لڑائی سے الگ رہ کر راہ ہدی لگے۔ اس لئے ولد سعد[1] اور اک دوسرے مددگار کو حکم ہوا:

"ادھر اک اس گروہ سے ملو اور ہر طرح سے سعی کرو کہ وہ گروہ راہ ہدی کا رہرو ہو۔"

وہ گئے اور اس گروہ کے سرکردہ لوگوں سے ملے۔ مگر اس گروہ کے والوں کو ہر گی رہی۔ اس لئے ہر دو مددگار سوئے علی کرم اللہ لوٹ آئے۔

"الحکم للہ" والوں سے معرکہ

علی کرم اللہ کی سعی رہی کہ لوگ لڑائی سے دور ہی رہیں۔ اس لئے علی کرم اللہ کے حکم سے اک آدمی علم اٹھا کر کھڑا ہوا اور علی کرم اللہ کا کلام ہوا:

"ہر وہ آدمی کہ "الحکم للہ" والوں سے الگ ہو کر اس علم کے گرد آئے گا، ہلاکی سے معصوم رہے گا۔ اسی طرح وہ آدمی کہ کسی دوسرے ملک کی راہ لے گا، معصوم رہے گا"۔

اور لشکر سے کہا:

"حملے سے رکے رہو! ہاں! اس لئے کہ "الحکم للہ" والوں کا حملہ ہو، حملہ کرو۔"

اس لئے اول "الحکم للہ" والوں کا حملہ ہوا۔ اس کے آگے معرکہ سہ ہوا۔ اس گروہ کے

---

[1] قیس ولد سعد ولد عبادہ وابو ایوب الانصاری۔ (سیرت علی المرتضی، ص ۲۰۰)

حد سے سوا لوگ مارے گئے، کئی روز لگ گئے۔

لوگوں کا وسوسہ اور اس کا حل

عسکر علی کے کئی لوگوں کے دل اس وسوسے سے معمور ہوئے کہ "الحکم للہ" والوں کی بلا کی روا ہے کہ ار روا[1] اس کی اطلاع علی کرم اللہ کو ہوئی۔ اسی لمحے کھڑے ہو کر کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسل وسلم کا کلام ہے: لوگوں کا اک گروہ، اسلام سے اسی طرح الگ ہوگا کہ سہم، کماں سے اور وہ گروہ، اسلام سے روگرداں ہی رہے گا، اس گروہ کا اک آدمی اس طرح کا ہوگا کہ اس کے دودھ مادام[2] کے دودھ کی طرح اٹھے ہوئے ہوں گے اور اس کے گرداگرد اک کم تھوکا لے کالے اعلام گھوں گے"۔

علی کرم اللہ کا حکم ہوا کہ اس آدمی کو ڈھونڈ کر اس کو ٹٹولا۔ وہ مردوں سے اٹا ہوا اور اس کے گلے گماں لگی ہوئی ملی۔ اس کا مطالعہ کر کے علی کرم اللہ مسرور ہوئے اور اللہ کے اسم کی صدا لگا کر کہا:

"اللہ اور اس کے رسول کا کہا، سدا کھرا رہا[3]"

ملکی امور

آگے لکھی گئی سطور سے معلوم ہوا کہ علی کرم اللہ حاکم ہوئے اور اس کے حکم سے حاکم سوم کے طے کردہ کئی عمال معطل ہوئے، اسی لئے والی مصر ولد ابو السرح[4] معطل ہوئے اور علی کرم اللہ کے حکم سے ولد سعد[5] والی مصر ہوئے، مگر کئی عوامل اس طرح کے ہوئے کہ علی کرم اللہ کا ارادہ ہوا کہ ہمدم سعد کو معطل کر کے والی مصر محمد ولد حاکم اول کو طے کرے، اس لئے حکم علی سے اک محدود عرصہ والی مصر رہ کر ہمدم سعد معطل کئے گئے اور محمد ولد حاکم اول، والی مصر ہوئے، مگر کم

---

[1] یعنی لوگوں کے دل میں ان کے مقتول ہونے کی وجہ سے شبہ پیدا ہوا تو حضرت علیؓ نے نبی اکرمؐ کا فرمان نقل کیا۔ (سیرت علی ص:۲۰۰) [2] عورت [3] یعنی آپ کی پیشن گوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی (ایضاً)

[4] عبداللہ بن ابی سرح [5] قیس بن سعد۔

عمری کی رو سے ملکی امور سے لاعلم رہے اور محروم رہے کہ اہل مصر کے لیے ملکی امور کو محکم کر سکے۔

اس حال کی اطلاع علی کرمہ اللہ کو ہوئی اسی لیے مالک[1] کو حکم ہوا:

"محمد ولد حاکم اول کی مدد کے لئے راہی ہو"!

وہ مصر کے ارادے سے رواں ہوئے، مگر راہ کے اک مرحلے اس کا لمحہ موعود آ لگا اور وہ راہی ملک عدم ہوئے۔[2]

محروحی کو اس حال کی اطلاع ملی، عمرو ولد عاص کو مصر کی حملہ آوری کا حکم دے کر کہا:

"اے عمرو! اللہ کے ڈرو، ہمدردی اور حوصلہ وری کے عامل رہو"!

وہ مصر آئے اور محمد ولد حاکم اول کے عسکر سے معرکہ آراء ہوئے۔ محمد ولد حاکم اول اس معرکے ہلاک ہوئے[3] اور علی کرمہ اللہ اس سے کوسوں دور رہے، اس لئے اس کی امداد سے محروم رہے اور اس طرح عمرو ولد عاص مصر کے عامل ہو گئے۔

کسروی روگرداں سے معرکے[4]

اس عرصے ملک کرماں اور اس سے ملے ہوئے ملک[5] کے لوگ روگرد ہوئے اور مال صلح کی ادائگی سے مکر گئے۔

علی کرمہ اللہ کے حکم سے اک عمدہ رائے والے سالار[6] اک گروہ کے ہمراہ ادھر راہی

---

[1] مالک، اشتر النخعی۔ [2] یہاں پر مورخین (طبری وغیرہم) نے الاشتر النخعی کے انتقال کے اسباب بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی موت کی خاطر حیلہ گری کی تھی اور اشتر کو شہد کا شربت پلانے والے شخص کو انعامات کے وعدے دے کر زہر دینے پر مامور کیا تھا، پھر اس نے اشتر کو مسموم شربت پلا کر ہلاک کر دیا، اس واقعے کے متعلق حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ فی هذا نظر یعنی یہ واقعہ قابل تامل ہے اور اس کی صحت میں شک و شبہ ہے۔ (سیرت علی ص: ۳۰۷) [3] اسی طرح محمد بن ابی بکر جو معاویہ بن خدیج کے ساتھ معارضہ میں مقتول ہوئے تھے، ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی میت کو گدھے کی کھال میں لپیٹ کر جلا دیا تھا، یہ سب حضرت معاویہؓ پر الزام تراشی ہے اور داستان کو دلناک بنانے کی سعی ہے اور ان کے حق میں تنفر اور نفرت نشر کرنے کی تدبیریں ہیں۔ (ایضاً) [4] یعنی باغی۔ [5] خراسان۔ [6] زیاد بن امیہ۔

ہوئے اور معرکہ آرائی کرکے ادھر کے لوگوں کو محکوم کر آئے اور علی کرمہ اللہ کا کسروی لوگوں سے اس طرح معدہ سلوک رہا کہ سارے کسروی لوگ علی کرمہ اللہ کے دلدادہ ہوئے۔

عہد علی کرمہ اللہ کا سارا حصہ اسی طرح کی لڑائی سے اٹا رہا اور اگلے ملکوں کی کامگاری معمولی رہی[1]

مکہ اور معمورۂ رسول

آگے لکھی گئی سطور سے معلوم ہوا کہ اولاً امر ہو کہ علی کرمہ اللہ معمورۂ رسول کو وداع کرکے اک دوسرے ملک[2] کے راہی ہوئے اور سدا اسی ملک کو دارالامارہ کرکے رہے، اس لئے معمورۂ رسول حاکم اسلام سے محروم ہوا۔

ادھر محرر روی کئی امصار و ممالک کے مالک ہوگئے اس لئے محرر روی کے حکم سے ولد ارطاط[3] اک عسکر کے ہمراہ مکہ اور معمورۂ رسول کی کامگاری کے لئے ادھر وارد ہوا۔

ادھر کے لوگ ہر طرح کی معرکہ آرائی سے دور رہے، اس لئے ولد ارطاط معرکہ آرائی کے علاوہ ہی مکہ مکرمہ اور معمورۂ رسول کا مالک ہوا اور لوگوں سے محرر روی کے لئے عہد لے کر آگے ہمسائے ملک کے لئے راہی ہوا۔

ہمسائے ملک آکر معمولی معرکہ آرائی سے ہی اس ملک کا مالک ہوا۔

اس طرح اک اک کرکے علی کرمہ اللہ کئی ملکوں سے محروم ہوئے۔ اس کا اصل محرک عسکر علی کی ہٹ دھرمی اور حکم علی سے روگردانی رہا۔

---

[1] چنانچہ سیستان و مکران کی سمت میں بعض عرب خود مختار ہوگئے تھے ان کو قابو میں کرکے آگے قدم بڑھایا اور ۳۹ھ میں بعض مسلمانوں لوگوں نے راستے سے ہندوستان پر حملہ کی جرأت کی۔ اس وقت کوکن کا علاقہ سندھ میں شامل تھا مسلمان رضاکار سپاہیوں نے سب سے پہلے اس عہد میں کوکن پر حملہ کیا۔ (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۲۹۰) ملخصاً۔

[3] بسر بن ارطاط (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۳۰۵)

علی کرمہ اللہ دو ملکوں[1] کے اولوالامر

اس طرح علی کرمہ اللہ دو ملکوں کے حاکم رہ گئے۔ گو کہ محر روحی اک اک کر کے کئی ملکوں کے مالک ہو گئے، مگر وہ سدا علی کرمہ اللہ کی ہمسری کے دعوے سے دور رہے۔

ولد ام[2] اور ولد عم[3] روٹھ گئے

اسی عرصے کہ وداع مکہ کو دس سال کم آدھی صدی ہوئی، دو اہم آدمی علی کرمہ اللہ سے روٹھ گئے۔

اول: ولد عم کہ وہ علی کرمہ اللہ کے حکم سے اک مصر کے عامل رہے، اک حاسد سے علی کرمہ اللہ کو اطلاع ملی:

"اس کا ولد عم دارالمال کا مال اڑا رہا ہے"۔

علی کرمہ اللہ کا ولد عم سے کلام ہوا کہ:

"مال کا معاملہ ہم سے کہو"!

اس کا رد کلام ہوا:

"وہ مال اسی کا ہے، دارالمال کا کہاں"؟

علی کرمہ اللہ کا دہرا کر سوال ہوا:

"ہم سے کہو کہ وہ مال کہاں سے حاصل ہوا"؟

ولد عم کا رد کلام ہوا:

"اس طرح کی عمالی سے دور ہی رہوں گا"۔[4]

اس طرح کہہ کر وہ مکہ مکرمہ آ گئے۔

دوم: اسی طرح علی کرمہ اللہ کا ولد ام علی کرمہ اللہ کے کسی کلام سے روٹھ کر محر روحی کے ملک راہی

---

[1] عراق اور ایران [2] عقیل بن ابی طالبؓ [3] عبداللہ بن عباسؓ [4] حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں اسی گورنری سے باز آیا۔ (تاریخ اسلام، ج:۱، ص ۵۰۵)

اس لئے ماہ صوم کی سول اور سحر کی عماد اسلام کا لمحہ اس کاروائی کے واسطے طے ہوا اور ہر آدمی طے کردہ آدمی کے ملک راہی ہوا۔

ولد ملوک اللہ سحر روحی کے دار الامارہ آکر اس لمحے اللہ کے گھر وارد ہوا کہ سحر روحی سحر کی عماد اسلام کے لئے لوگوں کے امام ہوئے، وہ آگے ہوا اور صمصام کا اک وار کر کے دوڑا۔ اس کو لگا کہ سحر روحی اس اک وار سے ہلاک ہوں گے، مگر اللہ کے حکم سے معمولی گھاؤ لگا اور سحر روحی ہلاکی سے معصوم رہے، مگر ولد ملوک اللہ محصور ہو کر ہلاک ہوا[1] اسی سحر کے اسی لمحے عمرو سعدی، مصر کے عماد اسلام گاہ[2] وارد ہوا اور ولد عامر[3] کو کہ وہ اس سحر سحر کی عماد اسلام کے لئے لوگوں کے امام ہوئے، حسام کے اک ہی وار سے ہلاک کر ڈالا۔ اس کو دھوکہ لگا کہ لوگوں کا امام عمرو ولد عاص ہی ہے، حالاں کہ عمرو ولد عاص اس سحر روگی[4] رہے، اس لئے وہ عماد اسلام کے لئے اللہ کے گھر آمد سے محروم رہے۔ اس طرح عمرو ولد عاص ہلاکی سے معصوم رہے۔

ادھر مرادی مصری مردود، علی کرمہ اللہ کے دار الامارہ وارد ہوا، وہاں اس کو اک ماہ رو[5] لڑکی سے لگاؤ ہوا اور وہ اس کا دلدادہ ہوا۔

مرادی کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح اس لڑکی سے عروسی ہو، اس نے لڑکی کے گھر آکر لڑکی کو اطلاع دی:

"اس کا عروسی کا ارادہ ہے"۔

اس لڑکی کا رد کلام ہوا:

"ہاں! عروسی کے لئے آمادہ ہوں، اگر مہر ادا کر دو"!

---

۱ مسجد۔ ۲ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۵۰۶) ۳ مسجد ۴ خارجہ بن ابی حبیبہ بن عامر یہ ایک فوجی افسر تھے جو حضرت عمرو بن العاص کی غیر موجودگی میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ (ایضاً) ۵ بیمار۔ ۶ حسین و جمیل لڑکی جس کا نام قطام تھا اس کا والد اور بھائی خارجی تھے اور جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں ہلاک ہوگئے تھے۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص: ۵۰۷)

مرادی مصری سائل ہوا:

"تم سے کہا! کس طرح کا مہر لو گی"؟

لڑکی کا کلام ہوا:

"اس کا مہر ہے، اول علی کا کٹا ہوا سر۔ دوم ایک مملوک اور ایک مملوکہ۔
سوم دس ہزار درہموں کی سہ صرہ[۱] ہے"

مرادی مصری کا کلام ہوا۔

"امر دوم و سوم محال ہے۔ ہاں! امر اول کے لئے آمادہ ہوں"[۲]

لڑکی آمادہ ہو گئی اور اس کے حکم سے اس کے سر کا ایک آدمی "وردان" مرادی کے ہمراہ ہوا۔

ماہ صوم کی سولہ ہے اور سحری عماد اسلام کے لئے معمول کی طرح علی کرمہ اللہ لوگوں کو صدا دے کر اللہ کے گھر وارد ہوئے۔ اول وردان مردود حملہ آور ہوا، علی کرمہ اللہ اس کے وار سے معصوم رہے۔ اس کے آگے مرادی مردود اٹھا اور صمصام سے علی کرمہ اللہ کے سر کو گھائل کر کے دوڑا، مگر علی کے حکم سے محصور ہوا۔

علی کرمہ اللہ کا اس کے لئے لوگوں سے کلام ہوا کہ اگر گھاؤ مہلک ہو، اس کو صلۂ دم کے لئے ہلاک کر دو، اور اگر ہلاکی سے معصوم رہوں، مرادی سے ہمارا معاملہ وہی ہو گا کہ ہم کو عمدہ لگے گا[۳] اور لڑکوں[۴] کو حکم ہوا کہ ادھر آ ؤ اور وہ آ گئے۔ لڑکوں سے کہا:

"ایک دوسرے سے عمدہ سلوک اور ہمدردی کا معاملہ رکھو"!

ایک دلدادہ[۵] آگے ہوا اور کہا:

---

۱ تھیلی۔ ۲ مرادی تو آیا ہی اس کام کیلئے تھا، اس لئے اس کا ارادہ اب مزید پختہ ہو گیا۔ (ایضاً) ۳ ابن ملجم گرفتار ہو کر حضرت علی کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اس کو قتل کر دینا اور اگر میں اچھا ہو گیا تو خود جو مناسب سمجھوں گا کروں گا (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۲۰۹) ۴ سیدنا حسن، سیدنا حسین، اور محمد بن الحنفیہ ۵ جندب بن عبداللہ۔

"اے حاکم اسلام! رائے دو: آں مکرم کے وصال کے آگے آں مکرم کا لڑکا حاکم اسلام ہو؟" علی کرمہ اللہ کا ردِ کلام ہوا:

"وہ اہل اسلام کی رائے سے ہی طے ہوگا، اس مسئلے کے لئے علی ہر رائے اور حکم سے دور ہے"۔

تال کا رسہ ماہ کم[1] ساٹھ ماہ حاکم اسلام رہ کر ماہ صوم کی اک کم اٹھارہ[2] کو ساٹھ اور سہ سال کی عمر مکمل کر کے دارِ رسول دارالسلام کو راہی ہوئے (ہم سارے اللہ مالک ہے اور ہمارا ہر آدمی اس کے گھر لوٹے گا)

مرادی کا تال

وصالِ علی کرمہ اللہ کے آگے لوگ مرادی کو واسطہ علی کرمہ اللہ کے آگے لائے، اولادِ علی کرمہ اللہ سے وہ اس کڑے طور سے ہلاک ہوا کہ اس کے دھڑ کے ٹکڑے کئے گئے، گرم سلائی لگائی گئی اور اس کی اسان کاٹی گئی اور اس کے دھڑ کو آگ لگادی گئی[3]

امورِ لحد[4]

امورِ لحد کے لئے دارالسلام کے سردار[5] اور علی کرمہ اللہ کے ولد امام کا لڑکا[6] آگے آئے اور سارے امور مکمل کئے اور علی کے ولد اول[7] کی روح سے عاری عمادِ اسلام[8] کے واسطے لوگوں کے امام ہوئے اور وہی ملک کہ وہ علی کرمہ اللہ کا دارالامارہ رہا، اسی ملک اللہ کے گھر سے ملے ہوئے اک محل آگے علی کرمہ اللہ کو مٹی دی[9]

---

۱ چار سال نو ماہ۔ (سیرت علی، ص: ۵۲۷) ۲ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص: ۵۰۷) ۳ (طبقات ابن سعد اردو حصہ سوم، ص: ۹۵، سیرت خلفائے راشدین، ص: ۲۵۵) ۴ تجہیز اور تکفین کے مراحل۔ ۵ حضرات حسنینؓ۔ ۶ حضرت علیؓ کا بھتیجا حضرت عبداللہ بن جعفر طیار۔ ۷ سید حسنؓ۔ ۸ نماز جنازہ۔ ۹ آپ کا مزار کوفہ میں مسجد الجماعۃ کے قریب رحبہ کے مقام پر واقع ہے اور روافض لوگ جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ کی قبر مشہد (نجف اشرف) میں ہے وہ سراسر غلط ہے اور بے بنیاد ہے اس بات پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: وما یعتقدہ کثیر من جہلۃ الروافض من ان قبرہ بمشہد النجف فلا دلیل علی ذالک ولا اصل لہ۔ (سیرت علی، ص: ۵۲۷)

سراسر کھوٹا کلام

کئی لوگوں کا وسوسہ ہے کہ "الحکم للہ" والوں کے ڈر سے علی کرم اللہ کو وصال سے آگے اک سواری سے کس کر سواری دوڑا دی گئی، وہ سواری اک معلوم محل کو رواں ہو گئی اور لوگ سدا لاعلم رہے کہ وہ سواری کہاں گئی اور لحد علی کہاں ہے؟ حالاں کہ وہ کلام سراسر کھوٹا اور اصل سے دور ہے۔

الحمدللہ! کہ رسالہ "دو سسر دو داماد" مکمل ہوا، دعا گو ہوں کہ اللہ اس رسالے کے واسطے سے عالم اسلام والوں کے دلوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو سسر، دو داماد اور ہر ہر ہمراہی کے لگاؤ سے معمور کر دے۔

اے اللہ! محرر اور اس کے والد مکرم، والدہ مرحومہ، سارے معلموں اور وہ لوگ کہ اس رسالے کے لئے کسی طرح بھی سعی مددگار رہے، ساروں کے معاصی محو کر دے اور ساروں کو ہر دو عالم کا سرور و کامگاری عطا کر دے۔ (اللہ اسی طرح کرے)

اے اہل علم! رائے دو

محرر کا ہر علم والے سے سوال ہے کہ اس رسالے کے واسطے ہر طرح کی رائے دے! اہل علم کی ہمہ آراء مسموع ہوں گی اور وصول ہوں گی۔

محرر

والد محمد رائی

سوموار دس محرم سال اٹھارہ سو اور دو سو دس

(سیرت ختمی ص ۹۲۵)

اردوئے معراسے عام اردو کلمے

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
﴿ا﴾		اوطاس	مقام وادی حنین
آدم دوم	نوحؑ	اہل کہسار	اہل خائف
آس	امید	امراء	بڑے لوگ
آگاہ کرو	اطلاع دو	امر محال	مشکل معاملہ
اسرائیل	یہودی	امر وحی	نبوت
اطوار	طریقے	الم رسائی	تکلیف پہنچانا
الحاد	کفر	﴿ح﴾	
اساس	بنیاد	حاکم اول	سیدنا ابوبکر صدیقؓ
اسماء	اسم کی جمع	حاکم دوم	سیدنا عمر فاروقؓ
اسراء سماوی	معراج	حاکم سوم	سیدنا عثمان غنیؓ
اسلامی صدی	سن ھجری	حکام	حاکم کی جمع
اسرہ	خاندان	حلم	برداشت
اطوار محمودہ	عمدہ طور طریقے	حصار	قلعہ
اصحمہ	نجاشی بادشاہ کا نام	حاوی	غالب
اعلائے اسلام	اسلام کی ترقی	حسام	تلوار
اعلام	اعلان ۔ علامتیں	حرم رسول	مسجد نبوی

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
حمام صحرائی	جنگلی کبوتر	﴿ر﴾	
حکم	فیصلہ کرنے والا	رائی کا پہاڑ	بات کا بتنگڑ بنانا
حر	آزاد	راعی	چرواہا
حامی	مددگار	ردی کام	گھٹیا کام
﴿د﴾		رداء	چادر
داعی	بلانے والا	رد کلام	جواب
دارالآلام	جہنم	روح اللہ رسول	حضرت عیسیٰ
دار اللہ	بیت اللہ	رحلہ	ہجرت ۔ سفر
دارالسلام	جنت	راہوار	گھوڑا ۔ سواری
دال	دلالت کرنے والا	رواں	جاری
دم سادھے ہوئے	چپ	رحلت کے بعد	سفر آخرت کے بعد
دارالامارہ	دارالخلافہ	رہرو	مسافر
دہر	زمانہ	روئداد	واقعہ
دو حکم	دو فیصلہ کرنے والے	روگ	بیماری
دل سے دہراؤ	یاد کرو	رکوع سے عاری	نماز جنازہ
دارالمطہر	بیت المقدس	روا	جائز
دکھوں والا حصار	عذاب	روگردی	نافرمانی حکم عدولی
دور	زمانہ طویل	☆☆	☆☆

کلمے	عام اردو
س	
سائی	کوشش کرنے والا
سامع	سننے والا
سوا	علاوہ۔زیادہ
سوءِ مآل	برا انجام
سہام کار	تیر انداز
سوءِ عملی	بدعملی
سہل	آسان
سرکرے	پار کرے۔مکمل کرے
سواری	اونٹ
سوئے اعداء	دشمنوں کی طرف
سوءِ عہدی	بدعہدی
سواری والا معرکہ	جنگ جمل
سردار ملائک، الروح	حضرت جبرئیل
سراسر	بالکل
سہو	بھول
سعی	کوشش
سہم	حصہ

کلمے	عام اردو
ص	
صاع	۲۳۴ تولے وزن کا پیمانہ
صدائے عمادِ اسلام	اذان
صلۂ دم	قصاص
صلۂ مسلسل	صدقۂ جاریہ
صمصام	تلوار
صاد	تصدیق کرنا
ط	
طوعاً و کرہاً	مجبوراً
طور	طریقہ
ع	
عاری	خالی۔ننگا
عائد	لازم
عساکر	عسکر کی جمع۔لشکر
عمال	عامل کی جمع
عم	چچا
عمادِ اسلام	نماز
علمدار	جھنڈا اٹھانے والا

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
لاحکم والے	خارجی	معدوم سلسلۂ رزوی	منقطع الاسند
لسان	زبان	مسلّمہ اصولوں	طے شدہ ضابطے
لگاؤ	محبت	محرر	لکھنے والا
لحد	قبر	معمور	آباد
لحم	گوشت	مروی	روایت
لمس	چھونا	مداحون	تعریف کرنے والے
(م)		مسرور	خوش
متن وی	دفن کیا	مآل کار	آخر کار
مہلک	قاتل	ملائکہ	فرشتے
ماء	پانی	معصوم	محفوظ
مطعم	کھانا کھانے کی جگہ	مکروہ عمل	بدعملی
مرگ	موت	مددگار	نصاری۔ مدد کرنے والا
مملوک	غلام	ماءِ طاہر	پاک پانی
مصلح	اصلاح کرنے والا	مامور	تابع
محررِ وحی	کاتب وحی حضرت معاویہؓ	محکوم	تابع
مساوی	برابر	مسطورہ	لکھا ہوا
ملاءِ اعلیٰ	فرشتے	محو	فنا
معاصی	گناہ	مکرم	باعزت

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
موعود	مقررہ	وساوس	وسوسہ کی جمع
مادی	مالی	وسط روی	میانہ روی
ملائم	نرم	وداع مکہ	ہجرت
معمورۂ رسول	مدینۂ رسول	وافی	فضول
مغموم	بچارونا	وحی سماوی	آسمانی وحی
مادہ	عورت	ولد ام	بھائی
موئے سر	سر کے بال	وصال رسول	آپ کا سفر آخرت
مراسلہ	خط	ہ	
معرکۂ اول	غزوۂ بدر	ہمدم	مہاجر صحابی۔ ساتھی
و		ہمسر	برابر
وصال	انتقال	ہمدم مکرم	حضرت ابوبکر صدیقؓ

رسائل ومصادر

اختلاف امت اور صراط مستقیم
تاریخ اسلام
تاریخ الخلفاء
حیات الصحابہ
جامع اللغات
خلافت راشدہ
سیرت مصطفیٰ
سیرت علی المرتضیٰ
سیرت خلفائے راشدین
سیر الصحابہ
صحابہ کرام انسائکلوپیڈیا
صحاح ستہ
طبقات ابن سعد
مقام صحابہ
فیروز اللغات
لغات کشوری
المنجد
ہادی عالم

محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم

قرآن کریم میں صحابہ کرام ﷺ کا عالی مقام

معتبر علمائے کرام کے ترجموں اور تفاسیر کی روشنی میں قرآن کریم کی ان
آیت مقدسہ کا مجموعہ جن میں حق تعالیٰ شانہ نے نبی کریم ﷺ کے
جانثار ساتھیوں کی تعریف و تحسین فرمائی ہے

مؤلف

زیر ہمسر

محمد عظیم رائی

ادارہ

اساس العلم کراچی

(عنقریب منصۂ شہود پر ہوگی۔ انشاء اللہ)

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

اولیاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

ان کاموں کا تذکرہ جن کی ابتدا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی فرمائی

مؤلف

ابو محمد
محمد عظیم رانی

ادارہ

اساس العلم کراچی
(عنقریب منظر عام پر ہوگی ان شاء اللہ)

صحابہ کرامؓ کے زریں اقوال

دنیا سے بے رغبتی اور فکرِ آخرت پیدا کرنے والے مختلف مواقع پر حضرات صحابہ کرامؓ سے منقول، راہنما اقوال کا حسین گلدستہ

مؤلف

ابو معصوم

محمد عظیم رائی

ادارہ

اساس العلم کراچی

(عنقریب منصۂ شہود پر ہوگی ان شاء اللہ)

اسلامی مہینے تاریخ کے آئینے میں

مؤلف

زیر ترتیب

محمد عظیم رانی

ادارہ

اساس العلم کراچی

(عنقریب منظرِ شہود پر ہوگی ان شاء اللہ)